سَیفُ الجَبّار

از

سیف اللہ المسلول معین الحق

مولانا شاہ فضلِ رسول قادری بدایونی قدس سرہ السامی

تقدیم و تحقیق، تخریج و ترتیب

مولانا عطیف قادری بدایونی

ناشر:

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِيْ النَّارِ (الحدیث)

ہندوستان میں فتنۂ نجدیہ واسماعیلیہ کی تفصیلی تردید پر مشتمل

سیف الجبار

﴿ تیرھویں صدی ہجری کی ایک شاہ کار اور مشہورِ زمانہ تصنیف ﴾

از
سیف اللہ المسلول، معین الحق
مولانا شاہ **فضل رسول قادری بدایونی** قدس سرہٗ السامی

تقدیم وتحقیق، تخریج وترتیب
مولانا **عطیف قادری** بدایونی

سلسلۂ مطبوعات ﴿122﴾

SAIFUL JABBAR

By: MOLANA FAZL E RASOOL QADRI
Edited By: MOLANA ATEEF QADRI
New edition: October 2017
Price: Rs: 200/-

کتاب: سیف الجبار
تصنیف: مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
ترتیب و تحقیق: مولانا عطیف قادری بدایونی
کتابت مخطوطہ: ربیع الاول ۱۲۷۸ھ/ستمبر ۱۸۶۱ء
طبع جدید: محرم الحرام ۱۴۳۹ھ/ اکتوبر ۲۰۱۷ء/ بموقع عرس قادری
ناشر: تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.info, www.qadri.in

Distributor
Maktaba Jaam-e-Noor
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418
Mob. : 0091-9313783691

Distributor
New Khwaja Book Depot.
Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9313086318

اس عظیم علمی و تاریخی اور مستند ماخذ کا

انتساب

صاحبِ کتاب، سیف اللہ المسلول، معین الحق
مولانا **شاہ فضل رسول قادری بدایونی** قدس سرہٗ العزیز کے

افکار ونظریات کے حامل وحامی

❁❁❁

ان کے

منہاج ومسلک کے سالک وداعی

❁❁❁

اوران کے

علمی وروحانی فضائل ومحاسن کے سچے وارث وجانشین

تاج دار اہل سنت، حضرت اقدس
﴿الشیخ عبدالحمید **محمد سالم قادری بدایونی** دام فضلہ وکرمہ﴾

اور

شہید بغداد عالم ربانی علامہ **اسید الحق محمد عاصم قادری** محدث بدایونی قدس سرہ
کی جانب کیا جاتا ہے

از: محمد عطیف قادری بدایونی

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۱۵ر کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جو شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری کی نگرانی اور ان کی قائدانہ کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد اب نشر واشاعت کے یہ سارے امور بحمد اللہ صاحبزادۂ گرامی مولانا عطیف قادری بدایونی کی نگرانی میں بحسن وخوبی انجام پا رہے ہیں۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ ہر میدان میں اکیڈمی کی خدمات نمایاں ہیں۔

تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات ابتدا ہی سے شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف کے اکابر وعلما کی تصانیف کے علاوہ اپنے دیگر اکابر ومشائخ کی عظیم شخصیات، ان کے علوم ومعارف اور ان کی حیات وخدمات پر بھی تصنیفی واشاعتی کام کیا جائے، تاکہ نئی نسل اپنے اکابرین کی سیرت اور ان کے افکار ونظریات سے اپنا رشتہ مستحکم کر کے اپنے عقیدہ ومسلک میں پختگی پیدا کرے۔ اس سلسلے میں تاج الفحول اکیڈمی نے کامیاب اقدام کیا اور اکابر خانقاہ قادریہ کی درجنوں کتابیں بالتدریج منظر عام پر لا کر دین وسنیت کی خدمات میں اپنا اہم رول ادا کیا۔

زیر نظر کتاب تیرھویں صدی ہجری میں لکھی جانے والی ایک مایہ ناز تصنیف ہے، جس نے اپنی اشاعت کے بعد ہی غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تھی۔ تاریخی اعتبار سے اس کتاب کو ایک اعلی مقام حاصل ہے۔ یہ کتاب عقیدہ اہل سنت پر مشتمل ہے اور معاصر فتنے کے رد وابطال کے لیے بھی کافی معاون ومددگار ہے۔ امسال صاحبِ کتاب کے وصال کو ۱۵۰ر سال مکمل ہونے جا رہے ہیں اس لیے خصوصیت کے ساتھ اس کو شائع کر کے مصنف کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے۔ یقیناً اس کتاب کی جدید اشاعت تاج الفحول اکیڈمی کی سلسلہ مطبوعات میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی ان خدمات کو شرف قبولیت بخشے، مستقبل میں اکیڈمی کے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے اور اراکین کو ہمت وحوصلہ اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم ﷺ۔

محمد عبدالقیوم قادری ﴿جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی﴾
خانقاہ قادریہ، بدایوں شریف

❑❑❑

مشمولاتِ کتاب

دوسرا باب: نجدیہ کے عقائد کے بیان میں

231......109

134......231

خاتمہ: نجدیہ کے مکائد میں

حواشی

مصادر تخریج و تحقیق

❑❒❑

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین محمد والہ الطیبین واصحابہ الطاہرین بعد حمد وصلوۃ کے جاننا چاہئے کہ ہندوستان میں سبب ہو جانے کفر کی حکومت اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے حکم شرع کے تین قسم ہیں ایک قسم وہ کہ حکم ہے کسی چیز کی جان لینی اور مان لینے کا کچھ کام کرنا نکرنا اسمیں نہیں ہے جیسے اللہ ایک ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں قیامت حق ہے شفاعت حق ہے بہشت دوزخ حق ہے اسکو علم عقاید کہتے ہیں دوسری قسم حکم ہی ہاتھ پاؤں زبان سے کام کرنے یا نکرنیکا جیسے نماز روزہ حج زکوۃ جہاد کرنا چوری شراب خواری زنا نکرنا اسکو علم فقہ کہتے ہیں

تیسری

سیف الجبار کے قلمی نسخے کا سرورق

سیف الجبار کے قلمی نسخے کا آخری ورق

دعائیہ

از: حضور تاج دار اہل سنت دام ظلہ

(صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف)

شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنے اکابر کے مسلک سے ہٹ کر ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی اختیار کی اور اہل سنت کے بالمقابل نئے مذہب کی بنیاد ڈال کر سارے اکابر واصاغر کو مشرک، بدعتی وغیرہ کا لقب دیا تو مسلمانوں میں ایک شورش برپا ہوگئی، علمائے اہل سنت نے اس فتنے کے سدباب کے لیے کمر کس لی- ان علما میں دو نام بہت نمایاں ہیں، ایک تو استاذ مطلق علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ، دوسرے حضور سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ-

آخری مغل تاج دار بہادر شاہ ظفر نے جب ان اختلافی مسائل میں اہل سنت کا موقف معلوم کرنا چاہا تو اس نے حضور سیف اللہ المسلول سے ہی استفتا کیا، آپ نے جو جواب عنایت فرمائے اسے بہادر شاہ نے شائع بھی کرایا-

حضور سیف اللہ المسلول کی تصانیف میں سیف الجبار خصوصی اہمیت کی حامل ہے- اس میں وہ فتوی بھی نقل ہے جو علمائے مکہ معظّمہ نے حرم شریف میں ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب سننے کے بعد دیا تھا- غالباً حضور سیف اللہ المسلول اس وقت وہیں موجود تھے- سیف الجبار متعدد مرتبہ شائع ہوئی- چند سال قبل ادارہ مظہر حق نے نسخہ سیتاپور کا فوٹو شائع کیا تھا-

عالم ربانی شہید بغداد علیہ الرحمہ کا ارادہ تھا کہ ایک بسیط مقدمہ اور تخریج وحواشی کے بعد اس کو شائع کریں، مگر ان کے پاس بقول ان کے وقت بہت کم تھا اور کام بہت- اس وجہ سے یہ کام رہ گیا اور وہ شہید ہوکر درگاہ غوثیہ میں ہمیشہ کے لیے مقیم ہوگئے-

بخاک وخون غلطیدن بنا کردند خوش رسمے
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اب ماشاءاللہ ان کے بھائی مولانا عطیف میاں سلمہ اس کو تاج الفحول اکیڈمی سے شہید بغداد کی خواہش کے مطابق شائع کر رہے ہیں- اور اس کام میں باوجود علالت محنت سے لگے رہے- رب مقتدر اس خدمت کو قبول کرے اور دونوں بھائیوں کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے-

شہید بغداد کی شہادت کے بعد بھی ان کے فیض اور حضور غوث پاک قدس سرہٗ کے کرم سے اکیڈمی کا کام جاری اور کتابیں چھپتی رہتی ہیں- رب مقتدر اسی طرح اکیڈمی کی خدمات کو جاری رکھے، آمین-

❑❑❑

آغازِ سخن

سیف اللہ المسلول معین الحق سیدنا ومولانا شاہ فضل رسول قادری حنفی بدایونی قدس سرہ العزیز (م: ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کی ذاتِ گرامی علم وروحانیت کے حوالے سے محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کے اقوال وارشادات، تحریر وتصانیف کو علمائے اہل سنت کے نزدیک سند کی حیثیت حاصل ہے اور آپ کے ہم عصر ومتاخرین نے اس بات کا جا بجا نہ صرف یہ کہ اظہار کیا بلکہ اپنی تحریروں اور کتابوں میں آپ کی تصانیف کو بطور حوالہ پیش بھی کیا۔☆ ہمیں اس بات کا دعویٰ نہیں کہ سیف اللہ المسلول نے سب سے پہلے اور تن تنہا تمام گمراہ کن اور بدعقیدہ تحریکوں کا رد کیا، مگر اس کے ساتھ ساتھ ہم اس دعوے میں حق بجانب ہیں کہ ہندوستان میں تحریک وہابیت کا تفصیل کے ساتھ آپ سے پہلے کسی نے رد نہیں کیا۔ چناں چہ زیر نظر کتاب ہمارے اس دعوے کی بین دلیل ہے۔

سیف اللہ المسلول نے اپنے زمانے میں اٹھنے والے ہر فتنے کا رد بلیغ فرمایا اور اُردو، فارسی، عربی میں تصنیفات کا سلسلہ دراز کر کے تحفظ ناموس رسالت کا اہم فریضہ انجام دیا۔ سر دست ہم حضرت کے زمانے میں رونما ہونے والے فتنے اور اس پر حضرت کے فعال کارناموں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔☆☆

مسئلہ شفاعت:

آپ کے زمانے میں شفاعت کے منکرین نے سر اٹھایا اور اس پر بحث ومناظرے کا سلسلہ دراز ہوا۔ آپ نے ''فوز المؤمنین بشفاعة الشافعین'' تحریر فرما کر اس مسئلے میں اہل سنت وجماعت کا موقف قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح طور پر بیان کیا اور مسلمانوں کے عقیدے کی حفاظت فرمائی۔

☆ تاج الفحول اکیڈمی نے سیف اللہ المسلول کا علمی مقام کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی، جس میں معاصرین ومتاخرین کی نظر میں آپ کے مقام ومرتبے کو اجاگر کیا گیا ہے۔

☆☆ سیف اللہ المسلول کا تفصیلی تعارف ہم نے صفحہ 25 پر ذکر کیا۔

مسئلہ زیارت روضۂ رسول:

جب سید المرسلین احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کو ناجائز کہا گیا تو سیف اللہ المسلول نے مسلمانوں کی قیادت کرتے ہوئے اہل سنت و جماعت کے مسلک و موقف کے مطابق اس فتنے کی سرکوبی کی اور ''اکمال فی بحث شد الرحال'' نامی ایک رسالہ تصنیف فرما کر مسلمانوں کے عقیدے کی حفاظت فرمائی-

مسئلہ امتناع نظیر:

جب مسئلہ ''امتناع امکان نظیر'' پر استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی نے شاہ اسماعیل دہلوی کی گرفت کی اور آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف ''تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ'' سامنے آ گئی تو اس پر سید حیدر علی ٹونکی (م:۱۲۷۲ھ/ ۱۸۶۵ء) شاہ اسمٰعیل دہلوی کا دفاع کرتے ہوئے میدان میں کودے اور ''کلام الفاضل الکبیر علی اہل التکفیر'' نامی رسالہ تحریر کیا- سید حیدر علی ٹونکی کے اس رسالے کے رد میں سیف اللہ المسلول نے فارسی زبان میں ایک نہایت تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی، جس کا نام ''تبکیت النجدی'' رکھا-

عقائد اہل سنت:

ایسے ہی جب اس پر فتن دور میں عقائد پر حملہ کیا جانے لگا اور عوام الناس تک گم راہ عقیدوں کی ترسیل ہونے لگی تو آپ نے عقیدۂ اہل سنت پر مشتمل عربی زبان میں کتاب ''المعتقد المنتقد'' تصنیف فرمائی، جو دیگر کتبِ عقائد کے بالمقابل منہجاً فوقیت رکھتی ہے- ☆

غرض کہ سیف اللہ المسلول ہر فتنے کی سرکوبی اور اس کے رد و ابطال کے سلسلے میں قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں- آپ کی اسی حمیت اسلامی، جذبہ دینی اور عقیدۂ اہل سنت کے تحفظ کی فکر کا نتیجہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی اولاد و احفاد کے ساتھ ساتھ آپ کے تلامذہ اور مدرسہ قادریہ کے فرزندان بھی نہ صرف یہ کہ عقائد اہل سنت پر مضبوطی سے قائم رہے، بلکہ ہر دور میں اس کے محافظ و مبلغ بھی رہے- چناں چہ جب ہم اس سلسلے میں تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں تو اس حقیقت کے بطلان پر کوئی دلیل باقی نہیں رہ جاتی- ذیل میں ہم خانقاہ قادریہ کے افراد کی کچھ کتابوں اور فتاویٰ کا ذکر کر رہے ہیں جو خالص فتنۂ نجدیہ و اسماعیلیہ کی تردید میں لکھی گئیں-

☆ حضرت کی ساری تصانیف کا تفصیلی تعارف ہم نے صفحہ 37 پر ذکر کیا ہے-

فہرست کتب:

شاہ عین الحق عبد المجید عثمانی قادری بدایونی (م:۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء):

[۱] رسالہ ''ہدایت الاسلام'' (بزبان فارسی) تقویت الایمان کے رد میں

سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول عثمانی قادری بدایونی: (م:۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء)

[۱] المعتقد المنتقد

[۲] البوارق المحمدیہ

[۳] احقاق الحق وابطال الباطل

[۴] تصحیح المسائل

[۵] سیف الجبار

[۶] فوز المؤمنین بشفاعة الشافعین

[۷] اکمال فی بحث شد الرحال

[۸] فصل الخطاب

[۹] تلخیص الحق

[۱۰] تبکیت النجدی

[۱۱] حرزِ معظم

[۱۲] اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ

مولانا فیض احمد قادری بدایونی

[۱] تعلیم الجاہل

مولانا محی الدین عثمانی قادری بدایونی: (م:۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء)

[۱] شمس الایمان

تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر عثمانی قادری بدایونی: (م:۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء)

[۱] حقیقة الشفاعة علی طریق اھل السنة والجماعة

[۲] شفاء السائل بتحقیق المسائل

[۳] سیف الاسلام

[۴] رسالہ بیان شفاعت

حکیم عبدالقیوم شہید عثمانی قادری بدایونی: (م:۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

[۱] سطوۃ فی رد ہفوات ارباب دارلندوہ

[۲] رسالہ سماع موتی

خطیب اعظم مولانا عبدالماجد عثمانی قادری بدایونی: (م:۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء)

[۱] فتوی جواز عرس

[۲] رسالہ القول السدید

مولانا عبدالحامد عثمانی قادری بدایونی: (م:۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

[۱] الجواب المشکور

یہاں ہم نے طوالت کے پیش نظر مدرسہ قادریہ کے تلامذہ و وابستگان کی تصانیف کا ذکر نہیں کیا- الحمد للہ احقاق حق وابطال باطل کی اس روایت پر آج بھی مدرسہ قادریہ قائم ہے اور اپنے اسلاف کے مسلک ومنہاج کے مطابق راہِ حق کی طرف گامزن ہے-

سیف الجبار: ایک تعارف:

یہ کتاب اپنے انداز کی ''رد تحریک وہابیت'' پر لکھی گئی وہ منفرد اور پہلی کتاب ہے جس نے واضح طور پر یہ بتایا کہ فتنۂ اسماعیلی دراصل فتنۂ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اردو زبان میں تشریح وترجمانی ہے- عرب کے بعض متاخرین محققین نے اس بات کی تحقیق کی ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اسلامی ریاست قائم کرنے کی پرامن کوشش کی تھی اور حجاز مقدس میں کسی طرح کی کوئی خوں ریزی نہیں کی- زیر نظر کتاب کے مطالعے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے محققین نے ''جانب دارانہ'' تحقیق فرمائی ہے- وقت کی تنگی کے پیش نظر ہم ان کی ''جانب دارانہ'' تحقیق کا تنقیدی جائزہ موقوف کررہے ہیں، ان شاء اللہ فرصت کے ایام میں اس پر ایک مستقل مقالہ لکھنے کا ارادہ ہے- (السعي مني والاتمام من الله)

شہید بغداد علامہ شیخ اسید الحق قادری محدث بدایونی رقم طراز ہیں:

> یہ سیف اللہ المسلول کی مشہور تصنیف ہے۔ کتاب کا پورا نام ''سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار'' ہے، اس سے کتاب کا سنہ تالیف [۱۲۶۵ھ] برآمد ہوتا ہے-

بعض محققین کے مطابق یہ پہلی کتاب ہے جس میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور شاہ

اسماعیل دہلوی کے درمیان فکری ونظریاتی اتحاد و یکسانیت کواجاگر کیا گیا-
کتاب ایک مقدمہ دو باب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔مقدمے میں صراط مستقیم کا بیان ہے-اس میں مصنف نے صراط مستقیم کی تعریف، اس پر مضبوطی سے قیام اور اس سے انحراف وغیرہ کے بارے میں گفتگو کی ہے-
پہلے باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے- پہلے حصے میں عرب میں جماعت وہابیہ کاظہور، اس کا آغاز وارتقا، جنگ وقتال اور حرمین شریفین پر حملہ وغیرہ کا بیان ہے- دوسرے حصے میں ہندوستان میں وہابیت کا آغاز وارتقااور سیداحمد رائے بریلوی وشاہ اسماعیل دہلوی کی تحریک جہاد کی تاریخ بیان کی ہے-
دوسراباب عقائد وہابیہ کے بیان پر مشتمل ہے- شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید تصنیف کی تھی، پھراس کتاب کومختصر کیا جس کا نام ''کتاب التوحید صغیر'' رکھا گیا -یہی کتاب التوحید صغیر ۷/محرم ۱۲۲۱ھ بروز جمعہ صبح مکہ مکرمہ میں علما کی خدمت میں پیش کی گئی-یہ وہ وقت تھا جب وہابی لشکر طائف میں قتل وغارت کرنے کے بعد مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی کا ارادہ کرر ہا تھا- علمائے مکہ جمعہ کی نماز کے بعد جمع ہوئے اور کتاب التوحید صغیر کا رد کرنا شروع کیا۔شیخ احمد بن یونس باعلوی علمائے مکہ کے ان ردود کو تحریر کرتے گئے-نماز عصر تک اس کے ایک باب کا ردمکمل ہوا تھا- اسی اثنا میں طائف سے کچھ لوگ مکہ مکرمہ پہنچے، انہوں نے بتایا کہ وہابی لشکر طائف سے روانہ ہو چکا ہےاوراب مکہ مکرمہ پہنچنے والا ہے۔اس خبر کے پھیلتے ہی افراتفری اوراضطراب پھیل ہوگیا،جس کی وجہ سے یہ نقد ونظر پہلے باب تک ہی محدود رہا دوسرے باب کا رد لکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی- علمائے مکہ کے اس رد کا نام ''ہدایت مکیہ'' ہے-
سیف الجبار کے دوسرے باب میں مصنف پہلے کتاب التوحید صغیر سے شیخ ابن عبدالوہاب کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں، اس کے بعد اس کے رد میں علمائے مکہ کی ''ہدایت مکیہ'' سے ایک عبارت لاتے ہیں،اس کے بعد ''فائدہ'' کا عنوان دے کر تقویت الایمان سے شاہ اسماعیل دہلوی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں،جس سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ جو بات عربی میں شیخ ابن عبدالوہاب نجدی لکھ رہے ہیں وہی

بات اردو میں شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھی ہے- اس کے بعد اس عقیدے کی تردید میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ رفیع الدین دہلوی اور خاندان ولی اللّٰہی کے دیگر افراد اور ان کے تلامذہ کے اقوال نقل فرماتے ہیں- اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے خانوادے کے افراد کے عقائد و نظریات شیخ ابن عبدالوہاب نجدی اور شاہ اسماعیل دہلوی دونوں کے عقائد و نظریات سے مختلف ہیں- یہی دوسرا باب کتاب کی روح ہے-
اس کے بعد خاتمے میں بعض وہابی علما کی علمی خیانتیں دکھائی گئی ہیں- (اکمل التاریخ: ص ۳۸۴)

شہید بغداد نے اس کتاب کی کچھ تخریج کی تھی اور فرمایا تھا کہ بغداد شریف سے واپسی کے بعد اس کو مکمل کر کے ایک مبسوط مقدمہ تحریر کرنا ہے، مگر بغداد شریف میں آپ کی شہادت ہوگئی- خانقاہ قادریہ اور اس کے تمام متوسلین پر غم اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون- الحمدللہ یہ کام شہید بغداد کی خصوصی توجہات سے مکمل ہوا- اگر چہ ہمیں اس بات کا پورا اعتراف ہے کہ کتاب کی اشاعت اس معیار پر پوری نہیں اترتی جیسا کہ شہید بغداد نے ارادہ فرمایا تھا-

ایک ضروری وضاحت:

زیر نظر کتاب کے دوسرے باب کا مطالعہ کرنے پر یہ بات واضح طور معلوم ہوتی ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی نے اپنے دعوے کی دلیل کے طور پر جو آیت یا حدیث نقل کی ہے وہ بالکل بے محل ہے اور دعوے سے اسے کوئی مناسبت نہیں۔ یہاں یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ اس جدید مذہب کے امیر المومنین کا قرآن و حدیث کے فہم میں جب یہ حال ہے تو باقی متبعین کا کیا حال ہوگا۔

جب ہم شاہ اسماعیل دہلوی کی بعض کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں خصوصیت کے ساتھ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آپ کے صاحب زادگان کا جا بجا ذکر ملتا ہے، جس سے عام قاری کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات اپنے بزرگوں کے عقائد و نظریات کے عین مطابق ہیں- حالاں کہ ہمارے سامنے بے شمار دلائل ہیں جو اس بات کی نفی کرتے ہیں-

زیر نظر کتاب میں مصنف نے اس بات کا خوب اہتمام کیا ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی کے نظریات و افکار کی تردید میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خاندان ولی اللّٰہی کے دیگر افراد اور ان کے تلامذہ کے اقوال ہی تحریر کیے جائیں تا کہ کسی کو یہ شبہ نہ رہ جائے کہ شاہ اسماعیل دہلوی اپنے خاندان کے علما و محدثین

کی روش پر ہیں اور یہ واضح طور پر ثابت کیا جائے کہ شاہ اسمٰعیل دہلوی نے ایک نیا مذہب اور نیا عقیدہ وضع کیا تھا، جو ان سے پہلے ان کے خاندان میں مفقود تھا اور مسلمانوں کو یہ یقین ہو جائے کہ شاہ اسماعیل دہلوی اپنے خاندان کے تمام بزرگوں سے باغی ہو چکے تھے- شاہ ولی اللہ اور ان کے خانوادے کے افراد کے عقائد و نظریات شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور شاہ اسماعیل دہلوی دونوں کے عقائد و نظریات سے مختلف ہیں۔ چناں چہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ملفوظات ''القول الجلی''، اور آپ کی تصانیف ''انفاس العارفین''، اور ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے-

شہید بغدادعلیہ الرحمہ نے سیف اللہ المسلول کا ایک رسالہ ''فصل الخطاب''، تسہیل و ترتیب کے ساتھ ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ میں تاج الفحول اکیڈمی سے شائع کیا تھا- اس رسالے کے ابتدائیے میں شہید بغداد تحریر فرماتے ہیں:

> رسالہ مختصر ہونے کے باوجود اس لحاظ سے اپنی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کو اس وقت کے سرکردہ علما کی تائید و تصدیق حاصل ہے، ان علما میں اکثر وہ حضرات ہیں جو خانوادۂ ولی اللٰہی کے تربیت یافتہ اور سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تلامذہ ہیں، اس سے اس پروپیگنڈہ کی بھی نفی ہوتی ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی کی ''اصلاحی تحریک'' دراصل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تجدیدی اور اصلاحی تحریک کا ہی ایک تتمہ تھی- حقیقت یہ ہے کہ خانوادۂ ولی اللٰہی کے افراد (دو ایک کے استثنا کے ساتھ) اور اس خاندان کے اکثر تلامذہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی انتہا پسندانہ روش، دل آزار لب و لہجہ اور خود ساختہ توحید و شرک کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب استاذ مطلق مولانا فضل حق خیر آبادی نے تقویۃ الایمان کی ایک دل آزار عبارت کے رد میں ''تحقیق الفتویٰ'' لکھی تو اس پر تائیدی دستخط کرنے والوں میں سے اکثر حضرات یا تو اسی خانوادے کے فرد تھے یا اس سے نسبت تلمذ رکھنے والے تھے، اسی طرح جب بہادر شاہ ظفر کے استفتا پر سیف اللہ المسلول نے بعض اختلافی مسائل پر تفصیلی فتویٰ تحریر کیا تو اس کے مؤیدین و مصدقین میں بھی اکثر لوگ مدرسہ شاہ عبدالعزیز کے فیض یافتہ تھے، بلکہ کتب خانہ قادریہ بدایوں سے کم از کم ۱۲/ سے ۱۵/ تک ایسے رسائل پیش کیے جا سکتے ہیں، جو

۱۸۵۷ء سے قبل شاہ اسماعیل دہلوی کے رد میں لکھے اور چھاپے گئے اور ان سب رسائل کے مصنفین خاندانی یا علمی طور پر خانوادۂ ولی اللہ سے نسبت رکھتے ہیں۔
غالبًا یہ پروپیگنڈہ ابتدا ہی سے کیا جارہا تھا اسی لیے حضرت سیف اللہ المسلول نے اپنی تصانیف میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے کسی نظریہ وعقیدے کی تردید میں سب سے پہلے ان کے گھر سے دلیل لائی جائے، تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ شاہ اسماعیل دہلوی اوران کے اکابر واساتذہ کے عقائد ونظریات میں بعد المشرقین ہے''۔ (ص:۶-۵)

سیف الجبار کے نسخے:

سیف الجبار ہر دور اور ہر زمانے میں کافی مقبولیت کی حامل رہی ہے، جس کا اندازہ اس کتاب کی بارہا اشاعتوں کے ذریعے لگایا جاسکتا ہے۔ کتب خانۂ قادریہ میں سیف الجبار کے ایسے ۶/ نسخے موجود ہیں جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں۔

الف:

ہماری معلومات کے مطابق سیف الجبار کا سب سے قدیم ترین نسخہ ۲۹/ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ میں لکھا گیا، جو مخطوطے کی شکل میں اب تک کتب خانہ قادریہ کی زینت ہے۔ ہم نے اس اشاعتِ جدید میں اسی مخطوطے پر اعتماد کیا ہے۔

یہ مخطوطہ انتہائی صاف اور واضح ہے، کتابت بھی خوب ہے، جدید کمپوزنگ کے دوران ہمیں عبارتوں کو پڑھنے میں کسی طرح کی کوئی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ۲۴۹/ صفحات پر مشتمل یہ نسخہ عام کتابی سائز پر ہے۔ ہر صفحے پر ۱۵/ سطریں ہیں۔ کتاب کے آخر میں یہ عبارت واضح طور پر پڑھی جاسکتی ہے۔

تمت بالخیر تحریر فی التاریخ بست ونہم (۲۹) ماہ ربیع الاول ۱۲۷۸ ہجری۔

اس نسخے کی کتابت مصنف کی حیات میں ہوئی ہے، جس کی بنا پر اس کو درجہ استناد حاصل ہوجاتا ہے۔

ب:

اسی طرح اس کا ایک اور ناقص مخطوطہ کتب خانہ قادریہ میں موجود ہے، جو انتہائی بوسیدہ اور ناقابل قرأت ہے۔ نسخے سے سنہ کتابت کا سراغ بھی نہیں ملتا، ممکن ہے کہ یہ مخطوطہ سب سے قدیم ہو، مگر جب تک کوئی شہادت نہیں ملتی، کچھ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

ج:

تیسرا نسخہ انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ سے ۱۲۸۷ھ میں شائع ہوا ہے۔ یہ نسخہ بھی انتہائی صاف اور واضح ہے۔

د:

حضرت تاج الفحول کی فرمائش پر یہ کتاب مطبع صبح صادق سیتا پور سے ۱۲۹۲ھ میں شائع ہوئی، یہ نسخہ بھی عمدہ ہے، تاہم کچھ صفحات بوسیدہ ہو چکے ہیں، مگر لائق استفادہ ہیں۔

ہ:

مکتبہ رضویہ، لاہور (پاکستان) نے ۱۹۷۲ء میں سیف الجبار کا ایک ایڈیشن شائع کیا تھا، چھوٹے سائز کے اس نسخے پر علامہ عبدالحکیم شرف قادری کا مقدمہ درج ہے۔ کتاب عمدہ حالت میں ہے۔

و:

ضرورت کے پیش نظر ادارہ مظہر حق بدایوں نے ۱۹۸۵ء میں مطبع صبح صادق سے شائع شدہ نسخے کا عکس شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ اس کی متعدد کاپیاں آج بھی ہمارے یہاں موجود ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب سیف الجبار کی ساری اشاعتوں کو سامنے رکھ کر عبارتوں کا تقابل کیا گیا تو سوائے املا و ترقیم کی غلطیوں کے عبارتوں میں کسی طرح کی تحریف و تبدیل نہیں پائی گئی، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ سیف الجبار زمانہ تالیف سے لے کر اب تک تواتر کے ساتھ نقل ہو کر ہم تک پہنچی ہے، جس کی بنا پر تاریخی اعتبار سے اس کتاب کو مزید تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

زیر نظر کتاب ''سیف الجبار'' کی یہ ساتویں اشاعت ہے، جو بحمد اللہ جدید آب و تاب کے ساتھ تاج الفحول اکیڈمی شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہی ہے۔

ترتیب جدید:

کسی بھی کتاب کی ترتیب جدید اور اس پر تحقیق و تحشیہ اکیڈمک اعتبار سے ایک دشوار گزار اور ذمہ دارانہ مرحلہ ہے، بالخصوص ہماری ذمہ داری اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب کہ کتاب ایک ایسے موضوع سے متعلق ہو جس سے تاریخ کی ایک اہم ڈور بندھی ہو اور جو اپنے زمانے میں لکھی گئیں دیگر کتب کے مقابلے نسبتاً ایک خاص اہمیت و حیثیت رکھتی ہو۔ زیر نظر کتاب کا شمار کچھ ایسی ہی کتابوں کے ضمن میں ہوتا ہے، جیسا کہ قاری سے مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے کتاب کی ترتیب جدید میں حتی الامکان اپنی ذمہ داری کو بحسن و خوبی نبھانے کی از حد کوشش کی ہے۔ چناں چہ ہم نے اپنی اس کاوش میں

چند باتوں کا اہتمام کیا ہے، جو درج ذیل ہیں:

تخریج وتحقیق:

● جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ قدیم کتب میں حوالہ جات ذکر کرنے کا نہ تو ماحول تھا اور نہ اس کا اہتمام کیا جاتا تھا، تاہم کتاب کا نام یا مصنف کا نام مذکور ہوتا تھا- پیش نظر کتاب میں بھی اسی طرح حوالے ذکر کیے گئے تھے- ہم نے جدید تقاضوں کا پورا لحاظ کرتے ہوئے تقریباً ساری عبارتوں کی تخریج کر دی ہے- جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ مصنف علیہ الرحمہ نے عام طور سے شاہ اسماعیل دہلوی کے خاندان کی کتابوں پر اعتماد کیا ہے، چناں چہ سب سے پہلا مرحلہ ان کتابوں کی تلاش کا تھا- کسی بھی کتاب کی تخریج میں یہ بات اہم ہوتی ہے کہ قدیم نسخوں سے استفادہ کیا جائے- الحمد للہ کتب خانۂ قادریہ عرصے سے نایاب اور قیمتی کتابوں کی حفاظت کرتا چلا آیا ہے، لہٰذا قدیم کتابوں کی تلاش وجستجو میں ہمیں کہیں سفر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور ہم نے کتب خانہ قادریہ کی برکت سے تخریجی مراحل آسانی سے طے کر لیے- تاہم بعض جگہوں پر PDF سے بھی استفادہ کیا گیا ہے- کتاب کے آخر میں ہم نے مراجع ومصادر کے طور پر ساری کتابوں کی سنہ تالیف اور ان کے مطبع کا بھی ذکر کر دیا ہے-

● کتاب میں موجود قرآنی آیات اور احادیث کی تخریج بھی جدید طرزِ تخریج پر کر دی گئی ہے- احادیث کی تخریج میں صرف حوالے پر اکتفا کیا گیا، ان پر صحت وضعف کا حکم نہیں لگایا گیا ہے- ان شاء اللہ تاج الفحول اکیڈمی مستقبل میں اس کتاب کا عربی ایڈیشن شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جس میں اس بات کا بھی خصوصی خیال رکھا جائے گا-

● کتاب میں متعدد مقامات پر کسی کتاب کے صرف مفہوم پر اکتفا کیا گیا تھا، اصل فارسی یا عربی عبارت مذکور نہیں تھی، ہم نے ایسے مقامات پر بھی اصل کتاب کی عبارت پیش کر کے ان کا حوالہ دے دیا ہے تا کہ قاری کو اصل مرجع دیکھنے کی زحمت نہ ہو- مزید یہ کہ بعض جگہوں پر کسی حدیث کی طرف ضمناً اشارہ کر دیا گیا تھا، ہم نے دوران تخریج ان احادیث کی اصل عبارت مع حوالہ رقم کر دی ہے-

● مصنف نے کہیں کہیں حواشی تحریر فرمائے تھے، جس میں بعض جگہوں پر کتابوں کی عبارتیں بھی مذکور تھیں، ہم نے ان عبارتوں کی بھی تخریج کر دی ہے، تاہم ان حواشی کو کتاب کے آخر میں شامل کیا ہے-

● کتاب میں موجود وہ اعلام جن کو صاحب کتاب نے حوالے کے طور پر پیش کیا یا جن کی کتابوں کی عبارتوں کو اپنے موقف ومذہب کی تائید وتوثیق میں ذکر فرمایا، ہم نے ایسی شخصیات واعلام کا اجمالی تعارف وتذکرہ پیش کر کے کتاب کے آخر میں حواشی کے ضمن میں درج کر دیا ہے، تا کہ قاری جب کتاب کو پڑھے تو اس

کے ذہن میں صاحبِ عبارت کا مقام ومرتبہ، عقائد وافکار اور علمی قدر ومنزلت کا ایک مختصر خاکہ تیار ہو جائے-

● کتاب میں جگہ جگہ کچھ قدیم اور متروک الاستعمال اردو الفاظ موجود تھے، ہم نے ایسے الفاظ کا ترجمہ ومفہوم بھی بیان کر دیا ہے-

ترتیب وتقدیم:

تاج الفحول اکیڈمی کی خصوصیت ہے کہ اس نے قدیم کتب کی اشاعت جدید میں چند باتوں کا خصوصی التزام کیا، جو یقیناً ہمیں دیگر کتب میں دیکھنے کو نہیں ملتا، جس سے تاج الفحول اکیڈمی بہت کم وقت میں ایک نمایاں اور منفرد مقام حاصل کر کے پذیرائی حاصل کر چکی ہے- پیش نظر کتاب میں بھی سابقہ روایت کو برقرار رکھا گیا، جو حسب ذیل ہے-

● کمپوزنگ میں اردو اور فارسی عبارتوں کے لیے نوری نستعلیق فونٹ کا استعمال گیا، جب کہ عربی کے لیے Trade arabic bold-

● قدیم کتب میں عام طور سے پیراگرافنگ یا علامات ترقیم کا لحاظ نہیں کیا جاتا تھا، ہم نے جدید طرز املا کے ساتھ ساتھ پیراگرافنگ اور عمدہ سیٹنگ کرنے کی پوری کوشش کی-

● کتاب میں دو چار مقامات کو چھوڑ کر کہیں بھی ہیڈنگ نہیں تھی، جس سے قاری کو اپنی مطلوبہ بحث تلاش کرنے میں کافی دشواری ہوتی تھی، ہم نے اپنی اس اشاعت میں جگہ جگہ ہیڈنگز لگا دی اور اسی کے مطابق جدید فہرست سازی کر دی-

● کتاب میں جہاں بھی مصنف نے جملہ معترضہ کا ذکر کیا ہم نے ایسی عبارتوں کو ایک خاص بریکٹ (......) میں کر دیا، تاکہ عبارت کا تسلسل برقرار رہے اور قاری کو الجھن محسوس نہ ہو-

● کتاب میں جہاں بھی ہم نے اپنی طرف سے کسی چیز کا اضافہ کیا اس کو بھی ایک خاص بریکٹ [......] کے اندر ذکر کر دیا، تاکہ اصل کتاب سے امتیاز باقی رہے-

● علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے ۱۹۷۲ء میں سیف الجبار شائع کی تھی، جس میں بطور مقدمہ مصنف کا تعارف رقم فرمایا تھا- یہ تعارف مختصر اور جامع تھا، اس لیے ہم نے اس کو شامل اشاعت کیا، تاہم قادری صاحب نے مصنف کی کتابوں کا تعارف بھی کرایا تھا، مگر ہم نے اسے حذف کر دیا اور شہید بغداد علامہ شیخ اسید الحق قادری محدث بدایونی قدس سرہٗ کا تحریر کردہ ''تعارف تصانیف'' لاحق کر دیا- شہید بغداد نے یہ تعارف ''اکمل التاریخ'' میں ضمیمے کے طور پر شامل کیا تھا- یہ تعارف جامع ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل ومفصل بھی ہے، جس کو پڑھنے کے بعد مزید تشنگی باقی نہیں رہ جاتی-

منت شناسی:

یہ کتاب ایک عرصے سے التوا میں پڑی تھی، چوں کہ کتاب مختلف جہتوں سے اہمیت رکھتی تھی، اس لیے اس پر عمدگی سے کام کرنا میرا فریضہ تھا- بحمد اللہ مَیں نے حتی المقدور اس فرض کو ادا کرنے کی پوری کوشش کی، یہ سب میرے پیر و مرشد حضرت اقدس تاج دارِ اہلِ سنت دام ظلہ العالی کی نظرِ عنایت و توجہات کا نتیجہ ہے کہ مجھ جیسا کم علم اور احقر اس اہم کتاب کی ترتیب و تحقیق میں کامیاب ہو پایا- لہٰذا اس کام میں جتنی خوبیاں ہیں وہ سب حضرت اقدس کی دعاؤں کا نتیجہ ہیں، جب کہ جو خامیاں راہ پا گئی ہیں وہ میری کم علمی اور نااہلی کی وجہ سے ہیں۔

عزیزم عبد العلیم قادری مجیدی نے اس کتاب کی اشاعت میں بھرپور تعاون کیا اور کتاب کی ساری سیٹنگ اور پروف ریڈنگ کا ذمہ بہ حسن و خوبی ادا کیا- موصوف مدرسہ قادریہ کے فرزند ہیں اور فی الوقت جامعہ ازہر، قاہرہ میں زیرِ تعلیم ہیں- مَیں ان کے روشن مستقبل کے لیے دعا گو ہوں- رب قدیر و مقتدر ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین-

مدرسہ قادریہ کے دیگر فرزندان نے بھی پروف ریڈنگ کر کے کتاب کی اشاعت میں اپنا رول ادا کیا- اللہ رب العزت ان سب کا اقبال بلند فرمائے، آمین-

برادرِ طریقت حاجی حفظ الرحمٰن قادری قریشی (ساکن بدایوں) نے کتاب کی اشاعت کے لیے مخلصانہ تعاون کیا ہے- رب مقتدر ان کی یہ خدمت قبول فرمائے اور ان کو خیر و برکت سے نوازے-

راقم کو اپنی کم علمی اور بے عملی کا اقرار ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ شمس مارہرہ قبلۂ جسم و جاں غوث زماں ابو الفضل آل احمد حضور اچھے میاں قدس سرہٗ العزیز کے دامن کرم سے وابستہ ہے اور یہ یقین ہے کہ جو نگاہ کرم و التفات راقم کے آبا و اجداد پر شمس مارہرہ کی ہے اس سے کچھ حصہ راقم کو ضرور ملے گا اور علم و عمل کی دولت سے نوازا جائے گا- آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و وارث حالہ اجمعین-

محمد عطیف قادری بدایونی
خانقاہ قادریہ، بدایوں شریف
۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ/ ۱۱/ ستمبر ۲۰۱۷ء

❑❑❑

تعارف مصنف

از: علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ
لاہور پاکستان

آپ معقول ومنقول کے جامع اور شریعت وطریقت کے شیخ کامل تھے- عمر عزیز کا بہت بڑا حصہ خلق خدا کے جسمانی و روحانی امراض کے علاج میں صرف کیا۔ ان گنت افراد آپ سے فیض یاب ہوئے، اس کے علاوہ تحریر وتقریر کے ذریعے مسلک اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لیے قابل قدر کوششیں کیں-

اس دور میں کچھ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ''کتاب التوحید'' سے بری طرح متاثر ہو گئے اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدست اسرارہم کے مسلک سے منحرف ہوکر فتنۂ نجدیت کو پھیلانے میں بڑے زور وشور سے مصروف ہو گئے- اس فتنے کے سدِباب کے لیے علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی جگہ قابل قدر کوششیں کیں، جن میں استاذ مطلق مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحب زادے مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ دہلوی، مولانا منورالدین دہلوی (مولانا ابوالکلام آزاد کے والد کے نانا) اور معین الحق شاہ فضل رسول القادری وغیرہم نے نمایاں طور پر احقاق حق کا فریضہ ادا کیا- بے شمار سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا اور لاتعداد افراد کو راہ راست دکھائی-

مولوی محمد رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں:

بالخصوص ہنگام اقامت ملک دکن میں وہابیہ و شیعہ بکثرت آپ کے دست

مبارک پر تائب ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپ کی ہدایت و برکت سے شرف اسلام حاصل ہوا تمام مشائخ کرام وعلمائے عظام بلاد اسلام کے آپ کو آپ کے عصر میں شریعت وطریقت کا امام مانتے ہیں۔[۱]

آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور والدہ ماجدہ کی طرف سے رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ العزیز (م:۱۲۶۳ھ) کے ہاں متواتر صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، لہٰذا آپ کی والدہ ماجدہ بہ کمال اصرار کہا کرتی تھیں کہ ''مرشد برحق شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں نرینہ اولاد کی دعاء کے لیے گزارش کریں''، لیکن شاہ عین الحق پاس ادب کی بناپر ذکر نہ کرتے۔ جب حضرت شاہ فضل رسول کی ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔[۲]

چناں چہ ماہ صفر المظفر ۱۲۱۳ھ/ ۹۹-۱۷۹۸ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔[۳] حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام ''فضل رسول'' رکھا گیا اور تاریخی نام ''ظہور محمدی'' منتخب ہوا۔[۴]

صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم جد امجد مولانا عبدالحمید سے اور کچھ والد ماجد مولانا شاہ عبدالمجید سے حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے پاپیادہ لکھنؤ کا سفر کیا اور فرنگی محل لکھنؤ میں ملک العلما بحرالعلوم قدس سرہٗ کے جلیل القدر شاگرد مولانا نورالحق قدس سرہٗ (م:۱۲۳۸ھ/۱۸۲۲ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے خاندانی عزت وعظمت اور ذہانت کے پیش نظر اپنی اولاد سے زیادہ توجہ مبذول فرمائی، حتیٰ کہ آپ چار سال میں تمام علوم وفنون سے فارغ ہو گئے۔[۵]

جمادی الاخریٰ ۱۲۲۸ھ کو حضرت مخدوم شاہ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے سامنے

---

[۱] تذکرۃ الواصلین:ص۲۵۵/محمد رضی الدین بدایونی/حصہ اول/مطبوعہ نظامی پریس، بدایوں/۱۹۴۵ء

[۲] ایضاً:ص۲۵۰

[۳] تذکرہ علمائے ہند (اردو):ص۲۸۰/مولوی رحمٰن علی/مطبوعہ کراچی

[۴] تذکرۃ الواصلین: حصہ اول/ص۲۵۰/نوٹ: تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی میں تاریخی نام ظہور محمد غلط لکھا ہے، کیوں کہ اس کے مطابق سن ولادت ۱۲۰۳ھ ہونا چاہیے، تاریخی نام ظہور محمدی ۱۲۱۳ھ ہے۔

[۵] مرجع سابق:ص۲۵۱

عرس کے موقعے پر مولانا عبدالواسع لکھنوی، مولانا ظہور اللہ فرنگی محلی اور دیگر اجلۂ علما کی موجودگی میں رسم دستار بندی ادا کی اور وطن جانے کی اجازت دی۔[۶] وطن آکر مارہرہ شریف حاضر ہوئے۔ حضور اچھے میاں آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دے کر فرمایا: ''اب فن طب کی تکمیل کر لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دنیاوی فیض جاری کرنا منظور ہے'' - چناں چہ آپ نے دھول پور میں حکیم ببر علی موہانی سے طب کی تکمیل کی۔

ابھی آپ دھول پور ہی تھے کہ حضور اچھے میاں قدس سرۂ کے انتقال پر ملال کا سانحہ پیش آ گیا۔ وصال سے قبل تنہائی میں شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرۂ کو طلب فرما کر طرح طرح کی بشارتوں سے نوازا اور شاہ فضل رسول قادری کے دست شفا کی مبارک باد دی۔[۷]

والد ماجد کے بلانے پر دھول پور سے واپس وطن پہنچے اور مدرسہ قادریہ کی بنیاد رکھی، جہاں سے اہل شہر کے علاوہ دیگر بلاد کے لوگوں نے بھی فیض حاصل کیا، پھر صلۂ رحمی کے خیال سے ملازمت کا ارادہ کیا۔ ریاست بنارس وغیرہ میں قیام کیا، لیکن درس و تدریس کا سلسلہ کہیں منقطع نہ ہوا۔

اس عرصے میں کئی بار والد ماجد کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی، ہر دفعہ معاملہ دوسرے وقت پر ٹال دیا جاتا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ مقصد یہ ہے کہ جب تک دنیاوی تعلق ختم نہیں کیا جاتا، حصول مقصد میں تاخیر رہے گی۔ چناں چہ تعلقات دنیویہ ختم کر کے حاضر ہوئے اور حصول مدعا کی درخواست کی، والد ماجد نے قبول فرما کر ''فصوص الحکم شریف'' اور ''مثنوی مولانا روم'' کا بالاستیعاب درس دیا۔ کچھ عرصے بعد آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اکثر اوقات ہولناک جنگلوں میں گزارتے کئی سال تک یہ حالت رہی پھر جا کر سلوک کی طرف رجوع ہوا۔[۸]

آپ کو والد گرامی کی طرف سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے علاوہ سلسلۂ چشتیہ، نقشبندیہ، ابوالعلائیہ اور سلسلۂ سہروردیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی تھی۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر معتکف تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کی زیارت کا شوق ایسا غالب ہوا کہ سفر کے خرچ کی فکر کیے بغیر پیادہ پا بمبئی روانہ ہو گئے۔ دو ماہ کا سفر تائید ایزدی سے اس قدر جلد طے ہوا کہ آپ ساتویں دن بمبئی پہنچ گئے، حالاں کہ زخموں کی وجہ سے

---

[۶] ماہنامہ پاسبان (امام احمد رضا نمبر): ص۴۸/ مارچ واپریل ۱۹۶۲ء/ الہ آباد

[۷] تذکرۃ الواصلین: حصہ اول/ ص ۲۵۱

[۸] مرجع سابق: ص ۲۵۲

کچھ وقت راستے میں قیام بھی کرنا پڑا-

بمبئی سے سفر مبارک کی اجازت حاصل کرنے کے لیے والد ماجد کی خدمت میں عریضہ لکھا انھوں نے بہ کمال خوشی اجازت مرحمت فرمائی- حرمین شریفین پہنچنے کے بعد عبادت و ریاضت کے شوق کو اور جلا ملی- شب و روز یادِ الٰہی میں بسر کیے اور خلق خدا کی خدمت کے لیے پوری طرح کمر بستہ رہے-

مولوی رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں:

> جو کچھ ریاضتیں آپ نے ان اماکن متبرکہ میں ادا فرمائیں بجز قدما اولیائے کرام کے دوسرے سے مسموع نہ ہوئیں- حرمین شریفین کی راہ میں پیادہ پا سفر فرمایا اور یتیموں مسکینوں کے آرام پہنچانے میں اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف گوارا کی-[۹]

اسی مبارک سفر میں حضرت شیخ مکہ عبداللہ سراج اور حضرت شیخ مدینہ عابد مدنی سے علم تفسیر و حدیث میں استفادہ کیا، اسی سال کامل جذب و ارادت سے بغداد شریف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور بے شمار فیوض و برکات حاصل کیے- درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین نقیب الاشراف حضرت سید علی گیلانی نے آپ کو از خود اجازت و خلافت مرحمت فرمائی[۱۰] اور ان کے بڑے صاحبزادے حضرت سید سلمان نے آپ کے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور اجازت حاصل کی-[۱۱]

جب آپ واپس وطن پہنچے تو والد ماجد ۸۰/سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت کا قصد فرما کر بمقام بڑودہ پہنچ چکے تھے، حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس عمر میں آپ نے اس قدر طویل سفر کا ارادہ فرمایا ہے، لہٰذا میں مفارقت گوارا نہیں کر سکتا- وہیں سے والدہ ماجدہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اجازت طلب کی اور والد ماجد کے ساتھ پھر سوئے حرمین شریفین روانہ ہو گئے- اس سفر میں عبادات و ریاضات کے علاوہ والد مکرم کی خدمت کا حق ادا کر دیا اور ان کی دعاؤں سے پوری طرح بہرہ ور ہوئے-[۱۲]

مولانا کی ذات والا صفات مرجع انام تھی- ان کے پاس کوئی علاج معالجے کے لیے آتا اور کوئی مسائل شریعت دریافت کرنے حاضر ہوتا، کوئی ظاہری علوم کی گتھیاں سلجھانے کے لیے شرف باریابی حاصل کرتا تو کوئی باطنی علوم کے عقدے حل کرانے کی غرض سے دامن عقیدت وا کرتا- غرض وہ علم و فضل

---

[۹] مرجع سابق: ص ۲۵۳

[۱۰] تذکرہ علمائے ہند (اردو): ص ۳۸۰

[۱۱] تذکرۃ الواصلین: حصہ اول/ص ۲۵۳

[۱۲] مرجع سابق: نفس صفحہ

کے نیر اعظم اور شریعت وطریقت کے سنگم تھے، جہاں سے علم وعرفان کے چشمے پھوٹتے تھے، وہ ایک شمع انجمن تھے جن سے ہر شخص اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق کسب ضیا کرتا تھا-

آپ نے خدمت خلق، عبادت و ریاضت، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے مشاغل کے باوجود تصنیف وتالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی- سفر وحضر میں آپ کا دریائے فیض کمال کے استحضار کے ساتھ جاری رہتا-

آپ نے اعتقادیات، درسیات، طب اور فقہ وتصوف میں قابل قدر کتابیں لکھی ہیں- مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

[۱]سیف الجبار
[۲]بوارق محمدیہ
[۳]تصحیح المسائل
[۴]المعتقد المنتقد
[۵]فوز المؤمنین
[۶]تلخیص الحق
[۷]احقاق الحق
[۸]شرح فصوص الحکم
[۹]رسالۂ طریقت
[۱۰]حاشیہ میر زاہد بر رسالہ قطبیہ
[۱۱]حاشیہ میر زاہد ملا جلال
[۱۲]طب الغریب
[۱۳]تثبیت القدمین
[۱۴]شرح احادیث ملتقطۃ ابواب صحیح مسلم
[۱۵]فصل الخطاب
[۱۶]حرز معظم

شاہ فضل رسول قادری پر عام طور پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انھوں نے انگریز کی حکومت کے دور

میں منصب افتا قضا اور صدر الصدوری کے ذریعے اقتدار حکومت کو بحال اور مضبوط تر کیا- [۱۳]

تعجب ہے کہ جب علمائے دیوبند میں سے مولوی محمد احسن نانوتوی، مولوی محمد مظہر، مولوی محمد منیر، مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمٰن، مولوی مملوک علی اور مولوی محمد یعقوب نانوتوی وغیرہم بھی ''سرکار انگریز'' کے ملازم تھے [۱۴]، تو فرنگی حکومت کے اقتدار کو مضبوط تر کرنے کا الزام علمائے اہل سنت پر ہی کیوں عائد کیا جاتا ہے؟

پھر یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ اگر علما منصب افتا و قضا اور صدر الصدوری کو قبول نہ کرتے تو ان مناصب پر فائز ہو کر فیصلہ کرنے والے ہندو ہوتے یا انگریز؟ کیا یہ اچھا ہوتا کہ علما ان مناصب کو قبول نہ کرتے اور مسلمان اپنے مقدمات کے فیصلوں کے لیے ہندو یا انگریز کی کچہریوں میں مارے مارے پھرتے-

اسی سلسلے میں ہمارے کرم فرما پروفیسر محمد ایوب قادری نے ایک اور بات کہی ہے:

> مولانا فضل رسول بدایونی کی تصانیف کے سلسلے میں ایک بات ہم نے خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ ان کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوئی ہیں- [۱۵]

بر تقدیر تسلیم ہمارے نزدیک مولانا پر یہ کوئی اعتراض نہیں کہ ان کی اکثر کتابیں کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوئی ہیں، کیوں کہ انگریز دوستی یا انگریز سے ساز باز بے شک جرم اور قابل اعتراض امر ہے، فقط سرکاری ملازم ہونا کوئی جرم کی بات نہیں ہے، بشرطیکہ کسی خلاف اسلام امر میں ان کا تعاون نہ کیا جائے- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مولوی عبدالحیٔ کو ملازمت کی اجازت دے کر اس قسم کے شبہات کو ختم کر دیا تھا، سرکاری ملازمت سے ہر شخص کے بارے میں یہ رائے قائم کر لینا کہ یہ انگریز کا خیر خواہ و وفادار اور محبّ ہے، کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، کیوں کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں اکثر و بیشتر ان ہی علما نے کھل کر حصہ لیا جو انگریز کے دور اقتدار میں صدر الصدور اور افتا وغیرہ کے مناصب پر فائز تھے-

---

[۱۳] مقدمہ حیات سید احمد شہید: ص ۱۸/ پروفیسر محمد ایوب قادری/ نفیس اکیڈمی کراچی/ ۱۹۶۸ء

[۱۴] مولانا محمد احسن نانوتوی: ص ۲۶/ پروفیسر محمد ایوب قادری

[۱۵] مقدمہ حیات سید احمد شہید: ص ۱۸

پھر یہ بھی ایک فکر انگیز حقیقت ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان پہلے پہل رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سے شائع ہوئی، اگر کسی کتاب کو سرکاری ملازم شائع کرے تو ضروری نہیں کہ اس میں حکومت کا ایما شامل ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کتاب سرکاری پالیسی کے مطابق ہو، لیکن جب کسی کتاب کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی ایسا سرکاری ادارہ شائع کرے تو معمولی سی سمجھ بوجھ والا آدمی بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ وہ کتاب یقیناً سرکاری پالیسی کے مطابق ہوگی مخالف ہرگز نہیں ہوسکتی۔

یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اگر مولا فضل رسول قادری کی تصانیف کو کسی ذریعے سے بھی سرکاری حمایت حاصل ہوتی تو بعض دیگر مصنفین کی طرح ان کی تصانیف بھی کثرت سے طبع ہوتیں، حالاں کہ تقویۃ الایمان وغیرہ کتابیں جس کثرت سے اشاعت پذیر ہوئیں، مولانا فضل رسول قادری کی کتابیں اس کثرت سے شائع نہیں ہوئیں۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے کتنے واضح الفاظ میں انگریزی اقتدار سے نفرت واستحقار کا اظہار کیا ہے اور انگریز کے اقتدار کو دین میں فتنہ وفساد کے پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے، درج ذیل اقتباس سے بآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے۔

فرماتے ہیں:

> جاننا چاہیے کہ ہندوستان میں بسبب ہوجانے کفر کی حکومت (انگریزی اقتدار) اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے۔[۱۶]

دوسری جانب مولوی اسماعیل دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو تاکہ یہ حقیقت واضح ہوجائے کہ مولانا فضل رسول قادری اور دیگر علما اہل سنت پر انگریز دوستی کے الزام میں کتنی سچائی ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے ایک موقع پر کہا:

> انگریزی سرکار گو منکر اسلام ہے، مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم وتعدی نہیں کرتی، نہ ان کو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے، ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانع ومزاحم نہیں ہوتی، بلکہ اگر کوئی ہم پر زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت توحید

---

[۱۶] سیف الجبار: ص ۲۷/ مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

الٰہی اور احیائے سنن سید المرسلین ہے، سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلاوجہ طرفین کا خون گرادیں۔[۱۷]

مولانا شاہ فضل رسول قادری کے بارے میں ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے:

مولانا حیدر علی ٹونکی نے اس سلسلے میں ایک خاص بات یہ لکھی ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی نے مولانا اسماعیل شہید دہلوی کی شہادت (۱۸۳۱ء) کے بیس سال بعد وہابیوں کے رد میں کتابیں لکھنی شروع کیں۔ ظاہر ہے پنجاب کے انگریزوں کے قبضے میں آجانے کے بعد مجاہدین کا مقابلہ براہ راست انگریز سے تھا"۔[۱۸]

مولوی اسماعیل دہلوی نے جب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلک اہل سنت و جماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا تو اکثر و بیشتر علما تحفظ دین و مسلک کی خاطر میدان میں اتر آئے، بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علما سے مناظرہ کیا۔ مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ (صاحبزادگان مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی) منطق و کلام کے مسلم الثبوت استاذ مولانا محمد فضل حق خیرآبادی، مولانا رشید الدین خاں اور علمائے پشاور وغیرہم بے شمار علما نے تصنیف و تالیف کے ذریعے تردید کی۔ بعض نے تقریری طور پر ردو ابطال پر اکتفا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے، بلکہ خود حضرت شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان پر اظہار ناراضگی فرمایا:

حضرت مولانا شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی قدّس سرہ فرماتے تھے کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک و کافر بنانا شروع کیا اس وقت حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے۔ افسوس کے ساتھ فرمایا کہ مَیں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں، آنکھوں سے بھی معذور ہوں ورنہ اس کتاب اور اس عقیدۂ فاسد کا رد بھی تحفۂ اثنا

---

[۱۷] حیات سید احمد شہید: منشی محمد جعفر تھانیسری

[۱۸] مقدمہ حیات سید احمد شہید: ص ۲۴

عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے-[۱۹]

مولانا شاہ فضل رسول قادری ان علما میں سے تھے، جنھوں نے اس نئے فتنے کی تردید کے لیے بھرپور تقریری کام کیا اور جب ضرورت محسوس ہوئی تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور ایسی کتابیں لکھیں جنھیں اہل علم سرآنکھوں پر جگہ دیتے ہیں- مولانا کی ساری زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی کوششوں میں حفاظت دین کے سوا اور کوئی مقصد نظر نہیں آئے گا- کیا اس بات کا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی ابتدائی زندگی میں تقریر کے ذریعے عقائد باطلہ کی تردید نہیں کی؟ حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۹ (تالیف ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری) کے مطالعے سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ مولانا طالب علمی کے زمانے ہی سے ردوہابیت کی ابتدا کر چکے تھے-

یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مولانا اسماعیل دہلوی، سید صاحب اور ان کے رفقا کو انگریزوں سے کوئی مخاصمت نہ تھی اور نہ وہ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ ہی رکھتے تھے-[۲۰]

آپ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے، جس شخصیت نے طویل مدت تک سفر و حضر میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہو اس کے شاگردوں کا شمار لازماً دشوار ہوگا-

چند فضلا کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے، جنھوں نے آپ کے بحر علم سے استفادہ کیا:

[۱] مولانا شاہ محی الدین قادری بدایونی (م:۱۲۷۰ھ)
[۲] تاج الفحول مولانا شاہ محمد عبدالقادر محبّ رسول بدایونی
[۳] مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی
[۴] قاضی القضاۃ مولانا مفتی اسداللہ خاں الہ آبادی (م:۱۳۰۰ھ)
[۵] استاد مولوی رحمٰن علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند
[۶] مولانا عنایت رسول چریاکوٹی [۲۱]
[۷] مولانا شاہ احمد سعید دہلوی (م:۱۲۷۷ھ)

---

[۱۹] ماہنامہ پاسبان (امام احمد رضا نمبر): ص ۲۰-۱۹/ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری

[۲۰] اس سلسلے میں مقالات سرسید حصہ شانزدہم مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور کے حاشیے پر شیخ اسماعیل پانی پتی کا نوٹ ص: ۲۴۸ تا ۲۵۲ اور ص: ۳۱۸ تا ۳۱۹ قابل ملاحظہ ہے- نیز سید صاحب کی تحریک کی صحیح پوزیشن سمجھنے کے لیے جناب وحید احمد مسعود بدایونی کی تحقیقی کتاب ''سید احمد شہید کی صحیح تصویر'' مطبوعہ لاہور ملاحظہ کی جائے-

[۲۱] نامور فاضل مولانا محمد فاروق چریاکوٹی استاذ شبلی نعمانی، مولانا عنایت رسول کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے-

[۸]مولانا کرامت علی جونپوری (م:۱۲۹۰ھ) مرید سید احمد بریلوی

[۹]مولانا سید عبدالفتاح گلشن آبادی

[۱۰]مولانا عبدالقادر حیدرآبادی (م:۱۳۲۹ھ)

[۱۱]مولانا سید اشفاق حسین (م:۱۳۲۸ھ)

[۱۲]مولانا خرم علی بلہوری (م:۱۲۷۳ھ)

[۱۳]مولانا حکیم محمد ابراہیم سہارنپوری

[۱۴]سید بنیاد شاہ سنبھلی

[۱۵]مولانا سید خادم علی

[۱۶]مولانا سید ارجمند علی

[۱۷]مولانا سید اولاد حسن خلف سید آل حسین

[۱۸]مولانا غلام حیدر

[۱۹]مولانا جلال الدین رئیس سوتھہ محلّہ

[۱۲۰]مولانا فصاحت اللہ متولی

[۲۱]مولانا امانت حسین دانش مند

[۲۲]مولانا بہادر شاہ دانش مند وغیرہ وغیرہ

آپ کے مریدین کا سلسلہ عرب وعجم میں پھیلا ہوا تھا، بے شمار لوگ مذاہب باطلہ اور عقائد فاسدہ سے تائب ہوکر آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔

آپ کے چند مریدین کے نام یہ ہیں:

تاج الفحول مولانا شاہ محمد عبدالقادر محبّ رسول بدایونی خلف رشید شاہ فضل رسول قادری، مولانا حکیم سراج الحق ابن مولانا فیض احمد بدایونی (م:۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء)، مولانا سید نبی حسنی حسینی شاہجہاں پوری (م:۱۲۷۸ھ)، مولانا حکیم عبدالعزیز، مولانا عبیداللہ بدایونی مدرس مدرسہ محمد یہ بمبئی (م:۱۳۱۵ھ)، ملا اکبر شاہ افغانی، مولانا عون الحق، حافظ محمد ضیاء الدین حیدرآباد دکن، قاضی حمید الدین خاں مچھلی بندر، شیخ محمد صدیق متوطن بریلی، شیخ عبدالرحیم رئیس بدایوں، شیخ عبدالہادی ملقب بہ شاہ سالا روغیرہ وغیرہ۔

جب آپ کی عمر شریف ۷۷ برس کی ہوئی تو آپ کے شانوں کے درمیان پشت پر زخم نمودار

ہوا - ایک دن قاضی شمس الاسلام عباسی (جو آپ کے والد ماجد کے مرید تھے) سے آپ نے فرمایا:

قاضی صاحب بہ مقتضائے ''واما بنعمة ربک فحدث '' آج آپ سے کہتا ہوں کہ دربار نبوت سے استیصال فرقہ وہابیہ کے لیے مامور کیا گیا تھا - الحمد للہ! کہ فرقۂ باطلہ اسماعیلیہ واسحاقیہ کا رد پورے طور ہو چکا، دربار نبوت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی، میرے دل میں اب کوئی آرزو باقی نہ رہی، مَیں اس دار فانی سے جانے والا ہوں - [۲۲]

آخری دنوں میں کمزوری بہت زیادہ ہو گئی تھی مگر عبادت، ریاضت اور تہجد کے لیے شب بے داری میں دن بہ دن اضافہ ہوتا گیا - ۲۰ / جمادی الاخریٰ ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء بروز جمعرات خلف رشید مولانا شاہ محمد عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر نماز جنازہ کی وصیت کی، ظہر کے وقت اسم ذات کے ذکر خفی میں مصروف تھے کہ اچانک دو دفعہ بلند آواز سے اللہ اللہ کہا ایک نور دہن مبارک سے چمکا اور بلند ہو کر غائب ہو گیا اور ساتھ ہی روح قفص عنصری سے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی - انا للّٰه و انا الیه راجعون.

رحلت کے وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی پھر بھی ہزار ہا افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ مغرب کے بعد عیدگاہ شمسی میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور شب جمعہ والد ماجد کے روضہ میں مدفون ہوئے - [۲۳]

مولوی عبدالسلام سنبھلی نے یہ قطعہ تاریخ کہا ہے:

معدن فضل الٰہی حضرت فضل رسول — پیشوائے اہل عرفاں سرور اہل قبول
واقف اسرار شرع و کاشف استار دیں — ماہر کامل بہر فن از فروعش تا اصول
سطوت تقریر او بگداخت جان منکراں — ہیبت تحریر او انداخت در کنج خمول
جامع علم و ولایت دافع آثار جہل — قامع بنیاد کفر و رافع اوج قبول
رفت از دنیا و دنیا از غم او تیرہ شد — کرد روشن منزل اول بانوار نزول
ایں جہاں را سنگ ماتم بر جبین مدعاست — آنجہاں را گوہر مقصود در دست وصول
خاستم تاریخ وصل وے نویسم ناگہاں — شد بمن الہام از روحش ''انا فضل الرسول''

۱۲۸۹ھ [۲۴]

---

[۲۲] ماہنامہ پاسبان (امام احمد رضا نمبر): ص ۵۳

[۲۳] تذکرۃ الواصلین: ص ۲۵۴

[۲۴] مرجع سابق: نفس صفحہ

مولانا معین الدین نے درج ذیل تاریخ وصال کہی ہے:

حضرت فضل رسول نامدار — با فضیلت با کرم با افتخار
کــان فــی عــز و فــضــل کــامــلا — فـضـلـه کـالشمس فی نصف النهار
واقف اسرار علم و معرفت — مرشد دیں سر حق را رازدار
دوئم از ماه جمادی الآخره — راه دار آخرت کرد اختیار
وقت رحلت داشت شغل ذکر حق — بود از دم ضرب اذکار آشکار
ناگہاں آورد با جہر تمام — اسم ذات پاک حق بر لب دو بار
الله الله گفت و جاں داده بحق — کرد برنام خدا جاں را نثار
گشت مفہوم آں زماں از شش جہت — لفظ الله از در و دیوار و دار

❑❑❑

تعارف تصانیف

صاحب اکمل التاریخ نے حضرت سیف اللہ المسلول کی بعض تصانیف کا تفصیلی اور بعض کا مختصر تعارف کروایا ہے۔حضرت کی تصانیف میں بعض مطبوعہ ہیں بعض کے قلمی نسخے کتب خانہ قادریہ میں موجود ہیں اور بعض دست برد زمانہ کا شکار ہوکر مفقود ہوگئیں۔ یہاں ہم حضرت کی بعض تصانیف کا قدرے تفصیلی تعارف پیش کررہے ہیں۔

[ا]المعتقد المنتقد:

یہ عربی زبان میں علم کلام وعقائد کی معرکہ آرا کتاب ہے،مکہ مکرمہ کے کسی بزرگ کی فرمائش پر ۱۲۷۰ھ/۵۴-۱۸۵۳ء میں تصنیف کی گئی۔کتاب ایک مقدمہ چار ابواب اور خاتمے پر مشتمل ہے۔

مقدمہ:

حکم عقلی، عادی اور شرعی کا بیان۔ پھر حکم عقلی کی تقسیم واجب، جائز اور ممتنع کی جانب۔علم کلام کی تعریف،موضوع اور مسائل کا بیان۔

پہلا باب:

الٰہیات کے بیان میں۔اس میں تین مسائل خصوصیت سے زیر بحث آئے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ کے لیے امور واجبہ کی تفصیل۔
- ان امور کی بحث جو اس کے حق میں محال ہیں۔
- ان امور کی بحث جو اس کے حق میں جائز ہیں۔

اس کے علاوہ قدیم وحادث کی اصطلاحات کی بحث،کفر لزومی والتزامی کی بحث،بدعتی کا حکم،تقدیر کی بحث،رویت باری،خلق افعال عباد اور حسن وقبح شرعی وعقلی جیسے مسائل بھی زیر بحث آئے ہیں۔

دوسرا باب:

نبوات کے بیان میں ہے۔اس میں اولاً نبوت کے معنی ومفہوم سے بحث کی ہے، پھر ان امور کا بیان ہے جن کا پایا جانا نبی میں ضروری ہے مثلاً عصمت، صدق، امانت، فطانت وغیرہ- اس کے بعد ان امور پر بحث ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حق میں جن کا ایمان رکھنا ضروری ہے مثلاً آپ کی عموم بعثت، ختم نبوت، اسریٰ ومعراج، شفاعت اور اس کے اقسام وغیرہ-

امت پر آپ کے کیا حقوق ہیں اس کو مصنف نے دو فصلوں میں بیان کیا ہے- پہلی فصل میں آپ کی اطاعت ومحبت کے وجوب کی بحث ہے- دوسری فصل میں آپ کی تنقیص واہانت کی حرمت اور معاذ اللہ تنقیص واہانت کرنے والے کا حکم بیان کیا گیا ہے-

تیسرا باب:

سمعیات کے بیان میں ہے- اس میں حشر ونشر، منکر نکیر، عذاب قبر، سماع موتی، میزان وصراط، جنت ودوزخ اور علامات قیامت وغیرہ کے مباحث ومسائل زیر قلم آئے ہیں-

چوتھا باب:

امامت کی بحث میں-

خاتمہ:

ایمان کی بحث میں- اس میں ایمان کی تفسیر، اس کے ارکان وشرائط، ایمان میں زیادتی ونقصان اور ایمان واسلام کے معنی کی بحث کی گئی ہے-

کتاب پر ممتاز معاصر علما کی تقاریظ ہیں جن کا خلاصہ اکمل التاریخ میں موجود ہے- المعتقد المنتقد کا جو قدیم ترین نسخہ اب تک ہماری دسترس میں آیا ہے، وہ ۱۲۷۷ھ کا مطبوعہ ہے، مطبع کا نام نہیں پڑھا جا سکا-

کتاب پر مولانا حکیم سراج الحق عثمانی (ابن مولانا فیض احمد بدایونی) نے حاشیہ لکھا تھا، جواب مفقود ہے- فقیہ اسلام مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا بھی المعتقد پر "**المعتمد المستند بناء نجاة الابد**" (۱۳۲۰ھ) کے تاریخی نام سے حاشیہ ہے جو عام طور پر دستیاب ہے-

[۲] البوارق المحمدیہ:

یہ کتاب فارسی زبان میں ہے، اس کے دو نام ہیں:

● البوارق المحمدية لرجم الشياطين النجدية

● سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان

یہ دونوں تاریخی نام ہیں جن سے کتاب کا سنہ تالیف ۱۲۶۵ھ (۴۹-۱۸۴۸ء) برآمد ہوتا ہے- کتاب کی وجہ تالیف اکمل التاریخ میں درج ہے-

مصنف نے کتاب کو ایک مقدمہ اور دو باب پر ترتیب دیا ہے- مقدمے میں عرب اور ہندوستان میں وہابی تحریک کے آغاز وارتقا کی تفصیل درج کی گئی ہے، پہلے باب میں وہابی عقائد اور دوسرے باب میں ان کے بعض اہل قلم کے مکائد (فریب) ذکر کیے گئے ہیں-

مقدمے میں مندرجہ ذیل مباحث زیرقلم آئے ہیں:

جزیرۂ عرب میں وہابیت کا آغاز اور کتاب التوحید کی تصنیف، وہابیوں کا مکہ مکرمہ پر حملہ، وہابیوں کا مدینہ منورہ پر حملہ، ابراہیم پاشا اور وہابیوں کے درمیان معرکہ، یمن اور مسقط میں فرقہ وہابیہ کا ظہور، ہندوستان میں وہابیت کا آغاز، سید احمد رائے بریلوی کے مراتب وکمالات کتاب صراط مستقیم کی روشنی میں، تقویت الایمان کی تصنیف، علمائے دہلی کی جانب سے شاہ اسماعیل دہلوی کا رد، شاہ اسماعیل اور سید احمد رائے بریلوی کی تحریک جہاد، فرقۂ ظاہریہ اور داؤد ظاہری، ابن حزم ظاہری کے احوال، شیخ ابن تیمیہ کے احوال، فرقۂ ظاہریہ کے بعض عقیدے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعض افکار، شاہ اسماعیل دہلوی اور انکار تقلید، شاہ اسماعیل دہلوی کے بعد وہابیوں کے مختلف فرقے وغیرہ-

باب اول کے مندرجات:

شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے بعض ہم خیال علما کی تحریروں کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد مصنف اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان حضرات کے ذریعے بیان کیے گئے اکثر جزئی مسائل پانچ بنیادی اصول یا کلیات سے متفرع ہیں، یعنی ان کے پانچ بنیادی اصول ہیں باقی تمام مسائل جزیہ انہیں سے نکلے ہیں، لہٰذا اگر ان کلیات ہی کو باطل کر دیا جائے تو ان کا پورا مذہب اپنے آپ باطل ہو جائے گا، باب اول میں ان ہی پانچ کلیات کا رد وابطال کیا گیا ہے-

وہ پانچ کلیات یا بنیادی اصول یہ ہیں:

● اعمال وافعال حقیقت ایمان میں داخل ہیں-

● ہر بدعت (عام ازیں کہ شرعی ہو یا لغوی) حرام وکفر ہے-

● فعل مباح بلکہ حسن اور تمام امور خیر مداومت اور زمان ومکان کی تخصیص سے حرام ہو جاتے ہیں-
● اشیا میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے-
● تشبہ (کسی بھی غیر قوم سے) مطلقاً مستلزم مساوات ہے-

ان کلیات میں سے بعض کے بارے میں مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ ان وہابی علما کے ایجاد کردہ نہیں ہیں بلکہ یہ ماضی کے چند گمراہ فرقوں مثلاً معتزلہ اور خوارج وغیرہ کے عقائد ونظریات کا معجون مرکب ہیں- ان کو رد کرنے کے لیے مصنف نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ پہلے تو مصنف معتزلہ وغیرہ کی کتابوں سے یہ دکھاتے ہیں کہ ان عقائد ونظریات کے بارے میں ماضی کے ان گم راہ فرقوں کا کیا نقطۂ نظر تھا، جب یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ یہی عقائد ان فرقوں کے بھی تھے اس کے بعد ان عقائد کے رد میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے متقدمین علما اور متکلمین کے اقوال لاتے ہیں- پھر ان باطل کردہ کلیات کو تقویت الایمان اور مائۃ مسائل وغیرہ کتابوں میں بیان کیے گئے جزئی مسائل پر منطبق کر کے دکھاتے ہیں- آخر میں شاہ اسماعیل دہلوی کے بیان کردہ ان جزئیات کے خلاف خود ان کے خاندان کے علما مثلاً ان کے جد محترم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور عم محترم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتابوں سے عبارتیں پیش کرتے ہیں-

باب اول میں ان پانچ بنیادی اصولوں پر کلام کرنے کے بعد مصنف نے ''تکملہ در بعض امور ضروریہ'' کے تحت وہابیہ کے پانچ ایسے مسائل بیان کر کے ان کا رد وابطال کیا ہے جن پر ان حضرات کو بہت اصرار ہے- مصنف فرماتے ہیں کہ یہ وہ مسائل ہیں جو اہل سنت اور وہابیہ کے درمیان خط امتیاز کھینچتے ہیں، اس لیے ان کا رد ضروری ہے، وہ پانچ مسائل درج ذیل ہیں:

● مسئلہ استعانت واستمداد بغیر اللہ۔ اس بحث میں مصنف نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی سے نو عبارتیں پیش کر کے استعانت بغیر اللہ کے جواز کو ثابت کیا ہے-

● مسئلہ سماع اموات- اس بحث میں بھی مصنف نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارتوں سے ارواح کے سماع اور ادراک کو ثابت کیا ہے۔

● مسئلہ شفاعت-

● آثار صالحین سے تبرک کا انکار- اس مسئلے میں بھی مصنف نے شاہ عبدالعزیز کا ایک فتویٰ اور ان کی دیگر کئی عبارتوں سے دلائل پیش کیے ہیں۔

● مسئلہ ما اہل لغیر اللہ- اس سلسلے میں مصنف نے اپنے معاصر کسی وہابی عالم کا ایک قدرے طویل

فتویٰ نقل کر کے اس کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ساتھ ہی اس مسئلے میں مولانا عبدالحکیم پنجابی ثم لکھنوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درمیان ہونے والے ایک مباحثے کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

باب دوم کے مندرجات:

باب دوم میں مصنف بوارق نے وہابیہ کے مکائد (فریب) کا ذکر کیا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ وہابیہ کے مکائد دو طرح کے ہیں ایک مکائد اسماعیلیہ یعنی وہ فریب جو شاہ اسماعیل دہلوی کی تحریروں میں موجود ہیں۔ دوسرے مکائد اسحاقیہ یعنی وہ فریب اور علمی خیانتیں جو مولانا شاہ اسحاق دہلوی سے منسوب کتابوں ''مأۃ مسائل'' اور ''اربعین مسائل'' میں موجود ہیں۔

مکائد اسماعیلیہ کے بارے میں مصنف نے فرمایا ہے کہ شاہ اسماعیل صاحب اپنی ہر بات کے ثبوت میں کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث لکھ دیتے ہیں، حالاں کہ جب آیت کا سیاق وسباق، شان نزول، متقدم اور معتبر مفسرین کی کتب اور حدیث پاک کے معتبر شارحین کی کتابوں کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ یا اس حدیث پاک کو شاہ صاحب کے دعوے سے کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔

مکائد اسحاقیہ کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں کہ مأۃ مسائل اور اربعین مسائل میں ہر مسئلے کے ثبوت میں آیت، حدیث یا فقہ کے کسی جزیے کا حوالہ ضرور دیتے ہیں، مگر ان حوالوں میں مصنف نے طرح طرح کی خیانتیں کیں ہیں، مثلاً کہیں سیاق وسباق سے کاٹ کر عبارت نقل کر دی ہے، کہیں کسی مصنف کی رد کردہ بات کو اسی کی جانب منسوب کر کے لکھ دیا ہے، کہیں علمی دیانت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عبارت ہی غلط نقل کر دی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مصنف نے اس قسم کے مکائد کی سات مثالیں پیش کی ہیں۔

ہماری معلومات کی حد تک بوارق محمدیہ پہلی مرتبہ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ/اکتوبر ۱۸۵۰ء میں مطبع دارالسلام دہلی سے شائع ہوئی۔ یہ چھوٹی تقطیع پر ۲۲۷ر صفحات پر مشتمل ہے۔

پنجاب کے جلیل القدر عالم اور صوفی حضرت مولانا غلام قادر چشتی بھیروی (ولادت: ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۹ء۔ وفات: ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء) نے بوارق محمدیہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ کیا، یہ ترجمہ 'شوارق صمدیہ' کے نام سے ۳۲ر صفحات پر مشتمل ہے جو مطبع گلزار محمدی لاہور سے سنہ ۱۳۰۰ھ/۸۳-۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔ شوارق صمدیہ مکمل کتاب کا ترجمہ نہیں ہے، بلکہ صرف کتاب کے مقدمے اور باب اول کی ابتدائی بحث کو اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ سرورق پر ''قسط اول'' لکھا ہے اور جہاں ترجمہ ختم ہوا ہے وہاں ''

باقی آئندہ' درج ہے، اس سے خیال ہوتا ہے کہ مترجم پوری کتاب کا ترجمہ دو یا اس سے زیادہ حصوں میں شائع کرنا چاہتے تھے، پہلی قسط مکمل ہوئی تو اس کو شائع کر دیا گیا۔ ممکن ہے بعد میں دوسری یا تیسری قسط بھی شائع ہوئی ہو، لیکن اس سلسلے میں راقم سطور کو معلومات دستیاب نہیں ہو سکیں۔

یہ ترجمہ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ/ مئی ۲۰۱۲ء میں تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ''وہابی تحریک : تاریخ وعقائد'' کے نام سے شائع کیا ہے۔

[۳]فوز المؤمنین بشفاعة الشافعین:

کتاب کا پورا نام 'فوز المؤمنین بشفاعة الشافعین'' ہے، یہ کتاب ۱۲۶۸ھ میں تالیف کی گئی تھی۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی نے 'تقویت الایمان' میں دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ شفاعت کے مسئلے پر بھی بحث کی ہے۔ انھوں نے شفاعت کی تین قسمیں کی ہیں: شفاعت بالوجاہت، شفاعت بالمحبت اور شفاعت بالاذن۔ ان میں شاہ صاحب نے اول الذکر دو قسموں کا انکار کیا ہے اور صرف تیسری قسم کو جائز مانا ہے۔ فوز المؤمنین میں مصنف نے پہلے شفاعت کے سلسلے میں اہل سنت کے موقف کو کتاب وسنت سے ثابت کیا ہے اور اس کے بعد شفاعت کے متعلق ''تقویت الایمان'' کی پوری بحث کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ شاہ صاحب کے بعض حامیوں نے شفاعت کے مسئلے میں ان کا دفاع کرتے ہوئے ''تنبیہ الغافلین'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی، حضرت نے آخر میں اس کا بھی تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

ہماری معلومات کی حد تک یہ رسالہ سب سے پہلی مرتبہ ۱۲۶۸ھ میں مطبع مفید الخلائق، دہلی سے شائع ہوا۔ پھر اس کے بعد ۱۳۱۰ھ میں مطبع احمدی سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ پھر مفتی عبدالحکیم نوری مصباحی نے ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں اس کی تسہیل کی جو ماہنامہ مظہر حق بدایوں میں (اپریل ۱۹۹۸ء تا اکتوبر ۱۹۹۸ء) قسط وار شائع ہوئی۔ پھر راقم الحروف کی تسہیل، ترتیب اور تخریج کے ساتھ یہ رسالہ چوتھی مرتبہ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۰۸ء میں شائع کیا۔

[۴]احقاق الحق:

مسئلہ توسل واستعانت پر سیف اللہ المسلول کی فارسی زبان میں تحقیقی کتاب ہے، اس کتاب کا سنہ تالیف معلوم نہیں ہو سکا، ہمارے اندازے کے مطابق یہ ۱۲۶۵ھ/ ۴۹ - ۱۸۴۸ء یا اس سے کچھ پہلے کی تصنیف ہے۔ اس کی وجہ تالیف اکمل التاریخ میں مذکور ہے۔

احقاق حق کے مباحث کو حضرت نے دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے- پہلی فصل میں قرآن کریم، احادیث مبارکہ، آثار صحابہ وتابعین، اقوال مجتہدین ومحدثین اور ائمہ ومشائخ کے اوراد وشغال کی روشنی میں توسل واستعانت کے جواز پر بحث کی ہے اور انصاف کی بات ہے کہ بہت خوب کی ہے- دوسری فصل میں شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان کی بعض عبارتوں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے، کتاب کا یہ حصہ بھی مصنف کی تحقیقی گہرائی اور تنقیدی بصیرت کا آئینہ دار ہے-

احقاق حق کی اشاعت اول کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہو سکیں، ہمارے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ "البوارق المحمدیہ" کے حاشیے پر شائع ہوا ہے، اس پر سنہ طبع درج نہیں ہے، قیاس ہے کہ یہ ۱۲۸۹ھ اور ۱۳۱۹ھ کے درمیان کی اشاعت ہے- اس بے بضاعت راقم سطور نے اس کتاب کا اردو ترجمہ ضروری تحقیق وتخریج کے ساتھ کیا ہے، جو تاج الفحول اکیڈمی بدایوں سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا ہے-

احقاق حق کے جواب میں سہسوان (ضلع بدایوں) کے ایک غیر مقلد عالم سید سراج احمد سہسوانی نے رسالہ "سراج الایمان" تصنیف کیا، اس کے جواب میں مصنف کے صاحبزادے حضرت مولانا محی الدین عثمانی بدایونی نے رسالہ 'شمس الایمان' تصنیف کیا- یہ متوسط سائز کے ۲۶ صفحات کا رسالہ ہے جو مطبع دہلی اردو اخبار دہلی سے ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ/ اکتوبر ۱۸۵۰ء میں شائع ہوا- ۲۰۱۲ء میں تاج الفحول اکیڈمی نے عبدالعلیم قادری مجیدی کی ترتیب وتصحیح کے ساتھ شائع کیا ہے-

[۴] حرز معظم:

اس رسالے کا نام "حرز معظم" ہے، اگر یہ تاریخی نام ہے تو اس سے رسالے کا سنہ تالیف ۱۲۶۵ھ برآمد ہوتا ہے- اس رسالے میں انبیا واولیا (علیہم السلام وعلیہم الرحمۃ) کے تبرکات وآثار سے توسل اور برکت حاصل کرنے پر بحث کی گئی ہے- تبرکات وآثار کے بارے میں علما نے فرمایا ہے کہ ان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جن کو اصلیہ کہا جاتا ہے اور دوسری وہ جو مثالیہ کے نام سے موسوم ہیں، تبرکات اصلیہ میں وہ چیزیں شامل ہیں جن کو براہ راست کسی محترم شخصیت سے نسبت حاصل ہو، جیسے موئے مبارک یا لباس وغیرہ- تبرکات مثالیہ وہ چیزیں ہیں جو کسی محترم شخصیت یا ان کے اصلی تبرکات میں سے کسی کے مشابہ اور مثل ہوں- پھر علما نے تبرکات مثالیہ کی دو قسمیں کی ہیں مثالیہ صناعیہ اور غیر صناعیہ- مثالیہ غیر صناعیہ ایسی چیزیں جو خلقی طور پر تبرکات اصلیہ کے مشابہ ہوں اور مثالیہ صناعیہ وہ چیزیں جن کو تبرکات اصلیہ کی مثل ومشابہ بنایا گیا ہو جیسے حضور پاک ﷺ کی نعلین پاک کا نقش وغیرہ-

رسالے کو مصنف نے تین فصلوں پر مرتب کیا ہے۔ پہلی فصل میں تبرکات اصلیہ سے خیر و برکت حاصل کرنے کا بیان ہے، جس کے لیے مصنف نے قرآنی آیات، معتبر تفاسیر، صحیح احادیث اور علما کے اقوال سے استدلال کیا ہے- رسالے کے زمانۂ تالیف میں جو لوگ تبرکات و آثار کی تعظیم و تکریم اور ان سے خیر و برکت حاصل کرنے کے منکر تھے وہ خاندانی طور پر بھی اور علمی طور پر بھی اپنا شجرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے مدرسے سے جوڑتے تھے، اسی لیے مصنف نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر فتح العزیز اور ان کے والد مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ملفوظات و مکتوبات سے خاص طور پر حوالے نقل کیے ہیں-

دوسری فصل میں تبرکات مثالیہ غیر مصنوعہ کے سلسلے میں بحث کی گئی ہے اور تیسری فصل میں تبرکات مثالیہ مصنوعہ کو معرض بحث میں لایا گیا ہے-

یہ رسالہ اولاً اردو میں تصنیف کیا گیا تھا- ندوۃ العلما لکھنؤ کی لائبریری میں اس کا ایک قدیم نسخہ نظر سے گزرا، جو سید محبوب علی کے زیر اہتمام مطبع محبوبی دہلی سے ۱۲۶۸ھ میں شائع ہوا ہے-

حاجی محمد خاں صاحب بہادر کی فرمائش پر حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا، جو ''مجموعہ رسائل و فرائد'' نامی ایک مجموعہ رسائل میں شائع ہوا، اس مجموعے میں حرز معظم کے علاوہ تین رسائل اور ہیں، یہ مجموعہ مطبع کوہ نور لاہور سے ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ء میں شائع ہوا- ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ میں راقم الحروف کے ترجمے اور تخریج وغیرہ کے ساتھ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے جدید آب و تاب کے ساتھ شائع کیا ہے-

[۵] تبکیت النجدی:

یہ کتاب سید حیدر علی ٹونکی کے ایک رسالے کی تردید اور علامہ فضل حق خیر آبادی کے دفاع میں تصنیف کی گئی تھی-

اس کا پس منظر یہ ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان سے جہاں اور بہت سارے مسائل معرض بحث میں آئے وہیں حضور خاتم النبیین ﷺ کی نظیر کے ممکن یا ممتنع ہونے کی بحث بھی چھڑ گئی۔ اس پر استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی نے ''تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ'' (سنہ تالیف ۱۲۴۰ھ) میں داد تحقیق دی، اس کے ایک عرصے بعد سید حیدر علی ٹونکی شاہ اسماعیل کی حمایت اور علامہ کی تردید میں میدان میں آئے اور علامہ کے رد میں رسالہ تصنیف کیا- اس زمانے میں کوئی مولوی عبدالستار صاحب

تھے، انھوں نے سید حیدر علی ٹونکی کے اس رسالے کی چند عبارتیں جمع کیں اور یہ عبارتیں ایک استفتا کی شکل میں اہل علم کی خدمت میں پیش کیں، کسی عالم نے اس کا جواب دیا جس پر مشاہیر علما نے تائیدی دستخط کیے- اس میں ۱۵؍سوالات تھے جو امکان کذب و امتناع نظیر سے متعلق ہیں، یہ فتویٰ مطبع الہدایہ دہلی سے سنہ ۱۲۶۹ھ/۵۳-۱۸۵۲ء میں شائع ہوا-

اس فتوے کے جواب میں سید حیدر علی ٹونکی نے پھر قلم اٹھایا اور ''کلام الفاضل الکبیر علیٰ اہل التکفیر'' کے نام سے اس کا جواب دیا، ۹۴؍صفحات کا یہ رسالہ فارسی میں ہے، رسالے پر سنہ اشاعت درج نہیں ہے، قیاس ہے کہ یہ ۱۲۶۹ھ یا ۱۲۷۰ھ میں شائع ہوا ہوگا-

''تبکیت النجدی'' سید حیدر علی ٹونکی کے اسی رسالے کے جواب میں تصنیف کی گئی ہے- زبان فارسی ہے- اس کی اشاعت کے سلسلے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی یا نہیں، غالب گمان یہی ہے کہ یہ اُس وقت شائع نہیں ہوئی تھی- اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ قادریہ میں موجود ہے، اسی نسخے کا عکس راقم الحروف کے مقدمے کے ساتھ تاج الفحول اکیڈمی نے ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں شائع کیا ہے-

[۶] تاریخی فتویٰ:

یہ وہ فتویٰ ہے جو بعض اختلافی مسائل کے تصفیے کے لیے بہادر شاہ ظفر کے استفتا کے جواب میں تحریر کیا گیا تھا- اس کا مختصر تعارف اکمل التاریخ میں موجود ہے-

بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا استفتا درج ذیل ہے:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شخص کے متعلق جو مندرجہ ذیل باتیں کہتا ہے:

- دن مقرر کر کے محفل میلاد شریف کرنا گناہ کبیرہ ہے-
- محفل مولود شریف میں قیام کرنا شرک ہے-
- کھانے اور شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے-
- اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے-
- قدیم رواج کے مطابق پنج آیات ختم کرنا بدعت سیئہ (بری بدعت) ہے-
- حضور نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک کا معجزہ حق نہیں ہے-

- قصداً تعزیہ کو دیکھنا یا بلا ارادہ دیکھنا کفر ہے۔
- ہولی کو دیکھنے اور دسہرہ کو جانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اگر چہ بغیر ارادے کے ہو اور اس سے اس کی بیوی پر طلاق ہو جاتی ہے۔
- کعبہ شریف اور مدینہ منورہ کے خطے کو کوئی بزرگی حاصل نہیں ہے، کیوں کہ اس سرزمین پر ظلم ہوا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے رہنے والے ظالم ہیں اس لیے کہ انھوں نے مدینہ منورہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اور مکہ معظّمہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا اور حضرت امام حسین کو مکہ شریف سے نکال دیا، اس وقت دین محمدی (علی صاحبها الصلوة والسلام) کے علما جو حقیقتاً مہاجرین تھے انھیں نکال کر ہندوستان بھیج دیا، حالاں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے اور حضرت عبداللہ بن زبیر کو قتل کرنے والے نیز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جلا وطن کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں قائل مذکور کی اقتدا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کا اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ از روئے شریعت مطہرہ ایسے شخص کا کیا حکم ہے نیز اس کے متبعین کا کیا حکم ہے۔

بینوا توجروا

نقل مہر حضرت ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی بادشاہ دیں پناہ

وفقه الله لما يحبه ويرضاه

المستفتی

ابوظفر سراج الدین

محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی

حضرت نے ان سوالات کا تفصیلی جواب قلم بند فرمایا - یہ تاریخی فتویٰ مطبع مفید الخلائق دہلی سے ۱۲۶۸ھ/ ۵۲-۱۸۵۱ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۷۰ء-۱۹۸۰ء کے درمیانی برسوں میں حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی کے مرید و خادم ڈاکٹر شیخ علیم الدین قادری قدیری نے اس فتوے کا اردو ترجمہ کر کے اپنے قائم کردہ ادارہ مدینۃ العلم کلکتہ سے شائع کیا اور بعد میں یہی ترجمہ ماہنامہ مظہر حق

بدایوں اور پاکستان کے کچھ رسائل میں شائع ہوا۔ ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ میں تاج الفحول اکیڈمی نے راقم الحروف کے اردو ترجمے اور تخریج و ترتیب کے ساتھ ''اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ'' کے عنوان سے شائع کیا۔

[۷] فصل الخطاب:

اس کا پورا نام ''فصل الخطاب بین السنی و بین احزاب عدو الوہاب'' ہے، اس نام سے رسالے کا سنہ تالیف ۱۲۶۸ھ برآمد ہوتا ہے۔

رسالے کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ آپ نے شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم سے ۱۰/ اقوال کا انتخاب کیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ یہ اقوال اہل سنت کے مخالف ہیں اور معتزلہ، خوارج یا شیعہ وغیرہ کے عقائد و نظریات کے موافق ہیں۔ پھر ان عقائد و نظریات کی تردید میں آپ نے علمائے اہل سنت اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتب سے استدلال کیا ہے، پھر آپ نے اس پوری بحث کو استفتا کی شکل دے کر علما سے رائے طلب کی۔ اس وقت کے ۱۸/ جلیل القدر علما (جن میں اکثر خانوادۂ ولی اللّٰہی کے فیض یافتہ ہیں) نے متفقہ طور پر اس بات کی تائید و تصدیق کی کہ ''قائل کی دسوں باتیں باطل ہیں، حق کے مخالف ہیں ان اقوال کا قائل اور جو شخص ان اقوال کو حق سمجھے سب اہل سنت سے خارج ہیں''۔

اس کی تصدیق کرنے والوں میں مندرجہ ذیل علما شامل ہیں:

[۱] حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی دہلوی

[۲] مولانا عبدالرشید دہلوی

[۳] مولانا محمد عمر دہلوی

[۴] مولانا محمد مظہر

[۵] مولانا سید محمد دہلوی

[۶] حکیم امام الدین خاں

[۷] مولانا دلدار بخش

[۸] مولانا کریم اللہ دہلوی

[۹] قاضی احمد الدین

[۱۰]مولانا تفضّل حسین خاں
[۱۱]مولانا فریدالدین
[۱۲]مولانا سید بشیر علی
[۱۳]مولانا عزیزالدین
[۱۴]مولانا ابراہیم
[۱۵]مولانا حیدر علی فیض آبادی (مصنف منتہی الکلام)
[۱۶]مولانا محمد ہاشم علی
[۱۷]حکیم محمد یوسف خاں
[۱۸]مولانا سید رحمت علی صاحب مفتی عدالت سلطانیہ دہلی۔

فصل الخطاب پہلی مرتبہ مطبع مفیدالخلائق دہلی سے ۱۲۶۸ھ/۵۲-۱۸۵۱ء میں شائع ہوئی تھی، پھر راقم الحروف نے متن کی تسہیل، متن میں وارد عربی فارسی عبارات کے ترجمے اور عبارتوں کی تخریج کا کام کیا، جس کو تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۰۹ء/۱۴۳۰ھ میں شائع کیا-

[۸]تلخیص الحق:

سابق الذکر کتاب ''فصل الخطاب'' کے جواب میں سید حیدر علی رامپوری ثم ٹونکی (وفات:۱۲۷۳ھ/۱۸۶۵ء) نے ایک رسالہ ''صیانۃ الاناس من وسوسۃ الخناس'' (فخر المطابع دہلی، ۱۲۷۰ھ) کے نام سے تصنیف کیا تھا-اس کے جواب میں سیف اللہ المسلول نے ''تلخیص الحق'' تصنیف فرمائی جو ۱۲۷۰ھ/۵۴-۱۸۵۳ء میں مطبع حسنی دہلی سے شائع ہوئی-صیانۃ الاناس میں سید حیدر علی ٹونکی نے نہایت غیر علمی اور غیر سنجیدہ لب ولہجہ اور دشنام طرازی کا اسلوب اختیار کیا ہے، اس کے کچھ نمونے ہم نے اپنی کتاب ''خیرآبادیات'' میں پیش کیے ہیں-(دیکھیے: خیرآبادیات:ص ۲۳۶ تا ص ۲۴۱) یہ کتاب اردو زبان میں ہے، اس کی اشاعت جدید تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں شامل ہے-

[۹]اکمال فی بحث شدالرحال:

مفتی صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلوی (م:۱۲۸۵ھ) نے ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء میں روضۂ رسول کی زیارت کے مسئلے پر ''منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشدالرحال'' نامی رسالہ تالیف کیا، جو اسی سال شائع ہوکر منظر عام پر آیا-رسالے پر استاذ مطلق علامہ فضل حق خیرآبادی اور مفتی سعداللہ مرادآبادی

نے تقریظات تحریر فرمائیں- منتہی المقال کی اشاعت کے بعد کسی صاحب نے اس کے مباحث کے سلسلے میں سات سوالات لکھ کر سیف اللہ المسلول کی خدمت میں بھیجے- رسالہ ''اکمال فی بحث شد الرحال'' دراصل ان ہی سات سوالات کے جواب پر مشتمل ہے- رسالے کا یہ نام تاریخی ہے جس سے اس کا سنہ تالیف ۱۲۶۶ھ برآمد ہوتا ہے- یہ رسالہ فارسی میں ہے، اور پہلی بار ۱۲۶۶ھ ہی میں مطبع الٰہی سے شائع ہوا- ۱۶۴/ سال بعد رسالے کا اردو ترجمہ اور تخریج و تحقیق اس کم علم راقم الحروف کے حصے میں آئی- تاج الفحول اکیڈمی کے زیر اہتمام ''زیارت روضۂ رسول'' کے نام سے ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ میں اس کی اشاعت جدید عمل میں آئی-

[۱۰] تصحیح المسائل:

یہ کتاب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے اور شاگرد شاہ محمد اسحاق دہلوی (وفات: ۱۲۶۲ھ/ ۴۶-۱۸۴۵ء) کی جانب منسوب کتاب 'مأۃ مسائل' کے رد میں ۱۲۶۶ھ/ ۵۰-۱۸۴۹ء میں تالیف کی گئی-

مصنف کے شاگرد اور بھانجے مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی نے کتاب کے مقدمے میں اس کی وجہ تالیف بیان کی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۲۶۶ھ میں بدایوں کے دو شخصوں کے درمیان کسی مسئلے پر بحث ہوگئی ان میں ایک سنی تھا اور ایک وہابی- جب گفتگو کافی طویل ہوئی تو دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضرت سیف اللہ المسلول کو حکم مان لیتے ہیں جو وہ کہیں گے اس کو دونوں تسلیم کر لیں گے- دونوں مدرسہ قادریہ میں حاضر ہوئے، حضرت نے دونوں کی بات سن کر مسئلے کی وضاحت کی اور حوالے میں ملا علی قاری کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی ایک عبارت پیش کی، وہابی نے کہا کہ ''مرقاۃ میں اس کے برخلاف لکھا ہے''، اور مأۃ مسائل نکال کر دکھائی کہ اس میں مرقاۃ کی عبارت اس طرح درج ہے، حضرت کو یہ دیکھ کر قدرے تأمل ہوا اور فوراً کتب خانے سے مرقاۃ نکال کر دیکھی گئی، معلوم ہوا کہ مأۃ مسائل میں مرقاۃ کی عبارت میں سرقہ کیا گیا ہے، اس ایک خطا کے واضح ہونے کے بعد حاضرین مدرسہ نے بعض دیگر کتابیں نکال کر مأۃ مسائل میں نقل کردہ ان کی عبارتوں کو ملایا تو منکشف ہوا کہ اس قسم کا سرقہ اور بھی متعدد مقامات پر موجود ہے۔ حاضرین مدرسہ نے حضرت سے عرض کیا کہ 'مأۃ مسائل' میں موجود ان مغالطوں اور غلطیوں کی تصحیح ہونا چاہیے تا کہ عوام الناس اس کے دھوکے میں نہ آئیں، چنانچہ لوگوں کے اصرار پر حضرت نے ''تصحیح المسائل'' تصنیف فرمائی- (تصحیح المسائل: ص۲،۳، مطبع گلزار حسنی، بمبئی، سنہ ندارد)

اس کے دو نسخے کتب خانہ قادریہ میں موجود ہیں:

● مطبع اسعد الاخبار اکبرآباد (آگرہ) شوال ۱۲۶۶ھ، صفحات ۳۰۹
● مطبع گلزار حسنی، بمبئی، سنہ ندارد، تعداد صفحات ۳۲۰۔

تصحیح المسائل کے جواب میں مولانا بشیر الدین قنوجی نے فارسی میں رسالہ ''تفہیم المسائل'' لکھا، اس کے جواب میں مصنف کے بھانجے اور عزیز ترین شاگرد مجاہد انقلاب آزادی مولانا فیض احمد بدایونی نے رسالہ ''تعلیم الجاہل'' تصنیف کیا۔ حضرت کے ایک اور شاگرد مولانا عماد الدین سنبھلی نے بھی ''تفہیم المسائل'' کے رد میں ایک رسالہ ''افہام الغافل'' تصنیف کیا۔

❑❑❑

[ابتدائیہ از مصنف]

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ

بعد حمد وصلوٰۃ کے جاننا چاہیے کہ ہندوستان میں بہ سبب ہو جانے کفر کی حکومت اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے۔

[احکام شرع کی تقسیم]:

حکم شرع کی تین قسم ہیں۔

ایک قسم وہ کہ حکم ہے کسی چیز کے جان لینے اور مان لینے کا، کچھ کام کرنا نہ کرنا اُس میں نہیں ہے، جیسے: اللہ ایک ہے، محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں، قیامت حق ہے، شفاعت حق ہے، بہشت دوزخ حق ہے، اس کو علم عقائد کہتے ہیں۔

دوسری قسم حکم ہے ہاتھ، پاؤں، زبان سے کام کرنے یا نہ کرنے کا، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کرنا، چوری، شراب خوری، زنا نہ کرنا اس کو علم فقہ کہتے ہیں۔

تیسری قسم حکم ہے دل سے کام کرنے نہ کرنے کا، جیسے: صبر، توکل، تسلیم، رضا، تبتل کرنا☆، عجب، حسد، بغض، ریا نہ کرنا، اس کو علم تصوف کہتے ہیں اور علم رقاق اور علم زہد اور علم توحید اور احسان بھی کہتے ہیں۔ پہلے اِن تینوں کو فقہ کہتے تھے پھر جدا جدا نام ہو گئے۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے جو فقہ کی

☆ دنیا کے علاقے چھوڑ کر اللہ ہی کی یاد میں رہنا۔[مصنفؔ]

تعریف کی یعنی اُس کے معنی بیان کیے اُس میں تینوں کو داخل رکھا۔

اور شرع و دین نام ہے مجموعہ ان تینوں کا، جو نہ ہو وہی دین کا نقصان ہے۔☆

[سببِ تالیف]:

اس زمانے میں کہ قاضی، مفتی، محتسب خلیفہ سر پر نہ رہے جن کا خوف ہو، نفس اور شیطان نے جو آدمی کے دشمن ہیں قابو پایا، عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا کہ ہر شخص گویا مالک دین کا ہے جو چاہتا ہے حکم کر دیتا ہے۔ تیسری قسم شرع کی یعنی تصوف کہ دین کا کمال ہے بالکل چھٹ گیا، نام نشان باقی نہ رہا، عمل کا تو کیا مذکور علم بھی کم یاب بلکہ گویا نایاب ہو گیا اور بے ادب زبان دراز جاہل لوگ اُس کو برا کہنے لگے۔ اور پہلی قسم کہ جڑ ہے دین کی، سو جیسا سلف نے کہا ہے اُس کو بدعت سیئہ میں داخل کرتے ہیں اور دوسری قسم میں بھی جو پہلوں نے لکھا ہے اُس کا کچھ اعتبار نہیں کرتے، کفر، اسلام، حرام، حلال اُن کے اختیار میں ہے، جیسا جس کے جی میں آتا ہے کہہ دیتا ہے اور دعوے کرتا ہے کہ صراط مستقیم یہی ہے۔ سو اس خیر خواہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نے چاہا کہ جو اُس کے علم و فہم میں آیا ہے قلم سے لکھ دے کہ اوروں کو بھی مفید ہو، اس واسطے یہ رسالہ محض لِلّٰہ لکھا ہے۔

اور ہر مسلمان دین دار بھائی کے حضور میں عرض ہے کہ اسے دیکھیں اگر پسند خاطر ہو دعائے خیر میں یاد کریں اور اگر کسی مقام میں شک و شبہ ہو یا کسی صاحب کے نزدیک کسی طرح کا سقم ہو تو ضرور بالضرور تقریر و تحریر سے بلا واسطہ یا باواسطہ فقیر کو مطلع کریں کہ ممنون احسان ہوگا اور جو بات حق معلوم ہوگی اُسے بہ دل و جان قبول کرے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ نفسانیت کو دخل نہ دے گا اور جو فقیر کی سمجھ میں اُس بات کی حقیقت ٹھہرے گی، پھر اُن صاحب کے حضور میں عرض کرے گا یہاں تک کہ طرفین کے نزدیک ایک بات حق مقرر ہو جائے، اخوت اسلامی کا حق یہی ہے۔ مگر ایک عرض اور بھی ہے کہ سب اوراق کو اول سے آخر تک خوب ملاحظہ فرما کر اس تصریح سے کہ تمام کتاب میں ہمارے نزدیک فلانی فلانی بات مشکوک یا غلط ہے اور باقی مسلم اور مقبول، مجھ کو نصیحت کریں کہ **الدین النصیحۃ** اور فائدہ نصیحت کا اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے کہ مَیں اپنی سب خطا و صواب پر آگاہ ہو جاؤں تا کہ خطا کے دور کرنے اور صواب کے قائم رکھنے سے ماخوذ خدا کا نہ رہوں اور کسی بات ناتمام یا زائد خارج از مطلب یا از قسم امثال و حکایات یا الفاظ میں الجھنا اور جھگڑا کھڑا کرنا بے فائدہ اور خلاف راہ انصاف کے ہے، جو اصل مطلب

☆ دیکھیے: حاشیہ ا/ص 239

ہیں اُس میں اگر شک وشبہ ہو اُس کے ارشاد سے ممنون منت کریں اور اگر کسی شخص کو کسی سقم پر اطلاع ہو اور مجھ کو خبر نہ کی وہ خدا کے ہاں ماخوذ ہوگا اور میرا حق اُس پر رہے گا۔

[کتاب کی ترتیب]:

اس رسالے میں ایک مقدمہ ہے اور دو باب ہیں اور ایک خاتمہ۔

❑❑❑

مقدمہ

مقدمے میں بیان ہے صراط مستقیم کا یہ بات ظاہر ہے کہ ہر فرقہ آپ کو صراط مستقیم یعنی سیدھی راہ پر جانتا ہے، مگر صرف ہر ایک کا جاننا اور کہنا کفایت نہیں کرتا اور اُن کے فقط کہہ دینے سے ثابت نہیں ہو جاتا، بلکہ حق وہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام سے ثابت ہو، اس واسطے ہم رجوع کرتے ہیں خدا اور رسول کے کلام کی طرف یہ بات دریافت کرنے کے لیے کہ سیدھی راہ اور صراط مستقیم کون سی ہے؟ سو قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت مانگیں اور یوں کہیں اِهْدِ نَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ [الفاتحہ:۵] اور اُسی جگہ صراط مستقیم کا بیان بھی فرمادیا کہ وہ راہ اُن لوگوں کی ہے جن پر تو نے انعام کیا ہے اور دوسری جگہ اُن لوگوں کا بھی بیان فرمادیا کہ کون ہیں یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین۔

[صراط مستقیم کی تفسیر]:

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ☆ نے تفسیر عزیزی ☆☆ میں لکھا ہے:

جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت طلب کرے تو اُن لوگوں کا ذکر کرنا لازم ہوا کہ جس کے واسطے سے سیدھی راہ بندوں کو پہنچی ہے اور ان کے اعمال کے دیکھنے اور اقوال کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جدا ہو جاتی ہے اور نہیں تو سب مختلف مذہب والوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ مَیں سیدھی راہ پر ہوں، سو ایک جماعت کو مقرر کیا چاہیے کہ سیدھی راہ کے بیان کرنے والے ہوں، اس واسطے سیدھی راہ کا بیان اس طرح تعلیم فرمایا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی

☆ شاہ صاحب کے حالات جاننے کے ملاحظہ ہو: ص 249

☆☆ دیکھیے: حاشیہ ۲/ص 239

اُن لوگوں کی راہ کہ انعام کیا تو نے اُن پر، اس لفظ کو قرآن مجید میں دوسری جگہ تفسیر فرمایا ہے کہ وہ چار فرقے ہیں انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین- سو معلوم ہوا کہ سیدھی راہ اُن چار فرقوں کی ہے اور بندے کو چاہیے کہ اللہ سے مناجات کے وقت میں ان چار فرقوں کو اپنی نظر میں لحاظ کرے اور اُن کی راہ طلب کرے جیسا قرآن مجید میں فرمایا ہے سورۂ نساء میں:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا[النساء:٦٩]

یعنی جو کوئی اطاعت خدا و رسول کی بجالائے اور دونوں کے کہے پر عمل کرے سو وہ راہ میں اُن لوگوں کے ساتھ جاتا ہے کہ انعام کیا ہے اللہ نے اُن پر اور وہ چار فرقے ہیں انبیا اور صدیقین اور شہدا و صالحین، یہ گروہ اچھے رفیق ہیں-

پس اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں راہ حق کا ڈھونڈنا ہے اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں رفیق کا طلب کرنا ہے کہ الرفیق ثم الطریق پہلے رفیق پھر راہ- اس جگہ جاننا چاہیے کہ عوام مومنوں کو صالحوں کی رفاقت کرنا چاہیے اور صالحوں کو شہیدوں کی اور شہیدوں کو صدیقوں کی اور صدیقوں کو انبیا کی اور جو کوئی عوام مومنین سے چاہے کہ رفاقت انبیا کی کرے اُس کو ان تین گروہ کی رفاقت درجہ بدرجہ ضرور ہے، جیسے: اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے تو بغیر رفاقت جمع دار کے کہ وہ کسی رسالہ دار کی رفاقت میں ہو اور رسالہ دار کسی امیر کے بڑے امیروں میں سے رفاقت میں ہو ممکن نہیں، اسی واسطے اہل اللہ کے طریقوں میں داخل ہونا اہل اسلام کا محمود ہوا اور بھی جاننا چاہیے کہ جو اصل راہ عالم غیب سے انبیا کو تعلیم فرمائی اور انبیا سے صدیقوں کو اور صدیقوں سے شہیدوں کو اور شہیدوں سے صالحوں کو پہنچی ہے، لازم ہوا پہلے انبیا کو جاننا اور اس کے بعد ان تینوں کو تو اُن کی رفاقت کی طلب میسر ہو-

شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہاں چاروں لفظوں کے معنی بیان کیے اور لکھا کہ شہید☆ اُسے کہتے ہیں کہ دل کو اُس کے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اور جو کچھ انبیا سے اُس کو پہنچا ہو اُس کا دل ایسا قبول کرتا ہے کہ گویا

☆ دیکھیے: حاشیہ۳/ص240

دیکھتا ہے، اسی واسطے دین کے کام میں جان دینا اُس کے نزدیک آسان کام ہے گو ظاہر میں مارا نہ گیا ہو اور آخر کو شاہ صاحب نے لکھا ولی ☆ ان تینوں فرقوں کو شامل ہے، لیکن اکثر صالحوں کو کہتے ہیں اور وہ چیز کہ ان چاروں فرقوں کو شامل ہے اُس کی علامات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہے اور اُن کے رزق کی کفالت کرتا ہے، اس طرح کہ اوروں سے ممتاز ہوں اور دشمنوں سے بچاتا ہے اور غربت میں اُن کا انیس ہوتا ہے اور اُن کے نفسوں میں غیرت دیتا ہے کہ امیروں اور بادشاہوں کی خدمت سے راضی نہیں ہوتے اور ہمت بلند کرتا ہے کہ دنیا کی ناپاکی سے آلودہ نہیں ہوتے اور اُن کے دلوں کو روشن کرتا ہے اور اُن کو وہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں کہ بڑے بڑے عالم قابلوں کو معلوم نہیں ہوتی ہیں مگر بڑی کوشش سے اور عمر طویل میں اور کسی مصیبت سے تنگ دل نہیں ہوتے اور اُن کو ہیبت دیتا ہے کہ جباروں اور زبردستوں پر تاثیر کرتی ہے اور اُن کے کلام اور انفاس اور افعال اور مکانات میں اور ہم صحبتوں اور اولاد اور نسل میں اور اُن کی زیارت کرنے والوں میں برکتیں پے در پے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک اُن کو ایسا جاہ و مرتبہ بخشتا ہے کہ اُن کی دعا مستجاب ہوتی ہے، بلکہ جو کوئی اپنی حاجت میں اُن سے توسل کرے اُس کی حاجت روا ہو جاتی ہے اور جو خصوصیتیں اور علامتیں کہ اُن کو عالم برزخ میں اور قیامت اور عالم ملکوت میں دیتا ہے اُس قبیل سے نہیں ہیں کہ عوام مومنین اُس کو دریافت کر سکیں مگر بعد دیکھنے اُن عالموں کے۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر عزیزی کا۔

اور یہی اس میں ہے کہ اس جگہ ایک شبہ ☆☆ ہوتا ہے کہ سیدھی راہ اور صراط مستقیم ایک ہوتی ہے اور چار گروہوں کی راہیں مختلف، چاروں کی ایک راہ کیوں کر ہو سکے! ہر نبی کا دین شریعت اور ہے اور ہر ولی کے اشغال اذکار جدا طریقت میں معمول ہیں اور قول مشہور ہے **الطرق الی اللّٰہ** [کثیرۃ] **بعدد انفاس الخلائق** ☆☆☆ یعنی جتنے آدمی ہیں اُتنی راہیں ہیں اللہ کی طرف، پھر باوجود کثرت کے ایک راہ کیوں کر ہو؟! جواب یہ ہے کہ اس طرح کی کثرت اور اختلاف کچھ ضد ایک ہونے کا نہیں ہے اور اس اختلاف سے راہ مختلف نہیں ہو جاتی۔ ایسا ہی کہ ایک قافلہ ایک شہر سے ایک شہر کو ایک راہ میں جاتا ہے، کوئی اُس میں سوداگر ہے، کوئی بوجھ اُٹھانے والا، کوئی نگہبان، کوئی پاسدار، سب ایک ہی راہ میں جاتے ہیں، مگر اپنے اپنے مناسب اور اپنے اپنے منصبوں اور خدمتوں کے مناسب کام مختلف کرتے ہیں۔ ایسے

☆ دیکھیے: حاشیہ ۴/ص 240 ☆☆ دیکھیے: حاشیہ ۵/ص 241

☆☆☆ اقرب الطریق الی اللہ: ص ۱، عکس مخطوطہ

ہی انبیا اس راہ میں راہبر اور بدرقہ ہیں اور صدیق اور شہید اور صالح مرتبہ بہ مرتبہ رفیق اور بار بردار اور پاسدار ہیں، راہ ایک ہی ہے۔ یہاں تک سب تفسیر عزیزی سے لکھا گیا ہے۔

[اتباعِ سوادِ اعظم پر کچھ دلائل]:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [النساء:۱۱۵]

یعنی اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اُس کو پھیریں گے جس طرف کو پھر گیا اور پہنچا دیں گے اُس کو ہم دوزخ میں اور پہنچا بری جگہ۔

مولوی عبدالقادر☆ نے ترجمے میں اس آیت کا فائدہ یوں لکھا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدا راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں۔ پس جس بات پر امت کا اجماع ہو وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر ہو سو دوزخی ہے۔☆☆

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لا یحل دم امرئ مسلم یشهد ان لا اله الا اللّٰه وانی رسول اللّٰه الا باحدی ثلاث النفس بالنفس والثیب الزانی والمفارق لدینه التارک للجماعة ☆☆☆

(اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ) حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندۂ مسلمان کا کہ خدا کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دے، خون حلال نہیں مگر تین کا، ایک جو کوئی کسی کو مار ڈالے (اُس کا مار ڈالنا بطریق قصاص کے چاہیے) دوسرا جو بیاہا ہوا [شادی شدہ] زنا کرے سنگسار کر دیا جائے، تیسرا دین کا مارق، اُس کا [یعنی مارق کا مطلب] بیان فرمایا کہ چھوڑنے والا جماعت کا۔

☆ شاہ عبدالقادر کے حالات جاننے کے لیے دیکھیں: ص 250

☆☆ تفسیر موضح القرآن (ترجمہ قرآن): ص ۱۱۵، فائدہ ۲

☆☆☆ صحیح بخاری: کتاب الدیات/ باب ان النفس بالنفس والعین بالعین/ حدیث نمبر ۶۸۷۸

نووی علیہ الرحمہ [۱] نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ:

جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکلے نئی بات نکال کر اجماع کے خلاف جیسے رافضی اور خارجی اور اُن کے سوا سب اس میں داخل ہیں۔[۲]

ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شَذَّ شُذّ فی النار [۳]

یعنی سواد اعظم کی پیروی کرو، کیوں کہ جو اکیلا ہوا اکثروں کی متابعت سے وہ اکیلا دوزخ میں گرایا جائے گا۔

شیخ عبدالحق [۴] علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

مقصود یہ ہے کہ جس جانب میں اکثر علما ہوں اس کی پیروی کرو۔[۵]

ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

ید اللّٰہ علی الجماعة من شذ شذ الی النار [۶]

---

[۱] حالات جاننے کے لیے دیکھیں: ص 251

[۲] امام نووی اس مضمون کو یوں لکھتے ہیں: و أما قوله ﷺ والتارك لدينه المفارق للجماعة فهو عام في كل مرتد عن الاسلام بأي ردة كانت فيجب قتله ان لم يرجع الى الاسلام قال العلماء ويتناول ايضا كل خارج عن الجماعة ببدعة أو بغي أو غيرهما وكذا الخوارج والله أعلم

دیکھیں شرح صحیح مسلم: ج۱۱/ص۱۶۵۔

[۳] **الف:** مصنف علیہ الرحمہ نے غالباً مشکوۃ شریف سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کیونکہ مشکوۃ شریف میں یہ حدیث ابن ماجہ کی طرف منسوب ہے۔ حضرت انس کی روایت سے ہے۔ جبکہ سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے:

ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم

دیکھیں سنن ابن ماجہ: ابواب الفتن/ باب السواد الاعظم/ حدیث نمبر ۳۹۵۰

ب: المستدرك على الصحيحين: كتاب العلم/ ج۱/ حدیث نمبر ۳۹۵

[۴] حضرت شیخ کے حالات جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ص 251

[۵] اشعۃ اللمعات: الفصل الاول، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة/ ص۷۷

عبارت یوں ہے: مراد حث و ترغیب است بر اتباع آں چہ اکثر علما دراں جانب اند۔

[۶] جامع ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہیں: ان الله لا يجمع امتی او قال امة محمد على ضلالة و يد الله على الجماعة ومن شذ شذ الى النار

دیکھیں: ابواب الفتن/ باب ما جاء فی لزوم الجماعة/ حدیث نمبر ۲۱۶۷

یعنی جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو جماعت سے اکیلا ہوا دوزخ میں پڑے گا اکیلا-

ابوداؤد اور امام احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ☆

یعنی شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکری کا کہ پکڑ لیتا ہے جس کو کہ اپنے بھائیوں سے نفرت اور بے انسی کے سبب اکیلے رہے اور جس کو کہ گلے [بکریوں کا ریوڑ] سے اکیلی چلی جائے اور جس کو کہ اکیلی رہ جائے اپنی جماعت سے- گھاٹیوں میں مت جاؤ اور جماعت کو لازم پکڑو-

شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

مقصود یہ ہے کہ جماعت سے باہر نہ ہو اور اکثر عالم جس طرف ہوں اُس کی پیروی کرو- ☆☆

فائدہ:

یہ بات قرآن حدیث سے خوب ثابت ہوگئی کہ راہ حق اور صراط مستقیم راہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی ہے موافق جماعت اور سواد اعظم کے، جو جماعت اور سواد اعظم کے خلاف ہو وہ دوزخی ہیں- اب دریافت کرنا چاہیے کہ سواد اعظم کون اور تارک جماعت اور سواد اعظم کے مخالف کون ہے؟ سو بعد پیغمبر خدا ﷺ کے قرن اول یعنی صحابہ کے وقت میں خلافت حقیہ تک ایک مذہب، ایک راہ، ایک طریق صحابہ اور ان کے شاگرد جو تابعین کہلاتے ہیں طریقہ پیغمبر پر باہم متفق، اگرچہ کسی مسئلہ فرعی میں اختلاف ہوا کہ وہ اختلاف رحمت تھا، مگر خلاف اور شقاق اور اختلاف ملت تنہا آخر خلافت حقیہ میں خارجیوں نے جماعت اور سواد اعظم سے خروج کیا اور حضرت فاتحہ ولایت خاتم خلافت اسد اللہ الغالب

☆ یہ حدیث مسند احمد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ج ۳۶/ص ۴۲۱/ حدیث نمبر ۲۲۱۰۷
سنن ابوداؤد میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:
عن ابی الدرداء قال: سمعت رسول اللہ یقول: ما من ثلاثۃ فی قریۃ ولا بدو لا تقام فیھم الصلوۃ الا قد استحوذ علیھم الشیطان فعلیك بالجماعۃ، فانما یاکل الذئب القاصیۃ
دیکھیے: کتاب الصلوۃ/ باب التشدید فی ترك الجماعۃ/ حدیث نمبر ۵۴۷
☆☆ اشعۃ اللمعات: الفصل الاول/ کتاب الایمان/ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ/ ص ۷۷
عبارت اس طرح ہے: مراد حث وترغیب است بر اتباع آں چہ اکثر علما دراں جانب اند-

علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کافر ٹھہرایا نعوذ باللہ منہ- اسی طرح رافضی پیدا ہوئے، پھر معتزلی ظاہر ہوئے- غرض ہر وقت میں جماعت اور سواد اعظم سے بعضے بعضے گم راہ فرقے نکلتے گئے اور کسی کسی اطراف میں اظہار بد مذہبی کا بھی منتشر ہوا، مگر وہ جو فرقہ ناجیہ جمہور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اُن کے اتباع کا ہے کہ جن کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب سے اب تک اُسی صراط مستقیم پر ہیں اور جماعت اور سواد اعظم امت وہی ہے اور ہر وقت میں اکثر اطراف میں اظہار حق اور مددگاری دین کی اُن ہی سے ہوتی رہی اور سب بد مذہبوں کو تادیب اور تنبیہ لسانی اور سنانی کرتے رہے اور بموجب وعدہ الٰہی کے اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [المجادلة:۲۲] غلبہ عام اُسی فرقے کو رہا اور وہ سواد اعظم عقائد میں اشعری ماتریدی اور فقہ میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہیں، جو اُن کے سوا ہے وہ جماعت سے خارج اور سواد اعظم کا تارک اور دین کا مارق ہے اور جماعت کے تارک اور سواد اعظم کے مخالف جو فرقے اب تک ہوئے اور اُن کے رد و ابطال اور دفع و زوال میں جو جو کہ پیش آیا اُس کا بیان کرنا بہ سبب شہرت کے ضرور نہیں ہے، سر دست جو فتنہ نجدیہ کا پھیل رہا ہے اس کا بیان کرنا بہت مناسب ہے کہ اکثر عوام اُس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اس سبب سے دھوکوں میں پڑے ہیں-

❑❑❑

پہلا باب:[فتنہ نجدیہ کا ظہور اور اس کا تاریخی پس منظر]

پہلے باب میں مذہب نجدیہ کے پیدا ہونے اور اُس کے پھیلنے کی کیفیت ہے-

اصل اس فتنے کی یہ ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اللھم بارک لنا فی شامنا و یمننا** یعنی اے اللہ! برکت دے ہمارے ملک یمن میں اور ملک شام میں، **قالوا وفی نجدنا؟!** یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے، آں حضرت ﷺ نے پھر دعا فرمائی واسطے ملک شام و یمن کے، پھر لوگوں نے عرض کیا ملک نجد کے، آخر کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان** یعنی نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اُس سے نکلے گی امت شیطان کی-☆

اے مسلمانو! دیکھو یہ معجزہ پیغمبر خدا کا بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا-

شرح اُس کی یوں ہے کہ ۱۲۰۳ھ میں سلطان عبدالحمید خان غازی بادشاہ روم (کہ بڑا عادل و دین دار صاحب عزم تھا) جنت نصیب ہوا- سلطان سلیم ثالث اُس کے بھتیجے نے اُس کے بیٹوں کو نظر بند کیا اور زبردستی سے بادشاہ ہو گیا اور بہت امیروں اور سرداروں کو اس خیال سے کہ ہوا خواہ [خواہش پرست] سلطان اور اُس کی اولاد کی سلطنت کے خواہاں ہیں، مع اکثر فوج عمدہ کے حالت غفلت میں بہ مجرد قبض روح سلطان مرحوم کے مروا ڈالا اور رعیت پر بھی ظلم شروع کیا- ایسی باتوں سے روم کی سلطنت میں خلل پڑ گیا، سارے صوبے کہ ترکی زبان میں پاشا کہلاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بادشاہ کہ سلطان روم کے تابع تھے سب پھر گئے، آپ کو حاکم ہو گئے، سلطان کا حکم کچھ نہ رہا، آپس میں لڑائیاں ہونے لگیں جو

☆ **صحیح بخاری:** عن ابن عمر قال ذکر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللھم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللّٰہ وفی نجدنا قال اللھم بارك لنا فی شامنا اللھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللّٰہ وفی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان۔ (کتاب الفتن / باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الفتنة من قبل المشرق / حدیث نمبر ۷۰۹۴)

زبردست ہوگیا- کم زور کا ملک چھین لیا- تمام ملکوں میں کہ روم کی بادشاہی کے حکم میں تھے بڑی بے انتظامی ہوگئی- ہر ایک کو حوصلہ ہوا حکومت اور بادشاہی کا، جس کے ساتھ کچھ شورہ پشت [نافرمان اور سرکش] مفسد اکٹھے ہوگئے، جس مکان پر قابو پایا وہاں کا حاکم بن بیٹھا-

حرمین محترمین یعنی مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ سے جو ملک متعلق تھا اُس کی حکومت بہت مدت سے مکہ کے شریف کی تھی یعنی ایک سردار اولادِ رسول اللہ ﷺ سے وہاں کا مالک رہتا تھا اور اُسی کا حکم تھا اور اُس ملک کا بہت حاصل نہ تھا، ہر موسم حج میں سلطان روم کے یہاں سے ایک امیر فوج کے ساتھ آتا تھا اور نقد وجنس بے شمار لاتا اور وہاں کے سادات اور اہل خدمات کو علی حسب المراتب پہنچاتا اور عام رہنے والوں کو مکہ اور مدینہ اور اُن کے گردنواح کے واسطے بھی جو مقرر تھا دیتا اور ہدیہ اور نذریں سوائے مقرر کے سلطان اور ہر ایک وزیر امیر کی طرف سے بہت سی آتی تھیں کہ سب آمدنی کا حساب کروڑوں کو پہنچتا تھا اور فوج سلطانی کو اگر شریف کسی سرکش گروہ کی تنبیہ کا حکم دیتا، بجالاتی، اس سبب سے وہاں کے رہنے والے سب خوش وخرم آرام تمام سے زندگی بسر کرتے تھے- جب روم کی سلطنت بگڑ گئی ان سب باتوں میں خلل پڑ گیا، شریف کی شوکت نہ رہی، مفسد لوگوں نے ہر طرف سے سر اُٹھایا، بڑے بڑے حادثے اور فتنے برپا ہوئے، سب سے بُرا اور بڑا فتنہ نجد کے رہنے والوں کا ہے (کہ وہ ایک ملک ہے حجاز وعراق کے بیچ میں) اور شیطان ملعون اُسی نجد کے شیخ کی صورت بن کے مکہ کے کافروں کا شریک مشورہ ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کے لیے، اس سبب سے شیطان کو ''شیخ نجدی'' کہتے ہیں-

[عبدالوہاب نجدی اور فتنے کا ظہور]:

اس حادثے کا کیا بیان کروں! مکہ مدینہ کے رہنے والوں نے یزید علیہ ماعلیہ اور حجاج پلید کے ظلم جو کانوں سے سنے تھے، نجدیہ کے ہاتھ سے اپنی آنکھوں سے دیکھے- تفصیل اُس کی یہ ہے کہ عبدالوہاب نام ایک رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا اور باپ دادے اُس کے علم ظاہری اور باطنی میں اُس ملک کے مقتدا اور صاحب سلسلہ تھے اور اُس خاندان کا اُس ملک میں بڑا اعتبار تھا- عبدالوہاب نے حال سلطنت کی خرابی کا دیکھ کر ارادہ کیا بادشاہی کا اور یہ صلاح ٹھہری کہ دین داری کے حیلے سے لوگوں کو جمع کر کے مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیجیے کہ فوج ولشکر سے خالی ہیں اور مال وخزانہ اُن میں بے شمار ہے، جب یہ ملک قبضہ میں آ گیا اور خزانہ بے شمار ہاتھ لگا پھر آگے اور ملکوں پر دخل ہوجانا آسان ہے، کیوں کہ وہ سب آپس میں نفاق اور نزاع کے سبب خراب حال ہیں- یہ صلاح ٹھہرا کر عبدالوہاب مع اپنے عزیزوں،

قریبوں کے وعظ کہنے اور مرید کرنے میں (کہ طریقہ باپ دادے کا تھا) خوب مشغول ہوا اور خلائق کو اپنا معتقد و مطیع کر جمعہ کے دن مجمع عام کیا اور بڑے آدمیوں کو اطراف و جوانب سے بلایا اور بطور وعظ کے کہا کہ:

> شرع میں بادشاہ ضرور ہے، احکام دین کا جاری ہونا، ظالم کا تدارک، مظلوم کی دادرسی، عید جمعہ وغیرہ سب بادشاہ پر موقوف اور بادشاہ روم وشام صرف برائے نام ہے، حکم اُس کا ذرا نہیں، اُس کو بادشاہ کہنا جھوٹ بولنا ہے کہ بڑا گناہ ہے اور خطبے میں (کہ عبادت ہے) جھوٹ بولنا نہات ہی بے جا ہے۔ چاہیے کہ سب حاضرین مل کر ایک شخص کو سردار مقرر کریں، مگر مجھ کو معاف رکھیں کہ دنیا کی طرف رغبت نہیں رکھتا ہوں۔

پہلے اُن لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے، پھر سبھوں نے کہا کہ سوائے آپ کی ذات شریف کے اور کوئی اس کام کے لائق نہیں ہے۔ کہا کہ مجبور ہوں جماعت مسلمین کے خلاف کیوں کروں، لاچاری سے قبول کرتا ہوں، مگر ایک شرط سے کہ عقائد اعمال میں میرے مطیع رہو اور میرے حکم سے نہ پھرو۔

آخر سب سے بیعت لے کر امیر المومنین بنا اور نام اُس کا سلطان کے نام کی جگہ خطبے میں داخل ہوا، قصبہ ورعیہ کو کہ وطن تھا تخت گاہ قرار دے کر اپنی اولاد وا قارب کو شہروں کا حاکم کیا اور عدل وانصاف، دین داری و تاکید نماز روزہ کی خوب جاری کی اور اجلاس امامت کے روز سے ملک کا انتظام اپنی ذرّیہ کے حوالے کیا اور آپ مشغول ہوا ایک نیا مذہب بنانے میں کہ اہل سنت و جماعت وغیرہ کے مشہور مذہبوں سے جدا ہو کہ اُس مذہب کی رو سے وہ کافر ٹھہریں۔ کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے، کچھ معتزلیوں کے، کچھ ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ کے مذہبوں سے لے کر کچھ اپنے دل سے جوڑ کر ایک رسالہ بنایا، محمد نام☆ اُس کے چھوٹے بیٹے نے اُس میں بڑھا کر "کتاب التوحید" رکھا اور پھر اُس کو آپ اختصار کیا۔ حاصل اُس کا یہ کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے، خصوصاً رہنے والے حرمین شریفین کے تاکہ اُن کا لوٹنا اور مار ڈالنا جہاد ٹھہرے۔ چند نسخے اُس کے حاکموں کے پاس بھیجے گئے، حاکموں نے اُسے ظاہر کیا، محکوموں نے قبول کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مکہ کی لوٹ اور جہاد کا ثواب۔

[مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں سلب ونہب اور غارت گری]:

آخر سعود نام اخبث ذریۃ اُس عاقبت نامحمود نے بنام نہاد زیارت کعبہ ۱۲۲۱ھ اور آخر ایام سلطنت

☆ حالات جاننے کے لیے ملاحظہ ہو: ص 252

سلطان سلیم ثالث میں بڑی بھیڑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر پر چڑھائی کا ارادہ کیا- یہاں کے رہنے والے اُن کا پہلا حال عدالت اور دین داری کا سن کر اُن کے آنے سے بہت خوش اور مشتاق ملاقات کے ہوئے، مگر چند آدمی کہ قریب اس عزیمت کے وہاں گئے تھے اور نئے دین کا حال دیکھ سن کر آئے تھے، اُنھوں نے مکہ میں اُس کا تذکرہ کیا اور لوگوں نے شریف سے عرض کی کہ حال اُن کا اچھا نہیں ہے، ترک فوج کو شام و مصر کی چھاؤنیوں سے بلوائے و یا عرب کے قبائل کو جمع کیجیے اور نجدیہ کا بندوبست کرنا ضرور ہے کہ سرحد حجاز میں نہ آ جائیں، اگر وہ یہاں آ گئے تو پھر کچھ تدارک نہیں ہو سکے گا- شریف نے اُسی پہلے حال سے دھوکا کھا کر کہا کہ معاذ اللہ میں خانۂ خدا کی زیارت کرنے والوں کو روکوں! اور کہنے والوں پر بڑا غصہ کیا کہ پھر کوئی اس طرح کی مفسدانہ بات نہ کہے-

اس عرصے میں خبر آئی کہ سعود نامسعود انبوہ نامعدود [لا تعداد لشکر] لے کر مکہ پر آتا ہے، پھر لوگوں نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت سے حرم کا ہتک اور جانوں کا قتل اور مالوں کی لوٹ ہو جائے گی، شریف نے وہی جواب دیا کہ مسلمان سنت پر چلتے اور تقوے کا دعویٰ رکھتے ہیں، ایسے بڑے گناہ اُن سے نہیں ہونے کے، یہاں یہی قیل و قال رہی کہ وہ اشقیا قرن المنازل تک (کہ میقات نجد کا ہے) آ پہنچے وہاں سے مکہ کو چھوڑ، دوڑ ماری طائف پر اور بے جہت اور بے باز پرس چاروں طرف سے گھیر کے مارنا شروع کیا، جو سامنے آیا کیا مرد، کیا عورت، کیا چھوٹا، کیا بڑا سب کو شہید کیا اور مسجد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اور آثار متبرکہ سب ڈھا کر زمین سے برابر کر دیے، تمام مال و متاع پر تصرف کر ، گماشتے چھوڑ مارامار آئے مکہ معظّمہ پر، ایک منزل مکہ باقی رہا تھا کہ کچھ بچے بھاگے طائف کے آگے آ پہنچے اور طائف کا ماجرا شریف سے عرض کیا- شریف کے پاس صرف پانچ سو غلام اور مدد بلانے کی مہلت کہاں اور کتاب التوحید بھی ایک دن پہلے مکہ میں آئی تھی، علمائے مکہ نے اُس دن حرم میں اجماع کیا کفر پر نجدیہ کے اور حرم کے خدام اور شہر و بازار کے لوگوں کو متفق کیا اُن سے لڑنے پر اور فتوی اجماعی مہری چاروں مذہبوں کے عالموں کا بعد مغرب کے شریف کو دیا اور کہا کہ سب مسلمان آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں اور سامان درست کرنے میں لڑائی کے مشغول ہیں، علی الصباح آپ سب جمعیت کے ساتھ حرم کی حد پر چل کر اُن کو روکیں اور لڑیں- یہ ماجرا اجماع وغیرہ کا جمعہ کے دن ساتویں محرم ۱۲۲۱ھ کو ہوا اور آٹھویں تاریخ صبح کو سب لوگ تیار منتظر شریف کی برآمد کے تھے، شریف برآمد نہ ہوئے، طائف کا حادثہ سن کر گھبرا گئے اور اپنی غفلت پر شرمندہ اور فوج کے نہ ہونے سے ڈرے ہوئے اور ابھی تک اس شبہ میں

کہ شاید طائف والوں نے پہلے قصہ شروع کیا ہو اور اس گمان پر مطمئن کہ طائف میں جو ہوا سو ہوا، حرم میں تلوار نچلا دیں گے اور لوٹ مار نہ کریں گے کہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ لوگوں نے ہر چند عرض کیا کہ یزید و حجاج وقرامہ کے وقت میں کیا کیا نہیں ہوا، وہ بھی کلمہ پڑھتے تھے اور حال نجدیہ کے عقائد کا کتاب التوحید سے اور افعال کا واقعۂ طائف سے ظاہر ہو گیا ہے اور ہر طرح کی باتیں بہ وسائط معروض کیں، مگر شریف باہر نہ نکلے۔

اس عرصے میں شریف کے غلام بھی اہل شہر سے متفق ہوئے اور شریف سے اذن چاہا، شریف نے کہا کہ مَیں حکم قتال کا بیت اللہ کی زیارت کو آنے والوں کو کیوں کر دوں۔ اس تکرار میں پھر دن آ گیا اور کوئی بات قرار نہیں پائی تھی کہ ناگہاں خبر آئی کہ نجدیہ تلواریں مارتے اور لوٹ کرتے ہوئے داخل حد حرم کے ہوئے، اُس وقت شریف کو اُن خبیثوں کی خباثت کا یقین ہوا، سوا بھاگ جانے کے کچھ چارہ نہ دیکھا۔ اپنے غلاموں کو ساتھ لے جدے کو چلے گئے اور وہاں کے قلعے میں پناہ پکڑی اور مکہ کے رہنے والے مرد و عورت گھروں کو چھوڑ کر کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے، کچھ مسجد حرام کو پناہ سمجھ کر اُس میں آ ٹھہرے۔ نجدی بے دین بے اس کے کہ کوئی مقابلہ کرے چاروں طرف سے کمال سفاکی اور بے باکی کے ساتھ مسجد حرام میں گھسے، وہ لوگ کہ کعبہ کے پردے میں چھپے اور قبہ زمزم و حطیم و مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے اُن کا بھی پاس نہ کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن. (البقرۃ:۱۵۶)

کیا کہوں جو اُنھوں نے کیا، دل یاری نہیں دیتا! حجر اسود تک ان کے ظلم سے نہ بچا کہ اُس میں بھی صدمات زد و ضرب سے شق آ گیا۔ تمام مال شریف اور اہل مکہ کے گھروں کا اور حرم کے کارخانوں کا اور نذور کعبہ اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ نہ چھوڑا۔ جب حکم دیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے آ کر اپنے گھروں میں آباد ہوں جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہو اُس کو مار ڈالو، لیکن مکہ کے شریفوں کی قوم سے (کہ رسول اللہ ﷺ کی اہل بیت اور سیادت اُن کی صحیح اور تمام عالم میں معتبر) کسی کو امان نہیں۔ کیا مرد، کیا عورت، کیا چھوٹا، کیا بڑا جہاں پاؤ مار ڈالو۔ اس حکم کے مشہور ہونے سے اہل بیت نبوی میں جس کو طاقت بھاگنے کی تھی جدھر کو راہ پائی آوارہ ہو گئے اور جوان اشقیا کے ہاتھ پڑا شہید ہوا۔ باقی ماندہ لوگ اپنے گھروں میں آئے کہ اور سامان و اسباب سے صاف خالی تھے۔

اے مسلمانو! سنو اور روؤ اور عبرت پکڑو۔ جس جگہ کے جانور کا شکار کرنا اور سایہ پانی سے بھگانا اور درخت کاٹنا اور گھاس اُکھاڑنا اور پتہ جھاڑنا حرام ہو اور آدمی وہاں گناہ کے قصد کرنے پر ماخوذ ہو اور

درندہ جانور بکری وغیرہ کے پیچھے دوڑے اور وہ بکری حرم کی حد میں گھس جائے درندٹھہر جاتا ہے اور حرم کی حد میں داخل نہیں ہوتا اور اُڑنے والے جانور جو اڑتے ہیں خانۂ کعبہ کے مقابل آجاتے ہیں، دائیں بائیں پھر جاتے ہیں، اُس گھر کے اوپر سے نہیں گزرتے اور اس طرح کی باتیں بہت ہیں ان شیاطین اور سفاکان بے دین نے ایسے مکان متبرک میں کیا کیا بے دینیاں کیں!۔

بعد فراغت کے تخریب مکہ معظّمہ سے متوجہ ہوئے مدینۂ منورہ کے غارت کرنے پر، تھوڑی سی فوج لے کر دوڑے، راہ میں جس کو پایا شہید کرتے ہوئے مدینہ منورہ کو جا مارا اور جو مکہ معظّمہ میں کیا تھا اُسی سے مدینۂ منورہ میں بھی منھ اپنا کالا کیا، لوٹ مار کے سوا مساجد مقدسہ اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ و اہل بیت سب مسمار کر ڈالے۔ کیا مکہ میں، کیا مدینہ میں، کیا راہ میں اور وہ سب مسجدیں کہ ان ملحدوں نے ڈھائیں بنائی ہوئی صحابہ و تابعین (اور اُس وقت سے اب تک زیارت گاہ تمام مسلمین) کی تھیں۔ کتب فقہ و حدیث میں اُن مکانوں کی زیارت اور اُن میں نماز کو ترک نہ کرنا آداب میں لکھا ہے اور بعضے کہ رسول مقبول ﷺ کے اذن سے بنا ہوئی تھیں، یہ غضب دیکھو کہ مسجد قبا میں بھی ان ملحدوں نے کمال بے ادبی کی۔ آخر کو روضۂ مقدسہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو (کہ صنم اکبر نام رکھا تھا) ارادہ ڈھانے کا کیا اور جماعت اس نیت ناپاک سے وہاں گئی، جبھی کہ دروازہ کھولا ایک اژدہا کی پھنکار کی آواز آئی کہ سب جل کر خاک سیاہ ہو گئے اور روح ناپاک اُن کی دوزخ کو پہنچی۔

الحاصل! وہاں ظلم سے پیٹ بھر کر مع تمام اسباب و سامان نقد وجنس مکہ کو آکر فوج میں ملے اور پاؤں پھیلائے حجاز ونجد کے پاس کے شہروں پر دست درازی کی۔ بعضے عراق کے شہروں کو بھی جو فوج سے خالی تھے لوٹ لیا اور قتل کیا کربلائے معلیٰ میں بھی جو مدینہ منورہ میں کیا تھا کیا، مگر جدہ پر قصد نہ کر سکے کہ قلعہ مستحکم تھا اور اُس میں توپیں بھی تھیں اور شریف بھی باہر آنے کی طاقت رکھتے تھے، اسی حال میں ایک زمانہ گزر گیا۔ عجب طرح کا مخمصہ تمام ملک کے رہنے والوں کے جان پر تھا۔

[نجدیوں کا زوال اور اہل سنت کی عظمتِ رفتہ کی بازیابی]:

شروع اسی فتنے کا سلطان سلیم ثالث کی سلطنت میں ہوا کہ اُس کی بدفکری اور بے عقلی کے سبب سلطنت کی کچھ شوکت نہ رہی تھی اور سب پاشا آپس میں لڑتے مرتے تھے کسی کو اس طرف کی توجہ کی فرصت نہ تھی۔ یہ فتنہ زور پکڑ گیا۔ اس عرصے میں سلطان مصطفیٰ رابع خلف سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے سلطان سلیم ثالث کو مارا اور آپ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ کئی مہینے گزرے تھے کہ مصطفیٰ بیرقدار نے

سلطان مصطفیٰ کو خلع و قتل کیا- جب سلطان محمود خان غازی خلف سلطان عبدالحمید خان کہ مرد باخدا تھا بادشاہ ہوا، کسی قدر سلطنت کی پراگندگی کو حکمت عملی سے جمع کیا- محمد علی پاشا والی مصر کو حکم جہاد کا نجدیہ پر دیا، محمد علی پاشا نے ابراہیم پاشا کو حجاز پر بھیجا، اُس نے آکر ایسا تدارک کیا کہ نام و نشان نجدیہ کا باقی نہ رہا اور قتل عام کیا، جتنا اسباب کہ مکہ مدینہ کربلا وغیرہ کا لوٹ لے گئے تھے سب لا کر جہاں کا تہاں پہنچا دیا اور جس مالک نے اپنی چیز کی شناخت کی اُس کے حوالے کر دیا اور باقی مال مملوکہ نجدیہ کا مسلمانوں کو تقسیم کر دیا، جیسا چاہیے ویسی تلافی کی اور مسجدیں متبرکہ اور آثار شریفہ جو نجدیہ نے توڑ ڈالی تھیں سب کے بننے کا حکم دیا- اُسی عرصے میں ملک یمن کے جنگلی گنواروں، شیعہ، زیدیہ مذہب نے (کہ دین و آئین سے محض ناواقف اپنے طریق کے اصول و فروع سے جاہل مطلق سوائے راہ لوٹنے اور مار ڈالنے کے کچھ جانتے نہ تھے) اس مذہب کو اپنے مذاق کے موافق پایا اور بڑی خوشی سے قبول کیا، مسلمانوں پر جہاد کیا- مُخا اور حدیدہ کو کہ دو شہر ہیں ملک یمن کے سمندر کے کنارے پر لوٹ لیا- جب فوج ترک کی حجاز سے آئی، کچھ مارے گئے، کچھ جنگلوں کو بھاگ گئے۔

جب سلطان محمود خان غازی جنت نصیب ہوا، اُس کا بیٹا عبدالمجید خان غازی تخت نشین سلطنت روم ہوا، نظم و نسق بادشاہانہ جاری کیا، سب پاشا اُس کے مطیع ہوئے- محمد علی پاشا والی مصر سے ملک حجاز و یمن وغیرہ جو ضعف سلطنت کے حال میں اُن پر متصرف ہو گیا نکال لیے- بموجب اس حکم کے فوج محمد علی پاشا روانہ مصر ہوئے اور فوج سلطانی بنا در یمن تک نہ آئی تھی کہ زیدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح مُخا و حدیدہ نے مذہب نجدیہ کا اختیار کر کر مکان کو فوج سے خالی دیکھ پھر تاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیر المومنین ہو گیا، عجب طرح کا ظلم برپا کیا- راقم نے ۱۲۵۷ھ میں اسی حال پر چھوڑا- پھر سنا کہ فوج ترک کے آنے سے اُن کا کام تمام ہو گیا، اسی طرح ملک مسقط کے گنواروں و خارجی مذہب نے اس مذہب کو پسند کیا اور لوٹ مار شروع کی، حاجیوں اور سوداگروں کے جہاز لوٹ لیے، مسقط کے بادشاہ نے کہ نام اُس کا سعید ہے، اُن کا قتل عام کیا، بالآخر سب کا استیصال ہو گیا- اب تمام ملک عرب حجاز و شام و یمن وغیرہ میں اس مذہب کا نام و نشان باقی نہیں سوائے چند گنواروں، ایک چھوٹے سے جنگل بریمن کے کہ نام اُس قبیلے کا اسیر ہے- کہتے ہیں کہ کچھ کچھ باقی ہیں، العلم عنداللہ- اور مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ اور تمام مسلمانوں کے شہروں میں جو روم و شام و مصر و عراق وغیرہ کے ہیں کوئی اس مذہب کو ظاہر نہیں کر سکتا۔، یہ حال ہے عرب کے نئے دین والوں کا-

[شاہ اسماعیل دہلوی اور فتنۂ نجدیہ کی ہندوستان میں آمد]:

اور ہندوستان میں اس دین کے پھیلنے کا یہ قصہ ہے کہ مولوی اسماعیل ☆ کی فکر میں حدت اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے سے تھی- بزرگ اُن کے اس سبب سے اُن سے ناراض بھی تھے- شاہ عبدالعزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام مملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ ہر جنس کثرت سے تھی، حرم اور نواسوں وغیرہ کو ہبہ کر کر قابض کرا دیا، مولوی اسماعیل کو کچھ نہ دیا- جب شاہ صاحب نے انتقال کیا کوئی بزرگوں میں نہ رہا، مولوی اسماعیل کھلے بندوں کھیل کھیلے- تین چشمے فساد کے دین میں اُن کی ذات سے جاری ہوئے، ایک فتنہ ظاہریہ ☆☆ کا کہ قیاس وتقلید حرام اور ائمہ مجتہدین وفقہائے مقلدین فاسق بلکہ کافر، یہ مفسدہ تھوڑا سا شاہ جہاں آباد میں اور پورا نواح عظیم آباد وغیرہ پورب کے شہروں میں پھیلا- ایسے جاہل کہ ابوحنیفہ اور شافعی کا لفظ بھی صحیح نہیں بول سکتے، شین کو سین کہتے ہیں، اماموں اور مقلدوں کو برا کہتے ہیں اور اُن کی طرف خطا اور گمراہی کی نسبت کرنے میں کچھ تامل نہیں کرتے اور مولوی اسماعیل کی زبان درازیاں اور بے ادبیاں ائمہ وفقہا کے ساتھ مشہور ہیں-

[تقلید کی تفہیم واستدراک]:

دیکھو تنویر العینین میں لکھا ہے:

> **ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی ﷺ الصریحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامه ففیه شائبة من الشرک ☆☆☆**

> ترجمہ: مَیں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص معین کی تقلید کا التزام کرنا کیوں کر جائز ہوں، باوجود ممکن ہونے رجوع کے اُن روایتوں کے طرف کہ نبی ﷺ سے منقول ہیں کہ صاف دلالت کرتی ہیں تقلید کیے گئے امام کے قول کے خلاف پر، پھر اگر اپنے امام کے قول کو چھوڑ نہ دے تو اُس میں میل ہے شرک کا، فقط-

پہلے اماموں کی تقلید ☆☆☆☆ کی حقیقت سمجھ لینا چاہیے، وہ یہ ہے کہ بعد گزر جانے زمانہ اصحاب

☆ حالات جاننے کے لیے دیکھیں: ص253
☆☆ دیکھیے: حاشیہ ۶/ص242
☆☆☆ تنویر العینین: ص ۶۵-۶۴
☆☆☆☆ حاشیہ ۷/ص242

کرام کے حدیث کی روایتوں میں اختلاف وتعارض بہ کثرت ہوا اور راویوں میں اچھے برے مل گئے، یہاں تک کہ بد مذہب لوگ بھی جیسے رافضی خارجی وغیرہ داخل ہوئے اور راویوں کی رد وقبول میں اختلاف ہوا، ایک جس کو مانتا ہے دوسرا انہیں مانتا اور ایسے ہی الفاظ حدیث کے معنی میں بھی مختلف ہوئے، کوئی ایک حدیث کے کچھ معنی کہتا ہے، کوئی اُسی حدیث کی اور مراد ٹھہراتا ہے- اللہ تعالیٰ نے خاص خاص بندوں کو توفیق دی کہ اپنی ساری ہمت اور سعی مصروف کی اس کام پر کہ دریافت کریں کون سی روایت صحیح، کون سی غیر صحیح، کون سی مقدم، کون سی موخر، کون ناسخ، کون منسوخ، کون راجح، کون مرجوح، کون راوی عدل، کون غیر عدل، کون سے معنی معتبر، کون سے غیر معتبر؟ سواُنھوں نے اس طرح کی ہر ایک بات کو جیسا چاہیے خوب تحقیق کر کر ایک امر منقح لکھ دیا اور جو صورتیں مسئلوں کی پیش آئیں کہ بعینہٖ قرآن حدیث میں نہ ملیں اُن کو قرآن وحدیث سے نکالا اور اصول شرعیہ کا ضبط کیا اس کا نام مذہب ہے- ہر ایک شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہ تھا، اُن لوگوں کی پیروی کی، اس کا نام تقلید ہے-

اور یہ بات کہ جب چاہا جس کسی کی چاہی پیروی کر لی، کسی مسئلے میں کسی کی اور کسی میں کسی کی، نرا دین میں کھیل ہے- ایک چیز کو کبھی حرام کہے، کبھی حلال، کبھی مکروہ جانے، کبھی مباح، ایک صورت کے دو مقدمے، کبھی مدعی کو حق دلائے، کبھی مدعا علیہ کو- اماموں کے زمانے میں اور قریب قریب اُس کے اور بہت مجتہد تھے، رفتہ رفتہ اُن کے مذہبوں کا نشان نہ رہا، اُن ہی چار مذہبوں کی تحریر وتقریر ضبط اصول و فروع نظم وکلیات وجزئیات جیسا چاہیے ویسا دائر وسائر ہوا، سواد اعظم امت مرحومہ نے ان چار مذہبوں میں سے جس کی چاہی تقلید اختیار کی-

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں کہ چھ فرقوں کی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے:

> ازاں جملہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیّر نیز لازم الاتباع است برعوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت ودقائق طریقت ایشاں را میسر است **فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكرِ اِن كنتم لا تعلمون** ☆(النحل:۴۳)

اب دیکھو کہ مولوی اسماعیل نے تمام لاحقین امت مرحومہ کو مشرک ٹھہرایا کہ اماموں کے وقت کے بعد سے اب تک اہل سنت یہی چار فرقے ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور حدیث کی کتابوں میں کوئی حدیث مخالف اپنے امام کے دیکھ کر تقلید کو چھوڑ دینا جاری نہیں ہے، کیوں کہ تحقیق حدیث کی جیسی کہ

☆تفسیر عزیزی: ص۸۶

اماموں کو تھی، حدیث کی کتابیں جمع کرنے والوں کو نہ تھی، اُن کتابوں کا دیکھنے والوں کا تو کیا رتبہ ہے، ہر ایک کام کے واسطے ہر ایک شخص خاص ہے- تحقیق ناسخ و منسوخ، راجح و مرجوح کی تعارض دور کرنا الفاظ سے مطالب کا نکالنا اور اس طرح کی باتیں جو ضرور ہیں اور اصول کی کتابوں میں بہ تفصیل مذکور، مجتہدوں کا کام ہے- اُن چاروں اماموں کے برابر اس کام میں اور کوئی نہیں ہے، گویا اس بات پر امت کا اجماع و اتفاق ہو گیا اور حضرات محدثین کا کام جمع کرنا حدیثوں کا ہے-

[امام اعظم ابوحنیفہ کا مقام و مرتبہ]:

عقود الجمان في مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ:

● اعمش علیہ الرحمۃ سے مسئلے پوچھے گئے اُنھوں نے ابوحنیفہ سے کہا کہ تم ان میں کیا کہتے ہو، ابو حنیفہ نے سب کے حکم بیان کیے، اعمش نے کہا کہ کہاں سے کہتے ہو جواب دیا کہ تم نے فلانی حدیث کی فلانے سے اور فلانی فلانے سے یوں روایت کی ہے اور بہت سی حدیث اس طرح پر بیان کیں، اعمش نے کہا کہ ”جو میں نے سو دن میں حدیث کی تھی تم نے ایک ساعت میں بیان کی، مَیں نہیں جانتا تھا کہ تم کو یہ حدیث معلوم ہوں گی! اے گروہ فقہا کے تم طبیب ہو اور ہم عطار اور تو نے اے شخص دونوں طرفوں کو لے لیا ہے! -☆

● اور اعمش جب حج کو چلے علی بن مسہر کو بھیج کر ابوحنیفہ سے مناسک لکھوا منگوایا اور اعمش سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا اُنھوں نے اشارہ کیا ابوحنیفہ کے حلقے کی طرف اور کہا کہ اُن کو لازم پکڑو کہ جب اُن کو کوئی مسئلہ آگے آتا ہے تو ہمیشہ اُس کو آپس میں پھیرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ صواب کو پہنچے- ☆☆

● وکیع بن جراح کے آگے کسی نے کہا کہ ابوحنیفہ نے خطا کی، وکیع نے کہا وہ کیوں کر خطا کرے، حال یہ کہ اُس کے ساتھ ابو یوسف و زفر و محمد سے لوگ ہوں! - اجتہاد اور قیاس میں اور عیسیٰ بن زکریا اور حفص و حبان و مندل سے لوگ حفظ حدیث میں اور قاسم سے لغت عربیہ میں اور داؤد و فضیل سے زہد و ورع میں جس کے ایسے اصحاب و جلسا ہوں وہ خطا نہ کرے گا اور اگر کرے گا تو یہ لوگ حق کی طرف پھیر دیں گے- وکیع نے کہا کہ جو اس طرح کی بات کہے وہ مثل انعام کے ہیں، بلکہ اُن سے بھی گمراہ تر- ☆☆☆

☆ عقود الجمان: ص ۲۹٦

☆☆ مرجع سابق: ص ۸٦-۱۸۵

☆☆☆ مرجع سابق: ص ۱۸۸

● عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ابوحنیفہ کا قول ہمارے نزدیک مثل اثر رسول اللہ کے ہے، جہاں ہم اثر نہیں پاتے-[۱]

● مسعر بن کدام نے کہا کہ ہم نے طلب کیا ابوحنیفہ کے ساتھ حدیث کو، سو حدیث میں غالب آیا ہم پر، ایسی ہی زہد میں اور فقہ میں تو دیکھتے ہو کیا حال ہے-[۲]

● حافظ عبدالعزیز اور ابومحمد حارثی اور ابراہیم بن معو یہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ علامت سنی ہونے کی ہے محبت ابوحنیفہ کی اور بغض ابوحنیفہ کا علامت بد مذہبی کی ہے- ابوحنیفہ بڑے حفاظ حدیث سے تھے، ورنہ یہ رتبہ اجتہاد کا کیوں کر حاصل ہوتا، چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ سے حدیث لیا اور اُن سے جتنے لوگوں نے روایت کی ہے شمار سے باہر ہیں اور ائمہ اسلام سے اُتنے لوگوں نے روایت نہیں کی اور نہ اوروں کے اتنے اصحاب و تلامیذ ہیں اور کسی شخص سے علما کو ایسا انتفاع نہیں ہوا جیسا ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب سے احادیث مشتبہ کی تفسیر میں-[۳]

● سفیان ثوری نے کہا کہ ابوحنیفہ کا علم بہت بڑا تھا جو آثار رسول اللہ سے صحیح ہوتا اُسی کو لیتے اور حدیث کے ناسخ و منسوخ کو خوب جانتے تھے اور ثقات کی حدیث طلب کیا کرتے تھے اور یہ کہ آخر فعل رسول اللہ کا کیا ہے اور علما نے کیا کہا ہے؟[۴]

● امام شافعی اور سفیان بن عیینہ اور عبداللہ ابن المبارک وغیرہ نے کہا کہ ابوحنیفہ سے بڑا ہم نے کوئی فقیہ نہ دیکھا نہ سنا-[۵]

● یزید بن ہارون نے کہا احفظ اپنے زمانہ کے تھے-[۶]

● حافظ مکی نے کہا اعلم زمانہ کے تھے-[۷]

● ابی یحیٰ حمانی نے کہا کہ مَیں نے کسی کو ابوحنیفہ سے بڑھ کر نہ دیکھا- ہر باب میں ابواب خیر سے جس کو ملایا ابوحنیفہ کے ساتھ ابوحنیفہ کو ہر بات میں افضل پایا-[۸]

یہ تھوڑا سا کچھ بطور نمونہ نقل کیا ہے اُس کتاب سے کہ تصنیف شافعی مذہب کی ہے تا کہ معلوم ہو کہ اعتقاد اکابر کا ایسا تھا-

---

[۱] مرجع سابق: ص ۱۹۲ [۲] مرجع سابق: ص ۲۰۰
[۳] مرجع سابق: ص ۲۰۷-۲۰۶ [۴] مرجع سابق: ص ۱۹۵
[۵] مرجع سابق: ص ۱۹۲-۱۹۱ [۶] مرجع سابق: ص ۱۹۸
[۷] مرجع سابق: ص ۱۹۸ [۸] مرجع سابق: ص ۱۹۹

[تقلید پر ایک بڑے الزام کا ازالہ]:

پھر مولوی اسماعیل نے لکھا:

کما یدل علیه حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انه سال رسول اللّٰه ﷺ عن قوله اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون اللّٰه والمسیح ابن مریم فقال یا رسول اللّٰه انا لم نتخذ احبارنا ورهباننا ارباباً فقال انکم احللتم ما احلوا وحرمتم ماحرموا

ولیس المراد بالتقلید فی العقائد علی ما ینطق به لفظ احللتم وحرمتم فان التحلیل والتحریم انما یستعملان فی الافعال ولیس المراد به التقلید مطلقا والا لزم تکلیف کل عامی بالاجتهاد ولیس المراد به رد النصوص وانکارها فی مقابلة قول ائمتهم والا لم یکونوا نصاری بل المراد هوتاویل الدلائل الشرعیة الی قول ائمتهم فعلم من هذا ان اتّباع شخص معین بحیث یتمسک بقوله وان ثبت علی خلافه دلائل من السنة والکتاب ویاول الی قوله شوب من النصرانیة وحظ من الشرک

والعجب من القوم لا یخافون من مثل هذا الاتباع بل یحیفون تارکه فما احق هذه الامة فی جوابهم وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللّٰه مالم ینزل به علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون

فتدبر وانصف ولا تکن من الممترین ونعوذ باللّٰه ان تکون من المتعصبین ☆

ترجمہ: جیسے کہ دلالت کرتا ہے اُس پر حدیث ترمذی کا عدی بن حاتم سے کہ سوال کیا رسول اللہ ﷺ سے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نصاریٰ نے احبار اور رہبان کو رب ٹھہرایا

☆ تنویر العینین: ص ۶۷، ۶۶، ۶۵

اور ہم نے رب نہیں ٹھہرایا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے حلال جانا اُس کو کہ اُنھوں نے حلال کیا اور حرام جانا اُس کو کہ اُنھوں نے حرام کیا- مولوی اسماعیل کہتے ہیں اس واسطے کہ مراد تقلید عقائد میں نہیں ہے کہ حرام حلال کا لفظ افعال ہی میں آتا ہے اور نہ مطلق تقلید مراد ہے کہ ہر عامی کو اجتہاد کی تکلیف لازم ہوگی اور نہ نصوں کا ردو انکار اماموں کے مقابلے میں مراد ہے اور اگر نہیں یعنی یہ مراد ہو تو نصاریٰ نہ ہوتے، بلکہ مراد دلائل شرعیہ کا تاویل کرنا ہے اپنے اماموں کے قول کی طرف- اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص معین کی پیروی کر کے کہ اُس کے قول کو مانے اگر چہ اُس کے خلاف پر حدیث و قرآن سے دلیلیں ثابت ہوں اور امام کے قول کی طرف تاویل کرے، نصرانیت کا میل ہے اور حصہ ہے شرک سے-

اور تعجب ہے قوم سے کہ نہیں ڈرتے ایسی پیروی سے، بلکہ ڈراتے ہیں اُس کے چھوڑنے والے کو- سو کیا ٹھیک ہے یہ آیت اُن کے جواب میں **وکیف اخاف الآیۃ** یعنی مَیں کیوں کر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ جس پر نہیں اُتاری اُس نے تم کو کچھ سند، اب دونوں فرقوں میں کس کو چاہیے خاطر جمع رکھو اگر سمجھ رکھتے ہو-

دیکھو نصاریٰ جو کرتے تھے اُس کا انکار کیا اور جو اُن پر ثابت کیا وہ آپ عمل میں لائے- نصاریٰ احبار و رہبان کی اطاعت بالاستقلال کرتے تھے اور اُن کے احکام کو اللہ کے احکام کی مانند جانتے تھے، اُن کے حلال حرام کیے ہوئے کو اللہ کے حرام حلال کیے ہوئے کی مانند جانتے تھے اور اُن کے حکم اگر اللہ کے حکم کے خلاف ہوتے جب بھی اُن ہی کے حکم کی پیروی کرتے-

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:

درایں جا باید دانست کہ چناں چہ عبادت غیر خدا مطلقا شرک و کفر ست اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفر ست و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آں ست کہ او را مبلغ احکام او ندانستہ ربقۂ اطاعت او در گردن انداز د و تقلید او لازم شمار دو باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او بر ندارد و این ہم نوعی است از اتخاذِ انداد کہ در آیہ **اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللّٰہ والمسیح ابن مریم**

نکوہش آں فرمودہ اند-☆

دوسری جگہ لکھا ہے:

در یہودیت شماونصرانیت شما بغیر خدا میلان بسیار است گاہی بہ عزیر میل می کنید وگاہے بہ مسیح وگاہے بہ پیشوایان خود بہ تحقیق صدق وراستی ایشاں میل می کنید واحکام آنہارا مانند احکام خدامی دانید چناں چہ درآیت دیگر مصرح است

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ .

(التوبہ:۳۱)☆☆

حالاں کہ ابراہیم از یں ہمہ وجوہ شرک وکفر مبرابودوما کان من المشرکین یعنی ونبود ابراہیم از مشرکان نہ در عبادت ونہ در خلق وتدبیر ونہ در تحریم وتحلیل وشماہمہ در عبادت عزیر ومسیح راشریک اومی کنید وہم در خلق وتدبیر اسلاف خود راشریک می کنید و می دانید کہ آنہا برخلاف مرضی اوتعالیٰ مارافتح ونصرت می دہند وروزی می رسانند واولاد می دہندودرآخرت بزور از عذاب خلاص خواہند کردونیز درسحر استعانت باارواح خبیثہ جنیاں می نمائیدوارواح کواکب را مدبرمی دانندودرتحلیل وتحریم پیشوایان خود راازاحبار ورہانیین اوشریک می کنید حلال وحرام کردۂ آنہارامانند حلال وحرام کردۂ خدامی دانیدد باوجودیافتن نصوص کتاب برخلاف آں تقلید ایشاں نہ می گزارید-☆☆☆

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کا کافر ہوجانا اس فعل سے ثابت فرماتا ہے اور رسول مقبول ﷺ تفسیر فرماتے ہیں تحلیل وتحریم میں شریک ٹھہرانے سے اور مفسرین صاف لکھتے ہیں کہ بالاستقلال اُن کی اطاعت لازم جانتے تھے اور اُن کے حکم کو مانند خدا کے حکم کے جانتے تھے اور اُن کا حکم اگرچہ کھلا ہوا مخالف ہوتا اللہ کے حکم سے اُن ہی کی پیروی کرتے تھے، یہی اُن کا کفر تھا-

مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ وہ اماموں کے قول کے مقابلے میں اللہ کے حکموں کا رد وانکار نہ کرتے تھے اور اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے، فقط-☆☆☆☆

☆تفسیر عزیزی:ص۸٦

☆☆حاشیہ۸/ص243

☆☆☆تفسیر عزیزی:ص۳۴۰

☆☆☆☆تنویر العینین:ص٦٦

کیا خوش فہمی ہے! قطع نظر اُس سے کہ مولوی اسمٰعیل کا بیان خلاف ہے نص قرآنی کے اور مخالف حدیث وتفسیر کے، طرفہ یہ ہے کہ دلیل میں لکھتے ہیں: والالم یکونوا نصاری یعنی اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے - اللہ تعالیٰ تو نصاریٰ کا کافر ہوجانا اس فعل سے ثابت فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل اُس کے مقابلے میں کہ اگر وہ اپنے اماموں کے قول کے مقابلے میں نصوں کا رد وانکار کرتے تو نصاریٰ نہ ہوتے - یہ بڑی خیر خواہی کی نصاریٰ کی، مگر معلوم نہیں کہ نصاریٰ کس چیز کو سمجھے، مسیح کو ابن اللہ کہنے سے نصاریٰ نصاری رہے اور اس فعل سے نصاریٰ نہ ہوتے؟! نازم برایں فہم! ایسی ہی سمجھ تھی جبھی تو مجتہد بنے -

پھر لکھتے ہیں کہ مراد تاویل کرنا دلائل شرعیہ کا ہے اماموں کے قول کی طرف فقط - ☆

اس کلام میں کئی خلل ہیں ایک یہ کہ وہ صریح خلاف ہے قرآن وحدیث تفسیر کے، دوسری یہ کہ مذہب اہل سنت میں ماول کافر نہیں ہوتا، جاحد☆☆ کافر ہوتا ہے - یہ مسئلہ نہایت مشہور ہے - تیسرے یہ کہ شخص معین کی جو پیروی کرتا ہے اور اُس کے قول کو مانتا ہے، سبب یہ ہے کہ اُس نے دلائل شرعیہ سے اُس قول کو ثابت کیا ہے اور جو باتیں دلیل سے مدعا ثابت ہونے میں ضرور ہیں اُس کو سب حاصل تھیں اور اس نے بعد ملاحظہ اطراف وجوانب اور تحقیق ناسخ ومنسوخ، راجح ومرجوح، ضعیف وصحیح اور رعایت جمیع شرائط کے ایک حکم لکھا اور اُس کی دیانت وعدالت وتقویٰ وعلم کا کمال متفق علیہ امت کا ہے - پھر اگر تم ایسے لوگ کہ کسی بات میں اُس شخص سے ایک اور لاکھ کی بھی نسبت نہیں رکھتے ہو، کم علمی اور کج فہمی کے سبب کسی دلیل کو اُس کے مخالف سمجھو اپنی فہم وعقل کے یا کوئی روایت کسی کتاب میں کہ وہ کتاب والا بھی اُس شخص کی سی تحقیقات نہ رکھتا تھا، دیکھو اور اس شخص کے متبع پر شبہے وارد کرو، وہ شخص دونوں کا حال ورتبہ دیکھ کر مفضول کا کہنا نہ مانے اور اس کی تقلید کو افضل کی تقلید سے اچھا نہ جانے یا اُن شبہوں کا جواب دے، اُن باتوں سے کہ شخص معین کے کلام سے ضمناً یا صریحاً موافق دلائل تامہ شرعیہ کے معلوم ہیں یا اُن کی تاویل بیان کرے اور ایسی چیزوں سے کافر ہوجائے تو تم اپنے نزدیک پیغمبر ٹھہرے کہ جو تمہاری بات نہ مانے وہ کافر ہوجائے، ورنہ تم دعوے کرتے ہو دلیل شرعی کا اپنے مطلب پر، شخص معین نے بھی دلیل شرعی ہی سے لکھا، تم اُس کی دلیل کی تاویل کرتے ہو اپنے قول کی طرف، شخص معین کا متبع تمہاری دلیل کی تاویل کرتا ہے اُس کے قول کی طرف، فرق کیا ہے کہ وہی بے چارہ اکیلا کافر ہوجائے - نہایت یہ کہ بلحاظ اس

☆ تنویر العینین: ص ٦٦

☆☆ جاحد کہتے ہیں نص قرآن کے انکار کرنے والے کو وہ کافر اور مؤول یعنی تاویل کرنے والا کافر نہیں ہے - از مصنف

کے کہ شخص معین تم سے علم وفہم ودیانت وعدالت میں بہت زائد ہے اور ہزاروں لاکھوں بڑے بڑے اہل علم وفضل وصاحب کمال کہ تمہارے سارے اُستاذ اب سے لے کر وہاں تک اور جن کتابوں کا کہ تم نام لیتے ہو اُن کتاب والوں کے بھی صدہا استاذ اس شخص معین کے متبع ہیں اور تمہارا طریقہ شاذ سواد اعظم کے خلاف تم کو قابل اس کے نہیں جانتا کہ اُس شخص معین کی تقلید چھوڑ کر تمہاری تقلید اختیار کرے اور تمہارا دعویٰ یہ کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہمارے سوا سب مخالف شرع کے- شرع صرف اُسی کا نام ہے کہ جو ہم نے سمجھا اور دیکھا، اتنا بھی تو تم نہیں سمجھتے ہو کہ تم بھی شخص معین ہو، جب تم نے کہا کہ دلیل شرعی سے یوں ثابت ہوا تمہارا کہنا جو کوئی مانے اور اُس پر دوسری طرح کی دلیلیں جو وارد ہوں تو وہ ان کی تاویل کرے وہ بھی تو اسی میں داخل ہو گیا! پھر تمہاری تکلیف لاطائل سے کیا حاصل ہوا؟!

چوتھے یہ کہ نص قرآنی سے صاف ظاہر کہ نصاریٰ کافر مشرک ہو گئے احبار ورہبان کو رب ٹھہرانے سے اور حدیث شریف میں اُس کی تفسیر موجود کہ تحلیل وتحریم میں شریک کرنے سے، پھر جو مولوی اسماعیل نے لکھا کہ مراد تاویل دلائل شرعیہ کی ہے- دیکھو یہ کیسی تاویل بعید البعد محض بے گانہ ہے، بلکہ قابل تاویل کہنے کے بھی نہیں، کہاں رب ٹھہرانا اور تحلیل وتحریم میں اللہ کا شریک ماننا اور کہاں دلائل شرعیہ کا تاویل کرنا؟!

اب صاف ثابت ہو گیا کہ جو مولوی اسماعیل نے مراد آیت کی بتائی اور نسبت کیا نصاریٰ کی طرف، اسی مقام میں آپ اُسی پر عمل کیا، بقول ان کے نصاریٰ تاویل کرتے تھے نص کو اپنے اماموں کے قول کی طرف، مولوی اسماعیل نے تاویل کی اپنے قول کی طرف، جس طرح نصاریٰ نے رب والہ ٹھہرایا احبار و رہبان کو، مولوی اسماعیل نے اُسی طرح بقول اپنے رب والہ ٹھہرایا اپنے آپ کو، **اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً** نصاریٰ کا حال ہے **من اتخذوا الٰهه هواه** اُن کا حال ہے- **لاحول ولاقوة الا باللّٰه العلی العظیم**

[صاحب تقویۃ الایمان اور اصحاب ظواہر]:

تقویۃ الایمان ☆ کے اول میں بھی ظاہریہ کو خوب چمکایا اور لکھا:

> اس زمانے میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں، کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو کچھ دخل دیتے ہیں اور اُن سب سے

☆ دیکھیے: حاشیہ ۹/ص 243

بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دے فقط-☆

اور تقریر طویل کے بعد لکھا:

سو ہر خاص و عام کو چاہیے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اُسی کو سمجھیں اور اُسی پر چلیں اور اُسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں فقط-☆☆

پہلے دو لطیفے اُن کے سمجھنا چاہیے کہ کیا کام کیا ہے، ایک تو ہر خاص و عام کو طلب علم دین و تحقیق کتاب وسنت کا حکم دیا اور یہ بات صریح مخالف ہے کلام الٰہی کے-

سورۂ توبہ میں فرمایا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ[التوبۃ:۱۲۲]

ترجمہ: اور نہیں ہے کہ سارے مسلمان نکلیں، سو کیوں نہ نکلے ہر فرقے میں سے اُن کے ایک گروہ کہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور خبر دیں اپنی قوم کو جب پھر کر آئیں اُن کے طرف شاید وہ بچتے رہیں-

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہر فرقے میں سے چند لوگ دین میں فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو خبر دیں، سب مسلمانوں کے واسطے یہ نہیں ہے- مولوی اسماعیل برخلاف حکم خدا کے حکم کرتے ہیں کہ ہر خاص و عام کو چاہیے اور جمہور مفسرین اس آیۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ طلب علم دین کی فرض کفایہ ہے، یعنی بعضوں نے ادا کیا سب کے ذمہ سے اُتر گیا-

دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ اہل سنت کے مذہب میں اصول دین کے چار ہیں- کتاب، سنت، اجماع، قیاس- مولوی اسماعیل نے دو اصل دین کی جڑ سے اُکھاڑ ڈالی، ایک قیاس کہ کل ظاہر یہ اس کے منکر ہیں اور قیاس کو بہت برا کہتے ہیں، اگر چہ آپ بھی قیاس کرتے ہیں اور بے وقوفی اور گم راہی کے سبب سمجھتے نہیں، اتنا فرق ہے کہ اپنے قیاس فاسد کو نظر و استدلال نام رکھتے ہیں، اتنا نہیں سمجھتے کہ نام بدل کر رکھنے سے حقیقت نہیں بدل جاتی، قیاس کو جہاں رد کرتے ہیں اسی رد کے بیان میں وہی قیاس جا بجا بھرا ہوتا

☆تقویت الایمان: ص۳ ☆☆مرجع سابق: ص۴

ہے- دلوں پر جو پردہ پڑا ہے سمجھ نہیں سکتے - دوسری اجماع کہ بعض اس کے بھی منکر ہیں-
تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:

دریں جا باید دانست کہ اصول احکام دین چہار چیز است کتاب وسنت واجماع وقیاس زیرا کہ بعض احکام دین از کتاب ثابت شدہ مثل نماز وروزہ، زکوٰۃ وحرمت خنزیر و حلت گاؤ و مانند آں وبعضے از قول وفعل پیغمبر کہ آں راسنت نامند مثل نماز جنازہ و حرمت خرواستر و مانند آں وبعضے بہ اجماع مجتہدین امت مثل حرمت بیع کنیزک کہ از مالک خود فرزندے آوردہ باشد وحرمت جمع درمیان دوخواہر دروطی بہ ملک یمین وبعضے بہ قیاس ظاہر کہ غیر منصوص رابرمنصوص قیاس کردہ باشد مثل حرمت سود گرفتن درفلوس و سکہا کہ صریح ملحق بہ زروسیم می شود دریں باب -☆

اور تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ:

مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت کی اطاعت اور اُن حکم کا اتباع عوام امت پر فرض ولازم ہے- ☆☆

دونوں لطیفوں کا بیان تمام ہوا-

اب اُن کی ایک ایک بات کا جواب سنو- وہ کہتے ہیں کہ اُن سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ ورسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُسی کی سند پکڑے-مولوی اسماعیل نے پہلوں کی رسموں کو سند پکڑنا اور بزرگوں کے قصے دیکھنا اور مولویوں کی باتوں کو سند پکڑنا اور عقل کو دخل دینا جدا جدا راہیں ٹھہرائیں اور اللہ ورسول کے کلام کو سند پکڑنا جدا راہ ٹھہرائی اور یہ راہ جو وہ چلے سو صراط مستقیم سے بہت بھٹک گئے، کیوں کہ وہ چاروں باتیں اللہ ورسول ہی کے کلام سے ثابت ہیں اور وہ چاروں راہیں اسی شارع عام کے شعبے ہیں اور ان ہی شعبوں سے اُس شارع عام کو سیدھی راہ ہے اور جس نے اُن شعبوں کو چھوڑا وہ ہرگز شارع عام کو نہ پہنچا-کوئی کسی کوئیں میں گرا، کوئی بھیڑ میں آوارہ ہوگیا، کوئی کسی جنگل میں شیر بھیڑیے کا لقمہ ہوا-

---

☆تفسیر عزیزی:ص۵۲

☆☆ عبارت یہ ہے: ازاں جملہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشاں بطریق واجب مخیّر نیز لازم الاتباع است برعوام امت- دیکھیں تفسیر عزیزی:ص۸۶

دیکھواللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيرًا[النساء:۱۱۵]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار[۱]

اورفرمایا ہے:

بایهم اقتدیتم اهتدیتم[۲]

اورفرمایا:

ید اللّٰه علی الجماعة من شذ شذ الی النار[۳]

اورفرمایا:

ایاکم والشعاب و علیکم بالجماعة وبالکافة [۴]

اورفرمایا:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی[۵]

---

[۱] ان الفاظ کے ساتھ امام حاکم نے روایت کیا ہے:
دیکھیں: المستدرك على الصحيحين: كتاب العلم/ ج۱/ حدیث نمبر ۳۹۵
جب کہ ابن ماجہ نے درج ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:
ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم
دیکھیں: سنن ابن ماجہ: ابواب الفتن/ باب السواد الاعظم/ حدیث نمبر ۳۹۵۰
[۲] دیکھیں: حاشیہ ۱۰/ص 245 / الابانۃ الکبریٰ: ج۲/ص۵۶۵/ حدیث نمبر ۷۰۲-
[۳] امام ترمذی نے اس طرح روایت کیا ہے:
ان الله لا یجمع امتی او قال امة محمد علی ضلالة و ید الله علی الجماعة ومن شذ شذ الی النار
دیکھیں: جامع ترمذی: ابواب الفتن/ باب ما جاء فی لزوم الجماعة/ حدیث نمبر ۲۱۶۷
[۴] مسند احمد: ج۳۶/ص۴۲۱/ حدیث نمبر ۲۲۱۰۷ (یہاں لفظ والکافة کی جگہ والعامة ہے)
[۵] یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ معجم کبیر میں موجود ہے۔ دیکھیں: ج۱۸/ص۲۴۷- جب کہ دیگر کتب میں قدرے فرق کے ساتھ موجود ہے: دیکھیں:
الف: سنن ابی داؤد: کتاب السنة/ باب فی لزوم السنة/ حدیث نمبر ۴۶۰۷
ب: جامع ترمذی: ابواب العلم عن رسول الله ﷺ / باب ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدعة/ حدیث نمبر ۲۶۷۶

اورفرمایا:

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها☆

اورآیاہے:

مارآه المومنون حسنا فهو عند الله حسن☆☆

اورفقہا لکھتے ہیں:

العادة الفاشية من احدی الحجج☆☆☆

اورسنت کی تعریف کرتے ہیں:

الطريقة المسلوكة في الدين☆☆☆☆

یہ حال ہے پہلوں کی رسموں کی سند پکڑنے کا اور بزرگوں کے قصے اور مولویوں کے باتوں کا حال تو ابھی شاہ عبدالعزیز صاحب سے مَیں نے نقل کیا کہ مجتہدین شریعت اور مشائخ طریقت کی اطاعت بحکم خدا فرض ہے اور آیہ کریمہ **فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** [الانبیاء:۷] اس مطلب پر سند لائے ہیں اور **اهدنا الصراط المستقيم** [الفاتحہ:۵] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ **صراط مستقیم** راہ انبیا وصدیقین و شہدا وصالحین کی ہے کہ اُن کے اعمال کے دیکھنے سے اور اُن کی باتوں کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ** [النساء:۸۳] اور وہ جو کہہ دیا کہ عقل کو کچھ دخل نہ دے عجب بات ہے، عاقل سے کیوں کر سرزد ہو، اگر عقل کو کچھ دخل نہ دے تو اللہ ورسول کا کلام کیوں کر سمجھے اور کس طرح سند پکڑے؟ عقل کو حاکم نہ سمجھنا چاہیے اور کچھ دخل نہ دینا تو ہو ہی نہیں سکتا۔ جن نصوں کی ظاہر میں تعارض ہے وہاں کیا کرے، یہ بحث اصول وعقائد کی کتابوں میں دیکھے۔

[ایک علمی اور معقولی طرز استدلال]:

پھر تقویۃ الایمان میں دعوی کیا کہ:

☆صحیح مسلم: كتاب الزكوة / باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة وانها حجاب من النار/ حدیث نمبر ۲۳۵۱

☆☆**الف:** دیکھیں: المعجم الکبیر: ج۹/ص۱۱۸

ب: مسند احمد: كتاب معرفة الصحابة/ ج۶/ص۸۴/ حدیث نمبر ۳۶۰۰

☆☆☆البحر الرائق شرح کنز الدقائق: کتاب الحج/ باب الجنایات فی الحج/ ج۳/ص۴۷

☆☆☆☆موسوعۃ کشف الاصطلاحات والفنون: ج۱/ص۹۸۰

عوام الناس کا کہنا کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے، اس کو بڑا علم چاہیے، ہم کو وہ طاقت نہیں- غلط ہے، اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ اُن کا سمجھنا مشکل نہیں ☆ اور دلیل لائے اس آیت کو

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ [البقرۃ:۹۹]

پھر لکھا کہ اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے اور دلیل لائے یہ آیت

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ [الجمعۃ:۲]

اور بعد لکھنے ترجمے اور فائدے کے کہا: جو کوئی یہ آیت سن کر پھر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا، فقط- ☆☆

یہاں دو باتوں کا دریافت کرنا چاہیے ایک تو یہ کہ ان کا دعوی دلیل سے ثابت ہے یا نہیں؟ یعنی آیتوں کا وہ مطلب ہے جو اُنھوں نے سمجھا یا نہیں؟ سو ہم نے پایا اُن کے بیان کو خلاف جمہور مفسرین کے اور جو کہ بہت سی تفسیروں کی عبارت نقل کرنے میں طول ہے، صرف تفسیر عزیزی کی نقل عبارت پر کفایت کی جاتی ہے:

ولقد انزلنا الیک یعنی و بہ تحقیق ما از مقام عظمت خود نازل کردیم بسوے تو آیات یعنی آیات ہائے قرآنی را و ہرگز التباس و اشتباہی درآں کہ آں آیات نازل کردہ ماست یا نازل کردۂ دیگرے گنجائش ندارد زیرا کہ آں آیات بینات یعنی دلائل روشن اند ہم از جہت اعجاز لفظ و ہم از جہت مطابقت معنی آں آیات یا مقتضائے عقل سلیم و ہم از جہت موافقت آں آیات با کتب انبیاے پیشین کہ نزد یہودیان نیز مسلم الثبوت است پس انکار ایں آیات از یں ہا نمی تو اند شد زیرا کہ متضمن انکار جمیع کتب سابقہ است **وما یکفر بها الا الفاسقون** یعنی و انکار نمی کنند ایں آیات را مگر کسانیکہ در کفر از حد گزشتہ اند و ہرگز بکتابی از کتابہاے سابق ایمان ندارند و از مقتضائے عقل و نقل ہر دو قدم بیرون نہادہ ☆☆☆

☆ دیکھیں حاشیہ ۱۱/ص245 ☆☆ تقویت الایمان: ص۴-۳

☆☆☆ تفسیر عزیزی: ص۲۵۲

اور چند سطر کے بعد لکھا:

ومحتمل است کہ معنی آیت چنیں باشد کہ ایں یہودیاں اگر چہ با جبرئیل عداوت دارند و از یں جہت در ورطۂ کفر گرفتار اما ایں امر موجب کفر بہ قران مجید نمی تواند شد زیرا کہ ما بلا واسطۂ جبرئیل بر تو معجزات بسیار نازل کردہ ایم مثال نالۂ ستون و اجابت درختان دعوت ترا و شکایت شتران و آہوان و سلام کردن سنگہا و کوہ ہا بر تو و جواب سوالات اخبار یہود و غیر ذلک کہ بہ ہیئت مجموعی موجب تیقن بصحت رسالت تو می شود و آں معجزات مرتبۂ ومشاہدہ را انکار نمی کند مگر کسی کہ از دائرۂ دین مطلقاً خارج باشد و ہیچ دین و آئین گرویدہ نشود و الا انکار معجزات دیگر انبیا کہ زیادہ از ین معجزات نبودہ است او را لازم خواہد آمد☆

آیت کریمہ کے معنی تفسیر عزیزی سے یہ ثابت ہوئے کہ ہونا آیات قرآنی کا اللہ کا کلام ظاہر ہے، اس سبب سے کہ لفظ معجزہ ہے اور اُن کے معنی مقتضائے عقل سلیم کے مطابق اور اگلی کتابوں کے موافق ہیں یا یہ کہ آیات بینات سے اور معجزات مراد ہیں-

اور **یعلمکم الکتب والحکمۃ** کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ویعلمکم الکتٰب یعنی ومی آموزد شمارا معانی ظاہرہ کتاب والحکمۃ یعنی و اسرار و دقائق آں کتاب کہ در ہر حکم او مستور و مخفی است تا فقط بعلم ظاہر اکتفا نمودہ در دام تقشّف نیفتید و فقط بعلم باطن اکتفا نمودہ راہ بے قیدی و اباحت اختیار نہ کنید بلکہ ہر دو را جامع شدہ وراثت نبوت حاصل نماید و رتبۂ تکمیل یابید و ہر چند ایں دو علم یعنی علم ظاہر کتاب و بواطن آں بعد از نزول کتاب موافق لغت متعارفہ شما ممکن بود کہ بعض از کیائے شما بخودی خود بے استمداد بہ ارشاد پیغمبر حاصل تواند کرد، لیکن ہنوز چیز ہا باقی بود کہ ہرگز آں را بقوت فکر یہ وقوت ذکا نتواں دریافت ہر چند سعی و تلاش باقصی الغایت رسانیدہ شود ولہٰذا ایں پیغمبر ﷺ درحق شما نعمت عظیم کردید کہ شمارا ازاں چیز ہا ہم نشان می دہد-☆☆

اب دیکھو مولوی اسماعیل کا دعویٰ کہ عوام الناس کو اللہ و رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے اور اُس

☆تفسیر عزیزی:ص۲۵۲ ☆☆مرجع سابق:ص۳۷۳

کو بہت علم نہ چاہیے موافق تفسیر شاہ صاحب کے دونوں آیتوں سے ثابت نہیں ہے اور مولوی اسماعیل کے معنی گویا قرآن کی تحریف ہے اور ظاہر ہوگیا کہ وہ خود آیتوں کے معنی نہ سمجھے، پھر جن کو وہ عوام کہیں اُن بے چاروں سے سمجھنے کا خیال کرنا تو نہایت عقل سے دور ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان آیتوں سے تو ظاہر ہوگیا کہ مولوی اسمٰعیل کا دعوی ثابت ہوا، مگر اس بات میں اللہ ورسول کے کلام سے کیا ثابت ہوتا ہے سو دیکھ لو کہ شاہ صاحب صاف لکھتے ہیں کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت کا سمجھنا مجتہدین اور مشائخ کو میسر ہے، عوام کو ان کی اطاعت فرض اور سند لائے اس آیت کو

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [الانبیاء:۷]

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ [آل عمران:۷]

اس آیت میں ایک روایت سے وقف ہے الا اللہ پر، اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ اللہ ہی نے نازل کی تجھ پر کتاب اُس میں بعض آیتیں محکم ہیں کہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ، سو جن کے دلوں میں بدراہی ہے متابعت کرتے ہیں متشابہات کی، واسطے خواہش فتنہ کے اور خواہش اُس کی تاویل کی اور نہیں جانتا اُس کی تاویل مگر اللہ اور جو علم میں راسخ ہیں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اُس پر، سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں سمجھتے، مگر عقل مند لوگ۔ اور ایک روایت میں وقف ہے فی العلم پر یعنی اللہ اور **راسخون فی العلم** اُس کی تاویل جانتے ہیں۔

دیکھو کہ اس آیت کریمہ سے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں سمجھتے مگر اولوالالباب اور سوائے قید **راسخون فی العلم** کے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علم اس بات کا بھی ضرور ہے کہ تمام کلام اللہ میں کون کون سی آیتیں محکم اور کون کون سی متشابہ ہیں؟ اب اسماعیلیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ جن کو اخص خواص سمجھیں اُن ہی سے پوچھ دیکھیے کہ بے رجوع کے کتابوں کی طرف کہ بڑے بڑے علم والوں نے تصنیف کی ہیں اس بات کو بیان نہ کر سکیں گے، بلکہ عجب نہیں کہ بعد صرف کرنے اپنے حوصلے

کے بھی اس بات کو تنقیح نہ کر سکیں، عوام کا تو کیا مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ [العنکبوت:۴۳]

اور یہ باتیں بیان کرتے ہیں ہم اُن کو آدمیوں کے لیے اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر عالم لوگ۔

شاہ صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں:

مفسر و مجتہد دین رامی باید کہ علم ناسخ و منسوخ داشتہ باشد و بدون این علم او را دخل کردن در علوم دینیہ نمی رسد زیرا کہ بدون این علم او احکم شرع از غیراں ممتاز نمی تواند شد و بسا کہ حکم منسوخ را حکم شارع دانستہ فتوی خواہد داد و در غلط خواہد افتاد، ولہٰذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشاں روزے در مسجد کوفہ داخل شدند، دیدند کہ شخصے وعظ می گوید، پرسیدند کہ این کیست؟ مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم را از خدا می ترساند و از گناہاں منع می کند فرمودند کہ غرض ایں شخص آں ست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد، از او پرسید کہ ناسخ را از منسوخ جدا می داند یا نہ؟ او گفت کہ ایں علم خود ندارم، فرمودند کہ ایں را از مسجد برآرید

و دارمی در مسند خود از حضرت حذیفہ بن الیمان کہ صاحب راز پیغمبر ﷺ بود روایت نمودہ کہ از ایشاں کسی مسئلہ پرسید و عرض کرد کہ دریں باب حکمی بفرمائید ایشان گفتند کہ متصدی فتوی و حکم یکے از سہ کس می شود، اول شخصے کہ ناسخ قرآن و منسوخ او را می شناسد، ایں قسم شخص دریں زمان حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ است، دوم شخصے کہ او را قاضی ساختہ باشد چار و ناچار ایں شغل بر ذمہ او افتادہ، سوم احمقی کہ خود را بہ تکلف در اعداد علما و مفتیان و مجتہدان داخل می کند، من از قسم اول خود نیستم و نہ از قسم ثانی طبع من راضی نمی شود بآں کہ از قسم سوم باشم ☆

شاہ ولی اللہ ☆☆ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے:

اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین و سائر اہل معانی و گاہے بسبب یاد نداشتن اسباب نزول۔ ☆☆☆

اور حجۃ بالغہ میں لکھا ہے کہ تفسیر میں خوض کرنا حرام ہے اُس کو کہ نہیں جانتا زبان کو کہ جس میں قرآن

☆ تفسیر عزیزی: ص ۲۷۷ ☆☆ شاہ صاحب کے حالات جاننے کے لیے دیکھیں: ص 254

☆☆☆ الفوز الکبیر: ص ۱۵/ ۳۹

نازل ہوا اور نہیں جانتا جو کہ مروی ہے نبی ﷺ اور صحابہ و تابعین سے شرح غریب اور سبب نزول اور ناسخ و منسوخ سے-☆ اور اصول تفسیر میں لکھا ہے کہ جو علوم تفسیر کے واسطے چاہیں بے اُن کے تفسیر کرنا داخل ہے-

تفسیر بالائی میں کہ حدیث ہے:

من فسر القرآن برایه فلیتبوأ مقعده من النار☆☆

ترمذی میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے:

من قال فی القران بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار☆☆☆

اس بیان سے مولوی اسمٰعیل کے دعوے کی غلطی خوب ثابت ہوگئی حاجت نہیں ہے اور دلیلیں لانے کی اللہ و رسول کے کلام سے، اگر چہ بہت ساری ہیں اور طول بھی ہوتا ہے-

اور وہ جو مولوی اسماعیل نے کہا کہ جو کوئی یہ آیت سن کر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا، سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا، فقط- سو یہ طعن عائد ہوتا ہے شاہ صاحب پر کہ انھوں نے صاف لکھا کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت سوائے مجتہدین و مشائخ کے اور کوئی سمجھتا نہیں-

اب چند باتیں بطور معقول ہم تم سے پوچھتے ہیں- ایک یہ کہ تم جو کہتے ہو کہ اللہ و رسول کا کلام عوام کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن میں باتیں بہت صاف و صریح ہیں، سو اُس کی کیا صورت ہے؟ کیا ایسا ہے کہ جو قرآن کی عبارت سنے ہند کا ہو یا فارس کا، ترک کا ہو یا حبش کا، چین کا ہو یا فرنگ کا، سننے کے ساتھ ہی سمجھ جاتا ہے؟ سو یہ تو خلاف بدیہہ کے ہے اور اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا ہے: **قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ** [حم السجدۃ:۳] یا یہ کہو کہ جب ہم نے ہندی ترجمہ کر دیا تب عوام کو سمجھنا مشکل نہ رہا اور حاجت علم کی نہ رہی، سو یہ بات تو جب ہو کہ تم کو بھی اللہ و رسول کے برابر سمجھیں

☆ شاہ صاحب کی عبارت یہ ہے:

یحرم الخوض فی التفسیر لمن لا یعرف اللسان الذی نزل القرآن به والماثور عن النبی واصحابه والتابعین من شرح غریب و سبب نزول و ناسخ و منسوخ

دیکھیں: باب الاعتصام بالکتاب والسنة/ص ۷۷

☆☆ اس روایت کو امام رازی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے، جب کہ دیگر مفسرین نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے- دیکھیے: تفسیر مفاتیح الغیب: ج ۷/ص ۱۹۳-

☆☆☆ جامع ترمذی: ابواب تفسیر القرآن/ باب ما جاء فی الذی یفسر القرآن برأیه/ حدیث نمبر ۲۹۵۰

اور تمہارے ترجمے کو بھی بعینہ اللہ و رسول کا کلام سمجھے اور ایمان لانا اُس پر فرض ہو، اگر چہ تم غلط کہو۔

دوسرے یہ کہ تم نے جو آیتوں کا مطلب ٹھہرایا شاہ عبد العزیز صاحب اُس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ بالفرض اگر تمہارا لکھنا سچ ہو تو شاہ صاحب اللہ کا کلام نہ سمجھے اور جب تمہارے اُستاذ اور استاذ الاستاذ اور پیرانِ پیر بھی (باوجود اس قدر علم وفضل و کثرت مزاولت اور تمام عمر خرچ کرنے کے حدیث و تفسیر کی خدمت اور تصنیف کرنے تفسیر کے) اللہ و رسول کا کلام نہ سمجھے اور کہا عوام نہیں سمجھتے تو عوام بے چاروں کو آپ کیوں کر تکلیف دیتے ہیں اور کیوں کر احمق اور منکر قرآن بناتے ہیں!۔

اے مسلمانو! سنو یہ نرا دھوکا ہے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کے موافق کہتے ہیں، سب بد مذہب بھی کہتے چلے آئے ہیں اور سب اللہ و رسول ہی کے کلام کی سند لاتے ہیں، مگر اُن کی فہم میں غلطی ہے کہ معنی کلام کے خلاف تفسیر ماثور کے رسول اللہ اور صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین کے کہتے تھے، یہی اُن کی گمراہی تھی۔ حدیث میں تو کثرت اختلاف روایت کے بھی بڑی گنجائش ہے کلام اللہ سے۔

[ہر فرقے کا قرآن سے استدلال اور اس پر نقد و تبصرہ]:

دیکھو کہ ہر فرقہ اپنے مذہب باطل پر دلیل لاتا ہے۔

● مجسمہ جو خدا کو جسم و جہت ثابت کرتے ہیں، آیتیں قرآن کی پیش کرتے ہیں: **یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ** [الفتح:۱۰] **وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ** [الرحمٰن:۲۷] **یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ** [القلم:۴۲] اور مکان پر دلیل لائے **اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی** [طٰہٰ:۵]

● معتزلہ وجوب لطف پر دلیل لائے **كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ** [الانعام:۱۲] **وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ** [الروم:۴۷] اور انکار انتفاع اموات پر احیا سے **لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی** [النجم:۳۹] اور انکار عذاب قبر اور انکار ادراک اموات پر **لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی** [الدخان:۵۶] **اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی** [النمل:۸۰] اور انکار رویت پر **لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ** [الانعام:۱۰۴]

● یعفوریہ وغیرہ منکر عصمت انبیا کے **وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی** [طٰہٰ:۱۲۱] **جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ** [الاعراف:۱۹۰] **ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا** [الاعراف:۲۳] **كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ** [الانبیاء:۸۷] **فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ** [القصص:۱۵]

● قرامطہ وغیرہ تناسخ پر **كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا** [النساء:۵۶]

● حکمیہ اللہ کو علم نہ ہونے پر قبل وجود اشیا کے **وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ** [آل عمران:۱۴۲] **لِیَبْلُوَكُمْ** [الملک:۲]

● خارجی کفر مرتکب کبیرہ پر **وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ**

[المائدة:۴۴] وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا [النساء:۹۳]

● رافضی امام کی عصمت پر لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ [البقرہ:۱۲۴] بدء پر يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ [الرعد:۳۹]

تفصیل کہاں تک لکھوں؟ ہر فرقہ ہر ہر مسئلے پر اللہ و رسول ہی کے کلام کو سند لاتا ہے اور صرف اس قدر سے اُن کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے، نہ بد مذہبی سے نکل سکتے ہیں، کیوں کہ حق وہ ہے کہ قرآن و حدیث سے بعد تحقیق و تطبیق اور رعایت جمیع شرائط و لوازم کے باتفاق سواد اعظم قرار پایا، جو اس کے خلاف ہو وہ جماعت سے باہر بد مذہبوں میں داخل ہے- صرف اتنا کہنے سے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتے ہیں (جیسے مولوی اسماعیل نے کہا) بد مذہبی سے نہیں نکل سکتے کہ سب بد مذہب یہی کہتے ہیں جیسے وہ ویسے یہ- اسماعیلیہ کو چاہیے کہ اُن کو بھی حق پر کہہ دیں، بلکہ بد مذہبوں کی دلیل آیتیں جو میں نے ذکر کیں اُن سے جیسا کہ ظاہر میں ان کے بیان کے موافق شبہ ربط کا ناواقفوں کو ہوتا ہے مولوی اسماعیل کے دعوے اور دلیل میں جو آیت حدیث سے لائے ہیں اُتنا بھی نہیں ہے، یہ اُن سب سے بدتر ہیں کہ یہ حال آگے یہ تفصیل معلوم ہوگا- کچھ اگلے بد مذہبوں کی باتیں لی ہیں کچھ اپنے ذہن کی کجی سے نکالیں ہیں-

دوسرا فساد سید احمد ☆ کو متنبّی بنانے کا- تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب شاہ صاحب نے اپنے سارے مملوکات اوروں کو ہبہ کر دیے، مولوی اسماعیل گھبرائے اور مولوی عبدالحیٔ ☆☆ (شاہ صاحب کے داماد کہ عدالت ضلع میرٹھ کے محرروں میں فرنگی کے نوکر تھے) موقوف ہو کر دلی میں آئے، دونوں نے مل کر سید احمد نام ایک مرد جاہل شاہ صاحب کے مرید کو پیر بنایا اور ساتھ لے کر شہروں میں پھیری شروع کی- در بہ در، گھر بہ گھر قرآن و حدیث کے درس کو وسیلہ ٹھہرایا، لوگوں کے رجوعات کا نذر و نیاز و دعوت تر و خشک سے فائدہ خوب اُٹھایا اور نذر و قبول میں کچھ تمیز حلال حرام کی نہ تھی، فاحشہ رنڈیوں کی بھی پیشکش لینے میں تامل نہ تھا، یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں- چناں چہ بنارس کا ریذیڈنٹ اگنس بروک نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی (بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور) مرید ہوئی اور دس ہزار روپے نذر کیے اور اُس کے مرید ہونے سے رزیڈنٹ نے بھی بہت خاطر داری کی کہ سید صاحب نے اُس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا، راقم بھی وہاں موجود تھا- مولوی عبدالحیٔ سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ روپیہ فاحشہ کا کہ نصرانی سے زنا کے عوض میں اُس نے حاصل کیا ہے کیوں کر درست ہوا؟ کچھ جواب پریشان دیے، آخر کو حوالہ کیا

☆ سید صاحب کے حالات جاننے کے لیے ملاحظہ ہو: ص255

☆☆ مولوی صاحب کے تذکرے کے لیے دیکھیں: ص257

استفسار پر سید صاحب سے، ان دونوں صاحبوں نے زبانی پرانی پر کفایت نہ کی بلکہ ایک کتاب صراط مستقیم نام بنائی۔

[سید احمد رائے بریلوی کے مناقب و مدائح کا تعقب]:

سید احمد کے حال میں جو وہاں لکھا خلاصہ اس کا یہ ہے:

از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب در بدو فطرت مخلوق شدہ بناءً علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ و راہ دانش مندان کلام و تحریر و تقریر مصفی ماندہ بود۔☆

وحضرت ایشاں از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودہ اند کہ از یمن بیعت شاہ عبدالعزیز صاحب کمالات طریق نبوت کہ مجملاً در بدو فطرت مندرج بودہ بہ تفصیل و شرح انجامید و مقامات طریق ولایت بر احسن وجوہ جلوہ گر گردید جناب رسالت مآب سہ خرما بدست مبارک خود خورانیدند و بعد بے داری اثر آں رویائے حقہ در نفس خود یافتند و ہمیں واقعۂ ابتدائے سلوک طریق نبوت شدہ بعد ازاں روزی جناب ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا را بخواب دیدند جناب حضرت علی مرتضیٰ بدست مبارک خود غسل دادند و فاطمہ زہرا لباس بس فاخرہ بدست خود پوشانیدند بہ سبب ہمیں وقائع کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر گردیدہ اقبال لم یزلی و عنایت رحمانی و تربیت یزدانی بلا واسطہ احدی متکفل حال ایشاں شد تا آنکہ روزی خدائے تعالیٰ دست راست ایشان بدست قدرت خاص خود گرفتہ چیزے از انوار قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روی حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا ایں چنین دادہ ام و چیز ہائے دیگر خواہم داد تا آں کہ شخصے استدعاے بیعت کرد حضرت ایشاں بہ جناب حق متوجہ شدہ استفسار و استیذ ان نمودند کہ دراں معاملہ چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بر دست تو بیعت خواہد کرد گو لکہا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔

الغرض امثال ایں وقائع صدہا پیش آمدہ تا آں کہ کمالات طریق نبوت بذروۂ علیہای خود رسیدہ و الہام و کشف بہ علوم حکمت انجامید ایں است طریق استفادہ کمالات راہ

☆صراط مستقیم: ص۴

نبوت پس و اما استفادۂ کمالات راہ ولایت پس قبل از تحصیل مبادی مجاہدات و ریاضات واذ کارواشغال ومراقبات بطورعلم لدنی حاصل شد۔

نسبت قادریہ ونسبت نقشبندیہ بایں طور کہ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ متوجہ حال حضرت ایشان گردید تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازع در مابین روحین مقدسین ماندہ کہ ہر واحد ازیں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشان بتمامہ بجانب خودمی فرمود وبعد انقراض زمان تنازع ووقوع مصالحت برشرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گرشدند وتا قریب یک پاس ہر دو امام بر نفس نفیس ایشاں توجہ قوی وتاثیر زور آور می فرمودند تا آں کہ درہماں یک پاس نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ ایشاں گردید۔☆

ونسبت چشتیہ بدیں طور کہ روزی حضرت ایشاں بر مرقد منور حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرۂ مراقب نشستند درایں اثنا بہ روح پرفتوح ایشاں ملاقات متحقق شد وآں جناب توجہ بس قوی فرمودند کہ بآں سبب ابتداے حصول نسبت چشتیہ متحقق شد، بعد مدتے حق جل وعلی بلا توسط احدی اختتام نسبت چشتیہ ارزانی داشت۔ ہذا ملخص مقالہ فی حالہ۔☆☆

وخلاصۂ کتاب صراط المستقیم آں کہ: ثمرۂ طریقت وشریعت واساس حقیقت ومعرفت تحصیل حب خدا است وآں دوقسم است حب نفسانی کہ ملقب بہ عشق است وحب ایمانی کہ مشہور بحب عقلی است ثانی را کہ ابتدائے آں از حب ایمانی وانتہاے آں بہ نبوت است براہ نبوت مسمی کردہ شدہ واول را کہ ابتدائے آں از حب عشقی وانتہاے بہ معرفت کہ خلاصۂ ولایت است براہ ولایت مسمی کردہ آمدہ۔☆☆☆

باب اول در بیان وجوہ تمام تر طریقین یعنی طریق نبوت وطریق ولایت۔ فصل اول در بیان وجوہ تمام تر طریق ولایت۔☆☆☆☆

افادۂ اول از ہدایت ثالثہ، فصل اول از جملہ آثار حب عشقی است کہ ایں حب بالذات

☆ مرجع سابق: خلاصہ از ۱۶۳ تا ۱۶۶ ☆☆ مرجع سابق: ص ۱۶۳

☆☆☆ مرجع سابق: ص ۴ تا ۷ ☆☆☆☆ مرجع سابق: ص ۸

اقتضائے انخراق حجاب بشرصوی ووصول روح الٰہی باصل خودمی کند وبس نہ مطابقت ہیچ قانونی خواہ قانون شرع خواہ قانون ادب و نہ ابتغاے رضاے کسی، خواہ رضائے محبوب باشد خواہ غیراں، و نہ التزام متابعت کسی، خواہ متابعت محبوب باشد، خواہ غیر آں۔[۱]

بالجملہ مقصود ازیں کلام اہانت حب عشقی نیست حاشا وکلا بلکہ اشارئیست بفرقی کہ در حب عشقی حب عقلی ست۔[۲]

افادہ دوم از جملۂ آثار آں تفرد است یعنی قطع علائق ما سوائے محبوب وتنگی حوصلہ از نظم و ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامت اعیاد و جمعات وایفائے حقوق ذوی الحقوق از اہل قرابات وامثال آں ولہٰذا از تزوج نہایت نفرت می گردد۔[۳]

افادہ سوم از جملۂ آں شدت تعلق قلب است بمرشد خود استقلالا نہ بآن ملاحظہ کہ ایں شخص نادان فیض خدا و واسطۂ ہدایت است بلکہ بحیثیتی کہ متعلق عشق ہماں می گردد، چناں چہ یکے از اکابر ایں طریق فرمود کہ اگر حق جل وعلیٰ در غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر آئینہ مراباو التفات در کار نیست۔[۴]

افادۂ چہارم از جملہ آثار آں عدم اعتنا است بہ علوم وطاعات ظاہرۂ[۵]

افادہ اول از ہدایت رابعہ از ثمرات حب عشقی مشاہدۂ جمال حضرت ذوالجلال دست می دہد وخلعت مکالمہ ومسافرہ بدست می آید۔[۶]

افادہ دوم باز چوں قاید توفیق دست ایں مدہوش ابتہاج مشاہدہ را گرفتہ بیالا می کشد، مقام فنا وبقا بظہور ری آید وزمزمہ انا الحق و لیس فی جبتی سوا اللّٰہ ازاں سر بر می زند[۷]

ایضا فیہ وازلوازم ایں مقام دم از وحدت وجود زدن[۸]

---

[۱] مرجع سابق: ص۱۰
[۲] مرجع سابق: ص۱۱
[۳] مرجع سابق: نفس صفحہ
[۴] مرجع سابق: نفس صفحہ
[۵] مرجع سابق: نفس صفحہ
[۶] مرجع سابق: ص۱۲
[۷] مرجع سابق: نفس صفحہ
[۸] مرجع سابق: ص۱۳

ایضا فیہ چون حب ایمانی بکمال خودمی رسد آں شخص را در کشف خود گرفتہ وزیر سایہ کفالت خود آوردہ جارحہ تدبیر تکوینی وشریعی خودمی سازد☆

ایضا فیہ من وجہ مقلد انبیا می باشد ومن وجہ محقق در شرائع اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او بسوے کلیات حقہ منعقدہ در حظیرۃ المقدس کہ براے تربیت نوع انسانی عموماً تعین کردیدہ اوراہ نموئی می فرماید وآں کلیات در ذہن او **عـلـی مـر الـد هـور والاعـصـار** محفوظ می ماند واستنباط جزویات لذات کلیات می کند، پس علوم کلیہ شرعیہ بہ دوواسطہ می رسد بہ وساطت نور جبلی و بہ وساطت انبیا، پس در حکم احکام ملت وکلیات شریعت اورا شاگرد انبیا ہم می تواں گفت و ہم استاد انبیا ہم، و ہم طریق اخذ شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں را در عرف شرع نبعث فی الروع تعبیر می فرمایند وبعضے اہل کمال آں را الوحی باطنی می نامند پس فرق در مابین ایں کرام وانبیائے عظام باقامت اشباح وخطان حکم ومبعوثیت الی الامم است وبس ونسبت ایشاں بہ انبیا مثل نسبت اخوان صغار بہ اخوان کبار یا نسبت انبیائے کبار بہ آباے خودست وایشاں احق الناس بہ خلافت انبیا می باشند، گو کہ تسلط ظاہری نصیبہٗ ایشاں نشود وگو کہ جہلہ اہل ملت ریاست ایشاں را مسلم ندارند وہمیں معنی را بوصایت وامامت تعبیر می کنند وعلم ایشاں را کہ بعینہٖ علم انبیاست، لیکن بوحی ظاہری متلقی نشدہ بہ حکمت نامند وعنایتی وولایتی مخصوصہ کہ دربارۂ انبیا مصروف شد وایشاں را بسبب ہماں عنایت مخصوصہ امتیازی در امثال خود حاصل کردیدہ و بہ سبب ہمیں اجتبا واصطفا رضاے حق در رضاے ایشاں مندرج واتباع حق در اتباع ایشاں منحصر گردیدہ وسخط حق باسخط ایشاں تلازمی وتلاصفی پیدا کردہ نمونہ ازاں عنایت وعظمت وعزت نصیبہٗ ایں حکمائے ربانیین می شود کہ آں را وجاہت گویند ولا بد اورا بہ محافظتی مثل محافظت انبیا کہ مسمی بہ عصمت است فائز می کنند☆☆

ایضا فیہ وحضرت مرتضی را یک نوع تفضیل بر شیخین ہم ثابت وآں بہ جہت کثرت اتباع ایشاں ووساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت وغوثیت

☆مرجع سابق:ص۲۹ ☆☆مرجع سابق:ص۳۵-۳۴

وابدالیت وغیر ہماازعہد کرامت حضرت مرتضی تاانقراض دنیابواسطۂ ایشاں است ودر سلطنت سلاطین وامارت امرا ہمت ایشاں را دخلی است کہ برسیاحان عالم ملکوت مخفی نیست[۱]

ایضا فیہ ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت می باشند[۲]

ایضا فیہ اکابرایں فریق درزمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ درتدبیر اموراز جانب ملاءاعلیٰ ملہم شدہ دراجراے آں می کوشند معدودوند، پس احوال ایں کرام رابراحوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد[۳]

ایضا فیہ براے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہاوسیرامکنہ زمین وآسمان وبہشت و دوزخ واطلاع برلوح محفوظ شغل دورہ کند باستعانت آں شغل بہرمقامی کہ اززمین و آسمان وبہشت ودوزخ خواہدمتوجہ شدہ سیرآں مقام نماید واحوال ایں جادریافت نماید وبااہل آں مقام ملاقات سازد[۴]

ایضا فیہ براے کشف وقایع آئندہ اکابرایں فریق طرق متعددہ نوشتہ اند[ص۱۱۷]

ایضا فیہ ہراسمی راازاسماے الہیہ کہ مراقبہ خواہد کرد نصیبی ازاں خواہد یافت ہرکہ رزاقیت اورامراقبہ کندوبہ کمال رساند شانے از رزاقیت دروی جلوہ گرخواہد بود ہرکہ مراقبۂ اسم محی کند اثرےازشان احیاخواہدیافت[۵]

ایضا فیہ ارباب ایں کمال وقتیکہ باصطفا واجتبا فائز می شوند سہ فریق می گردند قومی بسبب کمال علومنصب خود التفاتے بازالۂ مصائب واستحلال مشکلات ازدل ایشاں سربرنمی زند اگرچہ اورا پایۂ عرض حاجات بہم رسیدہ است بہ حدی کہ دعاے او واجب الاجابت وتعوذاوواجب القبول گردیدہ وقومی دیگر درعرض حاجات واستحلال مشکلات وسعی درشفاعات سرگرم می باشند وقومی بادیگر کہ دردل شان اقتضاے استحلال مشکلات وشفاعت ذوی الحاجات حادث می شود لیکن زبان نمی کشایند اللہ تعالیٰ دعاے حالی

---

[۱]مرجع سابق:ص۵۸
[۲]مرجع سابق:۱۰۱
[۳]مرجع سابق:ص۳۲
[۴]مرجع سابق:ص۱۱۷
[۵]مرجع سابق:ص۱۲۸

ایشاں قبول می فرماید وایشاں را بلکہ سائرعظما محافل قرب را مطلع می سازد کہ ایجاد ایں امر محض برائے است رضائے ایشاں وتنفیذ اقتضائے قلبی ایشاں متحقق گردیدہ انتھی ☆

دیکھو کہ اس کلام میں کیسی کیسی خرابیاں بھری ہیں پہلے سید احمد کو لکھا کہ کمال مشابہت پر ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مخلوق کیے گئے تھے، اس سبب سے بے علم رہے **استغفر اللّٰہ! استغفر اللّٰہ!** یہ کیا جرأت و بے ادبی ہے، خدا اپناہ میں رکھے ایسی گمراہی سے۔

شفائے قاضی عیاض ☆☆ وغیرہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ کسی کو اُس کی برائی کے واسطے تشبیہ دینا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُس بات میں کہ اُن پر دنیا میں جائز تھی بہت برا ہے اور مرتبۂ نبوت اور رسالت کی بے توقیری اور بے تعظیمی ہے۔ اُمّی ہونا آں حضرت ﷺ کا معجزہ تھا اور بڑی فضیلت تھی، سوائے آں حضرت ﷺ کے سب کے حق میں عیب ہے کہ سبب ہے جہالت کا، اوروں کے حال کو آں حضرت ﷺ کے حال سے کیا نسبت،؟ آں حضرت ﷺ کا شق قلب سبب ہوا کمال کا، دوسروں کو سبب ہے ہلاک کا۔ اس کلام میں آں حضرت ﷺ کی تحقیر و اہانت ہے اور لوگوں نے ایسے کلام کرنے والے کو کافر بھی کہا ہے اور حکم کیا ہے قتل کا۔ یہ سب تفصیل شفا کی وجہ خامس اور وجہ سابع میں مذکور ہے۔ ☆☆☆

دوسری خرابی لکھا کہ ایک مقام والوں کو احکام شریعہ بے واسطہ پیغمبروں کے وحی باطنی سے معلوم ہوتے ہیں اُن لوگوں کو پیغمبروں کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور پیغمبروں کا ہم استاذ بھی اور اُن کا علم بعینہٖ پیغمبروں کا علم ہے مگر ظاہر کی وحی سے یعنی جبریل کے واسطے سے نہیں ملا اور ان کو پیغمبروں کی سی عصمت بھی ملتی ہے۔ دیکھو کیسا بے پردہ دعویٰ ہے پیغمبری کا، جب حکم احکام ملت و شریعت اللہ تعالیٰ سے بے واسطے پیغمبر کے ایک معصوم کو پہنچے پیغمبری میں کیا باقی رہا؟ جبریل کا واسطہ ہونا تو کچھ پیغمبری کا رکن نہیں، بلکہ یہ پیغمبری اُس سے بھی بڑی ٹھہری کہ جبریل بھی درمیان میں نہیں، خدا ہی سے لیا۔ دیکھو کہ شیعہ جو حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی بعض اولاد کرام کو معصوم کہتے ہیں تمام اہل سنت اول سے آخر تک کیسا اُن پر طعن کرتے ہیں اور جو شیعہ کی تکفیر کرتے ہیں ایک سبب یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ غیر نبی کو معصوم کہتے ہیں۔ واہ! حضرت مرتضیٰ علی کے معصوم ہونے میں یہ کلام اور سید احمد معصوم صاحبِ وحی باطنی

☆مرجع سابق: ص۱۶۳-۱۶۲

☆☆حالات جاننے کے لیے دیکھیں: ص258

☆☆☆ یہاں عبارت میں شفا شریف کی ان دونوں فصلوں کا ایک اجمالی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ طوالت کے پیش نظر ہم عبارت ذکر کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ دیکھیں:

الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: ص۴۴۴ تا ۴۴۸/ اور ص۴۵۰ تا ۴۵۲۔

ہوں!!! ہم استاذ پیغمبر کے پھر اس دعویٰ کرنے والے کو جو شیعہ سے اچھا سمجھے وہ سنی نہیں ہے، بلکہ نرا بے دین اور ختم نبوت کے معنی کا منکر۔

تیسرے لکھا کہ ایک مقام والوں کو مکالمہ اور مسامرہ کا خلعت ملتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے ہیں اور لکھا کہ ''گاہے کلام حقیقی ہم می شود'' اور خاص سید احمد کے حال میں لکھا کہ خدا سے یوں پوچھا اُس طرف سے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر یہ حکم ہوا اور حال یہ کہ اہل سنت کے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مکالمہ شفائی وحقیقی کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے:

والظاهر ان التكفير في المسئلة المذكورة بناءً على دعوى المكالمة شفاهاً فانه منصب النبوة بل اعلى مراتبها وفيه مخالفة ما هو في ضروريات الدين وهو انه عليه السلام خاتم النبيين عليه افضل صلوة المصلين ☆

یعنی جو دعوی کرے کہ مَیں اللہ کو دیکھتا ہوں دنیا میں اور اللہ مجھ سے باتیں کرتا ہے بالمشافہہ اُس کا کافر کہنا اسی سبب سے ہے کہ خدا سے باتیں کرنے کا بالمشافہہ دعوی کیا، کیوں کہ یہ منصب پیغمبری کا ہے، بلکہ پیغمبری کے مرتبوں سے بہت بڑا مرتبہ ہے اور اس میں مخالفت ہے اس بات کی کہ ضروریات دین سے ہے، وہ آں حضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ہے۔

شفا میں بیان کلمات کفر میں لکھا ہے:

وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالى ومكالمته الخ☆☆

الغرض اس طرح کی بے دینیاں اس کتاب میں اول سے آخر تک بہت بھری ہوئی ہیں، طول کے لحاظ سے ان تین باتوں پر کفایت کی۔ بے دینی وگمراہی کے واسطے ایک عقیدے کا فاسد ہونا کافی ہے، یہ سب ایک قسم کی بے دینی ہے، یعنی خلاف عقائد اہل سنت کے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ صریح خلاف ہیں تقویۃ الایمان کی وہاں جن باتوں کو کہ کفر وشرک لکھا ہے، یہاں سب درست ہیں۔ جیسے لکھا کہ ایک منصب والوں کو عالم مثال وشہادت میں تصرف کرنے کا

☆شرح عقائد: ص۱۰۶

☆☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: الفصل الرابع فی بیان ما هو من المقالات کفر / ج۲/ص۴۷۶

ماذون مطلق کر دیتے ہیں، یعنی حکم عام دیتے ہیں کہ وہ دونوں عالموں میں جو چاہیں سو کریں اور ایک لوگ ان فرشتوں کے زُمرے میں داخل ہوتے ہیں کہ تدبیر کرنے والے امر کے ہیں- ایک لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے منصب کی بڑائی کا لحاظ کر کر مصیبتوں کے دور کرنے اور مشکلوں کے کھولنے کی طرف التفات نہیں کرتے، اگرچہ رتبہ اُن کا ایسا ہے کہ اُن کی دعا کا مستجاب کرنا اور اُن کی پناہ میں لے لینے کا قبول کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ایک قوم لوگوں کی حاجتوں کے عرض کرنے میں اور مشکلوں کے کھولنے اور شفاعتوں میں سعی کرنے میں خوب مشغول ہوتے ہیں- ایک ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے دل میں مشکلوں کے کھولنے اور حاجت مندوں کی شفاعت کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، لیکن زبان سے نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ ان کی دعائے حالی قبول کرتا ہے اور اُن کو بلکہ قرب کے محافل کے سب بڑے شخصوں کو خبردار کرتا ہے کہ یہ امر صرف ان کی رضا مندی اور اُن کی خواہش دلی جاری کرنے کے واسطے پیدا کیا گیا اور حب ایمانی جب کمال کو پہنچتی ہے اس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی کفالت میں لے کر اپنی تدبیر تکوینی و تشریعی کا ہاتھ کر دیتا ہے، یعنی شریعت کے حکموں میں اور دنیا کی چیزیں پیدا کرنے میں جو اُس نے کیا اللہ نے کیا کہ وہ اللہ کا ہاتھ ہو گیا اور جناب غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحوں میں ایک مہینے تک جھگڑا رہا کہ دونوں امام سید احمد کو بالکل اپنے اپنے طرف کھینچ لینا چاہتے تھے، بعد ایک مہینے کے صلح ہوئی شرکت پر ایک دن دونوں امام سید احمد پر ظاہر ہوئے اور پہر بھر تک توجہ قوی اور تاثیر زور آور کی کہ اُسی ایک پہر میں دونوں طریقے کی نسبت سید احمد کو حاصل ہوئی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی قبر پر سید احمد مراقب ہوئے، اُن کی روح سے ملاقات ہوئی، اُنھوں نے بڑا قوی توجہ کیا کہ اُس کے سبب سے نسبت چشتیہ حاصل ہونا شروع ہوا اور واسطے کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے مقامات کے اور زمین و آسمان کے مکانات اور بہشت و دوزخ کی سیر کے لیے اور لوحِ محفوظ پر اطلاع کے واسطے شغل دورہ کرے، اُس شغل کی مدد و استعانت سے زمین و آسمان، بہشت و دوزخ کے جس مقام کا چاہے سیر کرے اور وہاں کا احوال دریافت کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے اور اللہ کے ناموں سے جس نام کا مراقبہ کمال کو پہنچا دے گا اُس نام سے حصہ اُس کو ملے گا، جو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کمال کو پہنچائے گا، اس میں ایک شان رزاقیت کی ظاہر ہوگی، جو محی کا مراقبہ کرے گا اثر مردے کو زندہ کرنے کی شان کا پائے گا-

الحاصل! اس قسم کی باتوں سے ساری کتاب بھری ہے، جیسے تقویۃ الایمان میں تفریط حد سے زیادہ ہے یعنی وہ امور کہ انبیا اولیا کے واسطے واقع ہیں اور شرعاً جائز سب کا انکار اور سب شرک و کفر ٹھہرائے

ایسے ہی صراط المستقیم میں افراط کو حد سے زیادہ کر دیا کہ غیر ممکن اور ممنوع باتوں کو بھی واقع و جائز کر دیا، پاس دین کا نہ وہاں نہ یہاں۔ یہ جو مَیں نے نقل کیا تھوڑا سا ہے صراط مستقیم سے۔

[سید احمد رائے بریلوی کی وضع کردہ کرامات کی تشہیر و ترسیل]:

اور جو صراط مستقیم میں ہے تھوڑا سا ہے اُس سے کہ مولوی اسماعیل زبانی بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں کو خطوں میں لکھتے تھے۔ سفر حجاز سے پھر کر جب جہاز سے اُترے، ایک نامہ ایک مضمون کا ایک عبارت کا تمام مخصوصین کے نام شہر بہ شہر جاری ہوا۔ خلاصہ اُس کا یہ کہ جب سید صاحب سمندر کے کنارے پر گئے روحانیت دریا کی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ جو حکم ہو بجالاؤں، فرمایا کہ مَیں تجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رکھتا۔ جب جہاز پر سوار ہوئے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہم اس جہاز کو غرق کریں گے تم اس پر سوار نہ ہو۔ سید صاحب نے پہلے ارادہ کیا اُس سے اترنے کا، پھر فرمایا کہ مَیں اُتروں اور اور لوگ جو اس پر سوار ہوں ڈوبیں یہ بات کچھ نہیں جو ہو سو ہو، نہیں اُترتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمارا ارادہ مقرر تھا اس جہاز کو غرق کرنے کا، مگر اب جو تم نہ اُترے تو مَیں غرق نہیں کر سکتا۔ جب سید صاحب پہنچے میقات پر اور غسل کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تیری خدمت میں مشغول ہیں سب کو ہم نے بخشا اور کچھ لوگوں نے لبیک کہنے میں تقدیم کی تھی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو تم پر تلبیہ میں سبقت کرے گا مَیں اُس کی لبیک نہیں سننے کا اور حج کے بعد حکم ہوا کہ تیرے باعث سے ہم نے سب کا حج قبول کیا اور اس حج کی برکت سے ہند سے بخارا تک سب کو بخش دیا۔

اس خط کے خرافات کہاں تک لکھوں؟! لوگوں نے اُس خط میں گفتگو کی اور نوبت تحریر کی جانبین سے آئی۔ جرأت مولوی اسماعیل کی کیا بیان کروں کہ جب لوگوں نے کہا اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کہا کہ ہم اس جہاز کو غرق کریں گے، پھر سید صاحب کے نہ اُترنے سے غرق نہ کر سکا، اس میں بہت سی قباحتیں ہیں کہ ایک اُن میں سے یہ ہے جس کے شیعہ قائل ہیں اور اہل سنت اس کو بہت برا کہتے ہیں۔ مولوی اسماعیل در پے ہو گئے اُس کے ثابت کرنے کے، عصمت کی طرح بے پردگی کا زور یہاں تک پہنچا کہ لطافت نام غلام سید احمد پر کہ ابھی تک زندہ ٹونک میں موجود ہے، وحی آتی تھی اور اُسی حالت میں چادر سے ہاتھ باہر نکال کر میوہ محفل میں پھینکتا، سب حضرات دوڑ کر لیتے اور کہتے کہ بہشت کا میوہ ہے، کبھی یہ بھی کہہ دیتا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے خاص سید صاحب کو بھیجا ہے یا خاص مولوی اسماعیل کو دیا ہے۔ اس بات کو بڑے طمطراق سے سید صاحب کے مناقب میں بیان کرتے کہ صرف سید صاحب کی توجہ سے

میاں لطافت صاحب کو یہ مرتبہ حاصل ہو گیا- سید حمید الدین نام بھانجے سید احمد کے کہ آدمی صاف تھے اور بھی چند لوگ اس سانگ کے شروع ہونے سے سید صاحب و مولوی اسماعیل سے گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ حرکت سخت بے جا ہے، یہ حضرات اُن کی بداعتقادی سے ناخوش تھے- ایک روز کہ تقسیم بہشت کے میوے کی (جو محفل وعظ میں لطافت کے ہاتھ اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کو بھیجا تھا) ہوئی، ایک چھوارا سید حمید الدین کے حصے میں آیا، انھوں نے توڑا تو اُس میں ایک کیڑا نکلا، اُنھوں نے اہل مجلس کو اعلانیہ دکھا کر پکارا کہ دیکھو صاحبو! کہ بہشت کے میوے میں بھی کیڑے ہوتے ہیں- سید صاحب اُن سے بہت ناراض ہوئے، وہ غصہ کھا کر داؤ میں رہے، جب پھر اس پر وہ حال آیا سید حمید الدین نے چند آدمیوں کو موافق کر کر بے تامل اُس کو پکڑ کر ننگا کیا، کرامات کھل گئی کہ ایک تھیلی رانوں کے بیچ میں چھواروں کی بھری بندھی تھی، وہ خبیث خوار و ذلیل ہوا-

[کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کا تقابلی جائزہ]:

ایسے سامانوں سے سیر و سیاحت کرتے پھرتے تھے کہ تیسرا فساد برپا ہوا یعنی کتاب التوحید نجدیہ کی مراد آباد میں کہ وہاں سے پہلے سے کسی قدر اس مذہب کی گفتگو تھی ہاتھ لگی- اس مذہب کو پسند کیا اور تقویۃ الایمان تصنیف کی، گویا اُسی کتاب التوحید کی شرح ہے اس دین کی بڑی شہرت ہوئی اور عوام الناس بہت اس بلا میں پھنسے، توہین و تحقیر انبیا و اولیا کی اور تکفیر تمام امۃ سلف خلف کی خوب جاری ہوئی- دین دار اہل علم جہاں تھے اُن کی فیض صحبت سے جو بچا سو بچا، ورنہ اول وہلہ میں اکثروں کو اس طرف میل آ گیا بسبب شہرت اُن کے خاندان کے اور ناواقفی کے فن سیرت و حدیث سے جب نوبت دلی میں پہنچی ہزاروں ہزار آدمی کہ شاگرد و مرید اور دیکھنے والے صحبت یافتہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب ☆ کے اور علم میں اُن سے زائد لوگ موجود تھے۔ مولوی اسماعیل اور مولوی عبدالحئ سے دست و گریبان ہوئے اور خواص نے فہمائش کی کہ اس سفر میں یہ نیا دین کیسا نکال لائے کہ اُس کی رو سے تمہارے اُستاذوں سے لے کر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا اور قبل اس سفر کے تم بھی اُسی طریقے پر تھے اور ویسا ہی وعظ کہتے تھے اور فتوی لکھتے تھے جس کو اب شرک کہتے ہو، یہ دین میں فساد ڈالنا اور قرآن و حدیث میں تحریف کرنا اور خلائق کو گمراہ کرنا بہت بُرا ہے- ہر چند نصیحت کی کہ کچھ سود مند نہ ہوئی لاچار ہو کر سب نے انکار و ابطال کیا- مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب ☆☆ (مولوی

☆ شاہ صاحب کے حالات جاننے لیے ملاحظہ ہو: ص258

☆☆ ان دونوں صاحبان کے حالات کے لیے دیکھیں: ص259

رفیع الدین کے صاحبزادوں) نے فتوے اور رسالے اُن کے رد میں لکھے، نوبت تکفیر تک پہنچی- مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی ☆ نے جزاہ اللہ خیرا (کہ علم وفضل میں مولوی اسماعیل وغیرہ کو اُن سے کچھ نسبت نہیں، علوم عقلیہ نقلیہ اپنے والد ماجد سے کہ یگانۂ عصر تھے حاصل کیے) ہر طرح مولوی اسماعیل کے روبرو ان کا ردوابطال کیا اور تکفیر کی-

[علامہ فضل حق اور شاہ اسماعیل دہلوی]:

نوبت تحریر کی آئی، مسئلہ شفاعت میں مولوی اسماعیل نے حرکت مذبوحی کچھ جواب میں کی، آخر کو عاجز وساکت ہو گئے اور تحقیق الفتوی فی رد اہل الطغوی کمال شرح وبست سے مولوی فضل الحق صاحب نے لکھا- اجمال اس کا یہ ہے کہ مستفتی نے عبارت تقویۃ الایمان کی جو شفاعت میں ہے سب نقل کر کر سوال کیا کہ یہ کلام حق ہے یا باطل اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کے استخفاف پر شامل ہے یا نہیں اور شرعاً اُس کے قائل کا کیا حکم ہے؟ تفصیل جواب کی چار مقام میں مولوی فضل حق صاحب نے بیان کی: پہلا مقام شفاعت کی حقیقت اور اُس کے اقسام کے بیان میں، دوسرا مقام کلمۂ لاطائل کے بیان میں کہ آں حضرت ﷺ کی شان میں مولوی اسماعیل کی زبان سے سرزد ہوا، تیسرا مقام ثابت کرنے میں اس کے کہ وہ کلام آں حضرت ﷺ کے استخفاف شان پر دلالت کرتا ہے، چوتھا مقام اُس کے حکم میں اور چاروں مقاموں کو آیات واحادیث اور اقوال ائمہ دین سے جیسا چاہیے مفصل اور مشرح بیان کر کر آخر میں لکھا ہے:

> چوں ہر چہار مقام پیرایہ انجام واختتام یافت حالا خلاصۂ فتوی وجواب استفتا باید شنید کہ مستفتی در استفتا سہ سوال کردے کہ آں کہ ایں کلام حق است یا باطل، دویمی آں کہ کلامش بر استخفاف وانتقاص شان واجب التوقیر حضرت سید الاولین والآخرین افضل الانبیاء والمرسلین اشتمال دارد یانہ، سوم ایں کہ بر تقدیر اشتمال ودلالت آں شفاعت بر استخفاف وانتقاص شان آں حضرت ﷺ حال وحکم مرتکب آں شرعاً چیست واو از روی دین وملت کیست؟
>
> جواب سوال اول ایں ست کہ کلام قائل مذکور از سرتاپا کذب وزور وفریب وغرور است چہ او نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاران ونفی شفاعت وجاہت و شفاعت محبت از آں حضرت ﷺ وحضرات سائر انبیا وملائکہ واصفیا می کند ایں اعتقاد

☆ علامہ کے حالات ملاحظہ فرمائیں: ص260

اوخلاف کتاب مبین واحادیث سیدالمرسلین واجماع مسلمین ست۔

کما ثبت فی المقام الاول مفصلا وقدبان بطلان بعض کلماته فی المقام الثانی معللا

جواب سوال دوم ایں ست کہ کلام او بلاتردد واشتباہ براستخفاف منزلت وجاہ آں سرور مقربان بارگاہ حضرت الہ وانتقاص شان سائر انبیا وملائکہ واصفیا وشیوخ واولیا اشتمال ودلالت دارد چناں کہ درمقام ثالث مذکور وفیما سبق مبرہن ومسطور است

جواب سوال ثالث ایں ست کہ قائل ایں کلام لا طائل از روئی شرع مبین بلاشبہ کافر و بے دین ست ہرگز مومن ومسلمان نیست وحکم او شرعاً قتل وتکفیر است وہر کہ در کفر او شک آرد یا تردد دارد یا ایں استخفاف راسہل انگارد کافر و بے دین ونامسلمان ولعین ست الا در کفر و بے دینی کمتر است از کسیکہ ایں کلام ضلالت نظام راصواب ومستحسن پندارد واعتقاد ایں کلام را از عقائد ضروریہ دین شمارد وآنکس در کفر با قائل برسر بلکہ دراستخفاف از و بالاتر است چہ او استخفاف آں حضرت ﷺ وسائر انبیا وملائکہ واولیا را مستحسن داشت وآں را از ضروریات دین پنداشت وہم چناں کسی کہ ظاہراً و باطناً پاس داری ایں قائل در ایں چنیں مسائل روا دارد برائے حفظ حرمت او در اہل علم تاویلات دوراز کار آرد چہ او نیز مرتکب استخفاف شان حضرت سیدالمرسلین شد کہ پاس داری بے دینی را براحترام آں سیدالانام علیہ التحیۃ والسلام رجحان داد وبخوف ملامت بلکہ بہ مقتضائے بدبختی وشامت درپے اثبات آں چہ براستخفاف دلالت دارد افتاد وایں ہمہ کفر وزندقہ است والحاد۔ **(اعاذنا اللّٰہ من ذلک بحرمۃ النبی والہ الامجاد)**

وازاثبات ایں مطالب درمقام رابع فراغ دست داد **فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للّٰہ رب العالمین** الحال سوادظلمت وکفر شکست وبیاض نور ایمان باشراق پیوست **فمن شاء فلیؤ من ومن شاء فلیکفر**

والسلام علیٰ من اتبع الھدی ☆

مہریں ودستخط اکثر اعلام کی اس پر ثبت ہوئیں۔

☆ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی: ص ۴۳۳ تا ۴۳۵

[جامع مسجد دہلی میں منعقدہ مجلس ونشست کی روداد]:

اور مجلس جامع مسجد کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے ایک استفتا مرتب ہوا بمہر ودستخط مولوی رشید الدین خان صاحب ☆ ومولوی فضل حق صاحب ومولوی مخصوص اللہ صاحب ومولوی موسیٰ صاحب ومولوی محمد شریف صاحب ومولوی عبداللہ صاحب وآخون شیر محمد صاحب ☆☆ کی صبح کے وقت منگل کے دن اُنتیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو کہ مولوی عبدالحی جامع مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے، مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب (مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم کے صاحبزادے) اور مولوی محمد شریف صاحب وغیرہ علما وطلبہ خاص وعام حوض پر مجتمع ہوئے، جب مولوی عبدالحیٔ وعظ کہہ چکے عبیداللہ طالب علم نے استفتا پیش کیا کہ اپنی مہر اس پر کر دیجیے۔ مولوی عبدالحیٔ نے کہا مَیں نہیں مہر کرتا کہ مَیں کچھ نہیں جانتا، اُس نے کہا یہی لکھ دیجیے اور اصرار کیا، مولوی عبدالحیٔ نے انکار کیا اور ملال ظاہر کرنے لگے۔ مفتی محمد شجاع الدین علی خان صاحب نے کہا کہ اس کا تصفیہ ضرور ہے کہ بڑا اختلاف پڑ گیا ہے- مرزا غلام حیدر شاہزادے طالب علم کی تکرار سے رنجیدہ ہوئے اور مولوی عبدالحیٔ وغیرہ کو مجمع علما میں واسطے مناظرے کے لائے، مجمع بے شمار خاص وعام امیر فقیر کا ہوگیا، کوتوال بھی واسطے بند وبست کے آ پہنچا پھر مولوی عبدالحیٔ نے فاضلوں سے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو؟ کسی نے کہا کہ آپ کے بلانے کے موافق کہ ہر روز کہا کرتے تھے کہ جس کو تاب مناظرہ کی ہو ہمارے سامنے آئے، سن کر چپ ہو گئے- مولوی مخصوص اللہ نے کہا کہ ہم بہ موجب حکم خدا کے آئے ہیں کہ حق ظاہر ہو جائے- مولوی موسیٰ نے کہا کہ تم ہمارے اُستاذوں کو برا کہتے ہو؟ بولے کہ مَیں نہیں کہتا، مولوی موسیٰ نے کہا یہ ایسے مسئلے نئے بتاتے ہیں کہ اُن سے برائی اُستاذوں کی ثابت ہوتی ہے، پوچھا وہ کیا ہے؟ کہا کہ مثلاً قبر کے بوسے کو شرک کہتے ہو اور ہمارے اکابر اُس کے مباشر ہوتے تھے- مولوی عبدالحیٔ نے انکار کیا- کسی نے کہا کہ لکھ دو تاکہ تمہارے اوپر جھوٹ باندھنے والوں کی تکذیب کی جائے، مولوی عبدالحیٔ نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھ دیا ''بوسہ دہندۂ قبر مشرک نیست'' [یعنی قبروں کو چومنے والا مشرک نہیں] مولوی رشید الدین خان صاحب کے ہاتھ میں فتویٰ دیا گیا اور قریب مولوی عبدالحیٔ کے آ بیٹھے- مولوی عبدالحیٔ نے گلہ شکوہ ان سے شروع کیا کہ خان صاحب مجھے آپ کی خدمت میں دوستی تھی، تم برملا مجھے ذلیل کرتے ہو- خان صاحب نے فرمایا کہ ہم تمہارے اعزاز واظہار کمال کے واسطے آئے ہیں، لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ تم

☆ حالات کے لیے دیکھیں: ص 261

☆☆ حالات کے لیے ملاحظہ ہو: ص 261

مسئلے خلاف سلف کے کہتے ہو، اس سبب سے تم سے خلق کو وحشت ہے، ایسے مجمع میں مفتریوں کی تکذیب ہو جائے گی- مولوی عبدالحئی شکوے ہی کی پریشان باتیں کرتے رہے- خان صاحب نے فرمایا کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کی راہ راہ جہنم کی ہے اُسی وقت گواہی سے یہ بات ثابت ہوگئی لوگ بُرا کہنے لگے- مولوی عبدالحئی نے بھی تبرا کیا بآواز بلند اور مولوی رشیدالدین خان صاحب سے کہا کہ مولا یا عبدالعزیز کی محبت اور اعتقادِ علم و بزرگی میں میں مثل تمہارے ہوں، طحاوی اور کرخی کے برابر جانتا ہوں- پھر استفسار شروع ہوا ہر مسئلے کا جواب دیا کہ چنداں مخالف جمہور کے نہ تھا-

[شاہ اسماعیل دہلوی کا مباحثے اور مناظرے سے انکار]:

مولوی اسماعیل نے پہلے ہی استفسار سے ارادہ کیا اُٹھ جانے کا، مولوی رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ ذرا تشریف رکھیے کہ جناب کے بھی دستخط اس تحریر پر ضرور ہیں، مولوی اسماعیل نے کہا کہ مَیں کسی کے باپ کا نوکر نہیں ہوں میرے واسطے محتسب لا، اے مردود! میرے ساتھ سختی کرتا ہے، اُنھوں نے کہا کہ حضرت مَیں سختی نہیں کرتا عرض کرتا ہوں، پھر مولوی اسماعیل نے کہا کہ میرے رسالے کا جواب لکھ، مولوی رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ رسالہ آپ کا میری بغل میں ہے، اگر فرمائیں اسی مجمع میں جواب عرض کروں، غصہ کھا کر کچھ نہ کہا- پھر مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ جواب عقلی لکھوں یا نقلی، کہا جیسے چاہے، پھر مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ رد جواب اس کا لکھو گے؟ کہا کہ مَیں محکوم کسی کا نہیں ہوں- مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ نئے عقیدے اپنے دل کے بنائے ہوئے کسی سے نہ فرمائے اور نہیں تو ابھی بحث کر لیجیے، مولوی اسماعیل اُٹھ بھاگے اور چلتے ہوئے رشیدالدین خان صاحب مولوی عبدالحئی سے پوچھا کہ یہ وہ جواب دیتے تھے ایسے کہ قدما کے بہت خلاف نہ تھے-

[مولوی عبدالحئی اور بحثِ بدعت وفاتحہ سوم]:

تیرھویں سوال میں کہ بدعت کی بحث تھی، مولوی عبدالحئی نے کہا کہ میرے نزدیک بدعت حسنہ یہی ہے گو اصل ہر بدعت کی بد ہے، مگر سبب نیکی کا اس میں ہو تو حسنہ ہو جاتی ہے والا فلا- مولوی رشیدالدین خان صاحب نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی بد نہیں ہے بموجب حدیث:

من سن سنة حسنة و من سن سنة سيئة (الحدیث)☆

کے اور حدیث:

☆ صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ / باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة/ حدیث نمبر ۲۳۵۱

من احدث فی امرنا هذا مالیس منه ☆

اورحدیث:

من ابتدع بدعة ضلالة لایرضاها اللّٰه ☆☆

کہ ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نیا طریقہ نیک بھی ہوتا ہے بدبھی اور خدا رسول کی مرضی کے موافق بھی، مخالف بھی، گم راہ بھی، غیر گم راہ بھی۔ اسی سبب سے علما نے کہا ہے کہ بعض بدعت واجب و مندوب ومباح بعض حرام مکروہ- مولوی مخصوص اللہ صاحب نے کہا جس بدعت کی وجہ حسن وقبح کی ظاہر نہ ہو وہ کیا ہے؟ مولوی عبدالحئی نے کہا سیئہ، اُنھوں نے کہا اس تقدیر پر بدعت ومباح میں کیا فرق ہے؟ مولوی عبدالحئی ساکت ہو گئے-

کسی نے کہا کہ احکام خمسہ میں سے ایک حکم کم ہو گیا، پھر مولوی عبدالحئی نے کہا کہ ہر بدعت کو برا اس واسطے کہتا ہوں کہ **کل بدعة** کا کلیہ ظاہر پر رہے اور مخصوص نہ ہوجائے، خان صاحب نے کہا کہ تخصیص سے کیا قباحت لازم آتی ہے اور عمومات میں تخصیص مشہور ہے- مولوی محمد شریف نے پڑھا **ما من عام الا وقد خص منه البعض** خان صاحب نے کہا کہ تینوں حدیثیں مذکورۂ بالا تخصیص کو چاہتی ہیں پس تخصیص ضرور ہوئی- مولوی عبدالحئی نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی قبیح بعض علما کا مذہب ہے- خان صاحب نے کہا کہ یہ قول حضرت مجدد کا ہے، مگر تمہارے مذہب سے نہایت دور کہ اُن کے مذہب میں جس کی اصل شرع میں پائی جائے وہ سنت ہے- بدعت وہی ہے کہ جس کی اصل نہ پائی جائے- پھر مولوی عبدالحئی نے غوطے میں جا کر کہا کہ یہ قول نووی کا ہے، فتح المبین میں لکھا ہے- اُسی وقت فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی پیش کی گئی عبارت اُس مقام کی بآواز بلند مع ترجمہ پڑھی گئی، پھر تو مولوی عبدالحئی اچھی طرح سے قائل معقول ہو گئے- پھر اذان میں بعد دفن کے کلام ہوا، بعد کسی قدر تکرار کے کہا کہ مَیں کسی کو منع نہیں کرتا- پھر کلام ہوا، سوم کے فاتحہ میں بعد قیل وقال کے، کہا کہ اگر اُس دن میں ثواب زیادہ جانتا ہے ممنوع اور اگر ثواب زائد نہیں جانتا اور برعایت مصلحت کے کرتا ہے تو منع نہیں ہے- تمام ہوا خلاصہ نقل مجلس کا-

---

☆**الف:** صحیح بخاری: کتاب الصلح/ باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود/ حدیث نمبر ۲۶۹۷
ب: صحیح مسلم: کتاب الاقضیة/ باب نقض الاحکام الباطلة و رد محدثات الامور/ حدیث نمبر ۴۴۹۲
☆☆ جامع ترمذی: ابواب العلم/ باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة/ حدیث نمبر ۲۶۷۷

[ہندوستان میں فتنہ نجدیہ کا خاتمہ:]

پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر ایک مسئلے میں ادنیٰ ادنیٰ آدمی سے قائل ہونے لگے اور اطراف و جوانب میں بھی یہ تقریریں اور تحریریں جا بجا پھیل پڑیں، سب پر ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسماعیل کا طریقہ مخالف ہے تمام سلف صالح کے اور اپنے خاندان کے بھی مخالف ہیں اور سبب اعتبار کا وہی نسبت خاندان کی تھی، جب اُس کے بھی خلاف ٹھہرے تو کچھ اعتبار نہ رہا اور ساری قلعی کھل گئی اور ہر ایک جگہ جو اہل علم تھے متوجہ ہوئے ان کی بے دینی کے اظہار اور اُس کے رد لکھنے پر- ایسے سببوں سے آگ ان کے فتنے کی ٹھنڈی ہو گئی اور نئے دین والے بھی زبان دبا کر بات کرنے لگے اور توجیہ بات بنانے میں اور تقیہ جاری ہوا، ہزاروں ہزار آدمی اُس طریقے سے تائب ہوئے، صرف وہی لوگ کہ جن کو سخن پروری کا پاس دین پر غالب ہوا، یا جن کو وہ پیشہ واسطہ ہوا دنیا پیدا کرنے کا اُس طریق پر قائم رہے مگر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ، اہل علم کی مجلسوں میں تقیہ سے گزارا کر کر مولوی اسماعیل وغیرہ ارکان دین جدید نے بھی اس بحث کو کم کر کر وعظ کو منحصر کیا-

[سید احمد رائے بریلوی کی نام نہاد تحریکِ جہاد]:

جہاد کی ترغیب پر اس حیلہ جمیلہ سے کہ امر محمود ہے بہت لوگ اکٹھے ہوئے اور روپیہ جنس بھی جس کو توفیق ہوئی بقدر حوصلہ دیا، ایک جماعت کے ساتھ گئے افغانستان کو اور سید احمد کو امیر المومنین بنایا اور سکھ پر جہاد کا عزم کیا، مگر اُس میں بھی وہی پیشین گوئیاں کہ فلانی تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفرہ سکھ امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا جائے گا اور فلانی تاریخ فلانہ ملک فتح ہوگا اور نماز عید کی فلانی سال میں امیر المومنین جامع مسجد لاہور میں پڑھیں گے اور اللہ کا یوں حکم ہوا ہے اور لڑائی کے وقت توپ بندوق سکھ کی بند ہو جائے گی، بلکہ بعضے افغان اسی شرط پر داخل بیعت ہوئے تھے جبھی مقابلہ ہوا-

فقرائے کفرہ سکھ کے سامنے سے جان بچا کر بھاگ گئے اور عار جہاد سے بھاگ جانے کے کہ بڑا گناہ کبیرہ ہے اختیار کی اور اہل پیشاور کے مخالفوں سے مل کر مسلمانوں کا قتل ونہب کیا- جب فوج سکھ متوجہ پیشاور ہوئی انھیں کے ساتھ بھاگ کر راہ پنجتار کی لی- پنجتار کا رئیس فتح خان نام اور نسب افغان، بہت تعظیم وتکریم سے پیش آئے اور بیعت کی جہاد پر اطاعت وفرماں برداری جیسی چاہیے ویسی کی، اپنے تمام ملک کا خراج بھی امیر المومنین کی سرکار میں داخل کرنا قبول کیا اور عامل حاکم اُن کے اپنے اپنے مکانوں پر مقرر کرا دیے، تحصیل وحکم ان کا جاری کرایا اور مقدور والوں نے جو بے چارے وہاں تھے اپنے

گھر کے مال سے عورتوں کے زیور تک بھی دریغ نہ کیا، پاس ایمان داری کا جیسا چاہیے وہ بجا لائے- واقع میں افغان کی قوم دین داری کے باب میں بڑی مضبوط ہیں، دین کے نام پر ان کو جان دینا ایسا عزیز ہے کہ اوروں کو جان رکھنا- مولوی اسماعیل اتنی ہی حکومت کا تحمل نہ کر سکے، آپ سے باہر ہو گئے، تظلمات بے جا اور دین جدید کے احکام جاری کر دیے اور سید احمد کے نام پر ﷺ کا لفظ تجویز ہوا اور سکہ مہر کا یہ ٹھہرا "اسمه أحمد" اور وہ جو صراط مستقیم میں سید احمد کو پیغمبر بنانے کی تمہید کر رکھی تھی اُس کا اظہار شروع کیا اور فقہ اور فقہا پر لعن وطعن و تشنیع کتب حنفیہ پر برملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس و مال و جان سے تعرض شروع کیا- ہر چند معزز آدمیوں نے سمجھایا، نہ مانا، وہ بے چارے تنگ آئے اور مشورہ کیا کہ ہم نے سکھ پر جہاد کے واسطے ان کو رئیس بنایا، یہ لوگ جو معاملہ کافروں سے چاہیے ہمارے اوپر جاری کرتے ہیں، سکھ کے مقابلے میں اُس نامردی سے بھاگے اور مسلمانوں کے جان و مال پر اس قدر دلیری کرتے ہیں، دین ایمان کا بھی ان کے کچھ ٹھکانا نہیں ہے، دفع کیا چاہیے مگر ایک بار پھر بھی یہ سب حال ظاہر کرنا چاہیے- چناں چہ عالموں اور سرداروں کو بھیجا جو کہنا تھا کہا، مگر مولوی اسماعیل نے ایک نہ سنی، آخر کو مسلمانوں نے جتنے آدمی ہم راہی مولوی اسماعیل کے جہاں جہاں متعین اور ظلم و اجرائے حکم دین جدید میں مشغول تھے ایک مرتبہ سب کو مار ڈالا- فتح خان نے عذر کیا کہ مَیں اسی روزِ سیاہ کے واسطے کہتا تھا کہ حد اعتدال سے بڑھنا اور دین جدید کے احکام جاری کرنا اور لوگوں کے مال و جان و ناموس سے تعرض کرنا مناسب نہیں ہے، اب کام ہاتھ سے نکل گیا کہ تمام ملک پھر گیا، کچھ اس کا تدارک نہیں ہو سکتا، مگر تم کو اس مہلکہ سے بچا کر باہر نکالے دیتا ہوں، پھر جو کچھ مقدر میں ہوگا ظہور میں آئے گا-

سید احمد اور مولوی اسماعیل وغیرہ چند آدمیوں کہ ہم راہ تھے اُس ملک کی حد سے باہر نکال کر اپنے ملک کو رعایا کی استمالت اور انتظام کے واسطے، پھرا، سید احمد وغیرہ بھاگے جاتے تھے کہ عین بھاگنے کی حالت میں ایک جماعت وہاں پہنچی کہ اُن سب کو مار ڈالا، کوئی کہتا ہے سکھ تھے، کوئی کہتا ہے پٹھان تھے، اُن میں سے کوئی نہ بچا اور جو اکثر بھاگ کر آئے سو ملک پنجاب سے تھا اور وہ صدمہ کہ بالیقین مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اُٹھایا اب سید احمد کے امتی لوگ مختلف ہیں، کوئی کہتا ہے کہ رجعت کریں گے یعنی پھر کر آئیں گے اور جو وعدے کیے ہیں سب کو سچ کریں گے، کوئی کہتا ہے کہ فلانے پہاڑ پر زندہ موجود ہیں، مگر خلق کی نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں اور جس پر چاہتے ہیں ظہور کرتے ہیں اور بشارتیں بھیجتے ہیں- اس قسم کے آدمیوں کو راقم نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور اُن سے یہ خرافاتیں سنیں-

[سیداحمدرائے بریلوی کی فضیلت پروضع کی گئی حدیث]:

بعضے خبیثوں نے ان دنوں میں افترا کیا ہے رسول اللہ ﷺ پر اور ایک عبارت وضع کو نسبت کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف، وہ یہ ہے:

وعن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ يكون فی امتی رجل اسمه احمد خلقه كخلقی ليس خلقه كخلقی ويكون خليفة اللّٰه فی الارض فيقاتل الكفار فيغيب بعد فتح قليل ويئس الناس الا ماشاء اللّٰه ولهم درجات الصدّيقين ثم خرج رجل من خلفائه من المشرق ويبايع الناس علی غيبة الامام ويومئذ وقع النزاع بين الناس فی التامين ينكره الناس ويخالفون فيه الا انهم يهود هذه الامة انا بریئ منه وهم بريیون منی ثم يخرج بعد عشر وبضع سنين يملأ الارض قسطا وعدلا كما كانت ملئت جورا وظلما من باشره فی القتال الاول كانت لهم درجات اهل بدر وشهداء ه كشهداء اهل بدر
(اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

[ترجمہ: میری امت میں احمد نامی ایک شخص ہوگا، جس کی خلقت میری طرح ہوگی، تاہم اس کے اخلاق مجھ سے مختلف ہوں گے- زمین میں وہ اللہ کا نائب بن کر کفار سے قتال کرے گا، مگر کچھ فتح یابی کے بعد وہ روپوش ہوجائے گا تو لوگ مایوس ہوجائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ نے چاہا- اور ان لوگوں کو صدیقین سا مقام حاصل ہوگا- پھر اس شخص کے خلفا میں سے ایک شخص مشرق سے نمودار ہوگا کہ لوگ امام کی غیر موجودگی میں اس سے بیعت کریں گے، پھر امن وامان کے سلسلے میں لوگ آپس میں جھگڑا کریں گے، ناپسندیدگی کا اظہار کر کے اس سلسلے میں مخالفت کریں گے، مگر وہ (مخالفین) اس امت کے یہودی ہوں گے، مَیں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں- پھر وہ شخص تقریباً دس سال بعد نمودار ہو کر دنیا میں عدل وانصاف کی بیل داغ دے گا، حالاں کہ وہ جور وستم سے مملو ہوچکی تھی- اب جنھوں نے پہلی جنگ میں اس کا ساتھ دیا وہ اہل بدر کے درجے پر ہیں اور اس قتال میں شہید ہونے

والے حضرات شہدائے بدر کی طرح ہیں-]

دیکھو ایسا صریح افترا اور جرأت کتاب کے نام لینے کی اور لیاقت یہ کہ عبارت بھی قاعدۂ عربیت سے درست نہیں-

[شاہ اسحاق دہلوی پر اسماعیلیت کا رنگ]:

الغرض سید احمد اور مولوی اسماعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرو ہو گیا تھا، مولوی اسحاق ☆ کے باعث سے پھر کچھ کچھ بھڑک اٹھا- طریقہ اس کا یوں ہوا کہ بعد مرنے شاہ صاحب کے مولوی اسحاق اُن کے وارث و جانشین ہوئے، وعظ و فتوے میں موافق سلف کے تھے اور مذہب اسماعیل کے مخالف اُن کے ہاتھ کے فتوے لکھے ہوئے موجود ہیں، مگر آدمی نہایت سادے سیدھے سلیم تھے، کسی طرح کی قوت اور حرکت اُن کی طبیعت میں نہ تھی، جیسا علم ویسا ہی بیان، سلامت روی سے بسر اوقات کرتے تھے- جب اُن کے داماد مولوی نصیر الدین امیر المومنین بنے اور فکر و تدبیر طلب و تحصیل روپیہ کی مولوی اسحاق سے متعلق ہوئی، اسماعیلیہ طریق کے لوگوں کا اُن کے یہاں دخل ہوا اور اُن کی تالیف و ملانا ضرور پڑا، وہ لوگ اس کام کے بڑے بانی کار تھے- اس اختلاط کے باعث کسی قدر وہ بھی جھکے اور باتیں گول گول کہنے لگے کہ دونوں فریق راضی رہیں اور اُن کی کم گوئی کے سبب ایک مدت تک پردہ پڑا رہا، پھر ظاہر ہو چلا- باہر والے اور جن کو کم ملاقات تھی ویسے ہی معتقد رہے اور کثرت صحبت والے اس بات کو پا کر بھڑک گئے- آخر آخر کو غلبہ اسماعیلیہ کا اُن کے مزاج پر ہو گیا اور یہی اسماعیلیہ لوگوں کا اُن پر ایک اور بڑا دباؤ ہو گیا وہ یہ کہ بسبب فوج کشی انگریزوں کے کامل وغیرہ پر اُس ملک میں تخلل پڑا اور روپیہ جو مہاجنوں کے ذریعے سے اُس طرف کو بھیجا تھا مارا گیا اور مولوی نصیر الدین مر گئے- مہاجنوں سے وہ روپیہ لینا منظور ٹھہرا اور حاجت ہوئی عدالت میں نالش کرنے کی، چناں چہ تا صدر الٰہ آباد وہ مقدمے پہنچے اور مولوی اسحاق نے ڈگریاں حاصل کیں، چوں کہ وہ روپیہ اور بہت سا روپیہ کہ ابھی پہنچانہ تھا لایا ہوا اُن ہی اسماعیلیہ کا تھا، اُن سے ہر طرح کا دغدغہ اور محل خوف تھا- اُن ایام میں مولوی اسحاق کی اسماعیلیت اور بھی بڑھ گئی-

[شاہ اسحاق دہلوی اور افکار نجدیہ کی ترویج و اشاعت]:

اور ان کی کتابوں میں اگر چہ اسماعیلیہ کا سا زور و شور نہیں ہے اور بہت تنزل ہے، یعنی بعض باتوں کو کہ مولوی اسماعیل مطلق کفر و شرک کہتے ہیں مولوی اسحٰق اُن میں سے کسی کو مکروہ، کسی کو حرام، کسی کو جائز،

☆ حالات جاننے کے لیے دیکھیں: ص 261

کسی کو مختلف فیہ لکھتے ہیں، کسی میں تفصیل کرتے ہیں کہ ایک طرح درست ایک طرح نادرست، مگر جو اصل نجدیہ کی باتیں ہیں وہ اُن کے کلام میں ہیں، کوئی کھلی ہوئی، کوئی دبی ہوئی- ایک بڑا پردہ ان کی کتابوں کی عیب پوشی کا یہ ہوا کہ ہر جگہ نقل وسند لے آئے، ہر مسئلے پر حدیث وتفسیر فقہ تصوف کی کتابوں سے اور کتابوں کی عبارتیں لکھ دیں کہ یہ بات اسماعیلیہ میں نہ تھی، ظاہر میں دیکھنے والوں نے سمجھا کہ یہ تو موافق ہیں سلف کے اور اُن کی سند لاتے ہیں یہ تو سنی مسلمان ہیں، نجدی اسماعیلی نہیں ہیں- جب وہ کتابیں اہل تحقیق کی نظر سے گزریں نقل کو مطابق کیا اصل سے تو عجب گل کھلا کہ تغیر وتصرف وکمی بیشی ان میں بہت ہے اور نقل مطابق اصل کے نہیں ہے! کہیں ایک فقرہ بیچ میں سے اُڑا دیا، کہیں بڑھا دیا، کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت کی، کہیں نقل کی اصل میں اصل ہی نہیں، اور دونوں کتابیں یعنی مایۃ المسائل اور اربعین میں باہم اختلاف اس طرح کی خرابیاں اور رسوائیاں ان کتابوں میں بہت ہیں اور اہل تحقیق کی کوششوں سے یہ حال سب ظاہر ہوا اور مشہور ہو گیا ہے-

❑❑❑

دوسرا باب: نجدیہ کے عقائد کے بیان میں

اس مذہب میں چند رسالے لکھے گئے کہ علمائے اسلام نے سب کا رد کیا، سب سے بڑا کتاب التوحید ہے، تصنیف محمد بن عبدالوہاب کا - اس کے رد کا نام "ہدایۃ مکیہ" ہے اور اُسی محمد بن عبدالوہاب نے اپنی کتاب کو مختصر کیا، اُس میں بھی اصل مطلب سب موجود ہے - وہی کتاب التوحید صغیر پہلے دن مکہ معظّمہ میں گئی کہ علمائے مکہ نے اُس کا رد لکھا اور تقویۃ الایمان گویا اُسی کا ترجمہ و شرح ہے -

راقم اُسی کا ترجمہ لکھ کر بعد بڑھانے لفظ "فائدہ" کے اشارہ کر دے گا کہ تقویۃ الایمان میں بھی یوں ہی لکھا ہے، اُس کے بعد نقل کرے گا کلام علمائے مکہ کا کہ دونوں کے رد کے واسطے کافی ہو اور بعد ترجمے کے لفظ "فائدہ" کا بڑھا کر تائید اس کی کرے گا شاہ عبدالعزیز وغیرہ مولوی اسماعیل کے بزرگوں سے

[کتاب التوحید کی تلخیص]:

نجدی نے کہا:

اما بعد:

فهذا التفصيل لما أجمله و تلخيص لما فصله المولٰى المستطاب امير المؤمنين امام الموحدين الشيخ عبدالوهاب طوبٰى له وحسن ماب اقتصرناه من كتابنا الكبير لتسهيل الضبط على كل قارى من الكبير والصغير مرتب على بابين الباب الاول فى رد الشرك والباب الثانى فى رد البدعة الباب الاول فى رد الشرك وفيه خمسة فصول الفصل الاول فى تحقيق الشرك وتقبيحه و تقسيمه

ترجمہ: لیکن بعد پس یہ تفصیل ہے اور تلخیص ہے اس کی کہ مولی پاک امیر المومنین

امام الموحدین شیخ عبدالوہاب نے اسے اجمال وتفصیل سے بیان کیا ہے ہم نے
اپنی بڑی کتاب سے اقتصار کیا کہ ہر چھوٹے بڑے پڑھنے والے پر اس کا ضبط
آسان ہو، مرتب ہے دو باب پر، پہلے ردشرک میں، دوسرے ردِ بدعت میں۔
پہلے میں پانچ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل شرک کی تحقیق اور برائی اور تقسیم میں۔

علمائے مکہ معظّمہ نے کہا:

اما بعد:

فقد ورد الصحیفة الردیة اعنی الرسالة النجدیة ضحوة الجمعة سابع شهر المحرم ۱۲۲۱ھ بحرم اللّٰه المحترم وبیت اللّٰه المکرم وجند شیاطین النجد الیها قاصدة علی نیات خبیثة وعزائم فاسدة والاخبار موحشة غیر راشدة وما فعلوا بالطائف من القتل والنهب والسبی وهدم مسجد عبداللّٰه بن عباس رضی اللّٰه عنه وینذر باساءة ادبهم فی البلد الامین فاجتمع علماء مکة المعظمة زادها اللّٰه شرفا بعد صلوة الجمعة عند باب الکعبة اکبوا علی مطالعة الرسالة النجدیة لیحقق ما فیها من الغی والضلال وامرنی المدیر وانا احمد بن یونس الباعلوی بکتابة ماقالوا رحمهم اللّٰه تعالٰی.

ترجمہ: لیکن بعد حمد وصلوٰۃ کے پس آیا براصحیفہ یعنی نجدیہ کا یہ رسالہ اول وقت جمعہ کے دن ساتویں محرم ۱۲۲۱ھ کو اللہ کے بزرگ گھر میں اور لشکر نجد کے شیطانوں کا اللہ کے گھر کی طرف قصد کرنے والا ہے ناپاک نیت اور برے ارادے سے اور خبریں بڑی وحشت ناک ہیں اور طائف میں جو انھوں نے کیا مار ڈالنا اور لوٹنا اور بندی لینا اور عبداللہ بن عباس کی مسجد ڈھا دینا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظّمہ میں بھی بے ادبی کریں گے۔ پس علما مکہ معظّمہ کے اکٹھے ہوئے بعد نماز جمعہ کے کعبے کے دروازے کے آگے اور نجدیہ کے رسالے کے دیکھنے پر مصروف ہوئے کہ اس کی گم راہی تحقیق کریں اور مجھ کو کہ احمد بیٹا یونس باعلوی کا ہوں۔ مدیر

نے حکم کیا کہ علما جو اس پر کلام کریں لکھتا جاؤں۔ پس شروع کیا مَیں نے لکھنا اُس کا کہ عالموں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے۔

[نجدیہ کا نظریۂ شرک اور اس کی توضیح وتنقیح]:

قال النجدی:

اعلموا أن الشرک قد شاع في هذا الزمان و ذاع والأمر قد آل إلـى مـا وعـد الـلّـه وقـال ومـا يـؤمن أکثـرهم بـاللّٰـه إلا وهم مشركون. (یوسف:۱۰۶)

ترجمہ: جانو کہ تحقیق شرک اس زمانے میں پھیل رہا ہے اور جیسا اللہ نے وعدہ کیا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ اللہ نے کہا تھا ''اور نہیں مسلمان اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں''۔

فائدہ:

تقویت الایمان کے پہلے باب میں اول یہی بیان کیا لمبی تقریر سے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب۔ سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں **وما يومن اكثرهم بالله الا وهم مشركون** اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں، یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو شرک میں گرفتار ہیں۔☆

قالوا:

فـي هـذا الكلام أنواع من الفساد منها ان الأية الكريمة بيان الحال لا وعد فی الاستقبال وکفی حجة علی ذلک سوق المقال.

قال اللّٰه تعالٰی:

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ. وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ. وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ. وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ. اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ. [یوسف:۱۰۳تا۱۰۷]

☆تقویت الایمان:ص۵

ومنها ان المراد بالايمان فی قوله تعالیٰ "یؤمن" لیس بالمعنی الشرعی بل المراد منه قول خالقیة اللّٰہ تعالیٰ کما کان حال مشرکی قریش

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فی تفسیر هذه الآیةوَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهم[الزخرف:۸۷]و "من خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ط[لقمان:۲۵] فذلک ایمانهم وهم یعبدون غیره فذلک شرکهم (اخرجه البخاری وغیره)☆

ولما قال اهل السنة ان الایمان هو التصدیق أورد المعتزلة هذه الآیة ردّا علی اهل السنة علی فهم انها تدل علی اجتماع الایمان مع الشرک مع ان الشرک لا یجتمع مع التصدیق بجمیع ماجاء به النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فان التوحید ایضا منها اجاب اهل السنة بان المراد بالایمان لیس ههنا بالمعنٰی الشرعی وهذا التفصیل مذکور فی کتب التفسیر والعقائد فما قال الملعون النجدی تفسیر بالرأی علی خلاف التفسیر الصحیح المروی فی الصحاح وشذوذ مخالف للجماعة.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: نجدی کے اس کلام میں بہت طرح کے فساد ہیں- ایک ان میں سے یہ کہ آیہ کریمہ حال کا بیان ہے نہ وعدہ ہے آگے کا، جیسے نجدی نے ٹھہرایا اور دلیل کافی اس بات پر سوق کلام ہے-

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور نہیں اکثر آدمی اگرچہ بہت خواہش ہو تیری مومن اور نہیں مانگتا تو اُن سے اُس پر اجر- نہیں ہے مگر وہ نصیحت واسطے سارے عالم کے اور بہت نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں کہ اُن پر گزرتی ہیں اور ان نشانیوں سے منہ پھیر لیتے ہیں اور نہیں کہتے اللہ کو خالق اکثر اُن کے، مگر کہ وہ شرک کرتے ہیں غیر کی عبادت کر

☆**صحیح بخاری**: کتاب التوحید/ باب قول الله تعالی فلا تجعلوا لله اندادا

کر- کیا نڈر ہوئے کہ آجائے اُن پر ڈھانک لینے والی آفت اللہ کے عذاب سے یا آجائے اُن کو قیامت اچانک اور اُن کو خبر نہ ہو، فقط-

دوسرا فساد نجدی کے کلام میں یہ ہے کہ مراد ایمان سے یؤمن میں ایمان بمعنی شرعی نہیں ہے بلکہ مراد ایمان سے اللہ کا خالق کہنا ہے جیسا کہ مشرک قریش کے کہتے تھے- ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ انھوں نے کہا: اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا اُن کو اور آسمان وزمین کو، تو کہتے ہیں اللہ نے- پس یہ ان کا ایمان ہے سو وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے غیر کی، یہ ان کا شرک ہے- صحیح بخاری وغیرہ میں یہ حدیث ہے-

اور جب اہل سنت نے کہا کہ ایمان تصدیق ہے، معتزلہ اہل سنت پر رد میں اس آیت کو لائے یہ سمجھ کر کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جمع ہونا ایمان کا ساتھ شرک کے- باوجود یکہ شرک تصدیق کے ساتھ جمع نہیں ہوتا، کیوں کہ جمیع اُس کا کہ پیغمبر ﷺ لائے اُس میں توحید بھی ہے- اہل سنت نے جواب دیا کہ مراد ایمان سے یہاں بہ معنی شرعی نہیں ہے- یہ تفصیل عقائد وتفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے-

پھر جو ملعون نجدی نے کہا وہ تفسیر ہے اُس کی رائے، کے خلاف تفسیر صحیح کے اور جماعت کے مخالف-

فائدہ:

حاصل آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے حال اُن لوگوں کا کہ باوجود حرص نبی ﷺ کے ایمان لانے والے نہیں ہیں اور اُن کا اللہ کو خالق کہنا ساتھ عبادت غیر کے مفید نہیں، نہ یہ کہ مسلمان مشرک ہیں یا آگے کو مسلمان مشرک ہوں گے-

[حدیث "حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین" کا جائزہ]:

قال النجدی:

وظهر ما قال رسول اللّٰه لا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الأوثان (رواہ الترمذی)☆

☆**سنن الترمذی**: ابواب الفتن/باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی تخرج کذابون۔ **حدیث نمبر** ۲۲۱۹

وعن عائشة قالت سمعت رسول اللّٰه يقول ﷺ لايذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات والعزى فقلت يا رسول اللّٰه ان كنت لاظن حين انزل اللّٰه هوالذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ان ذلک تامٌ قال انه سيكون من ذلک ماشاء اللّٰه ثم يبعث اللّٰه ريحا طيبة فتوفى من كان فى قلبه حبة من خردل من ايمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون الى دين آبائهم☆ (رواہ مسلم) فانا نرى عامة مؤمنى هذا الزمان مشركا.

ترجمہ: اور کہا نجدی نے: ظاہر ہوا وہ جو کہا تھا رسول اللہ نے کہ نہیں آنے کی قیامت یہاں تک کہ مل جائیں کتنی قومیں میرے امت سے مشرکوں میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں کئی قومیں میری امت سے اوثان کو، روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مَیں نے سنا پیغمبر خدا سے کہ کہتے تھے نہیں قیامت آئے گی یہاں تک کہ پوجے جائیں لات وعزی، سومَیں نے کہا یارسول اللہ! مَیں جانتی تھی جب اُتاری اللہ نے آیت هو الذى ارسل رسوله الخ یوں کہ دین حق کا غلبہ آخر تک رہے گا، فرمایا کہ جب تک اللہ چاہے گا رہے گا، پھر بھیجے اللہ ایک ہوا اچھی سو مر جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے بھر ایمان ہوگا، پھر رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں، سو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔ سو ہم دیکھتے ہیں اس زمانے کے سارے مسلمانوں کو مشرک۔

فائدہ: تقویت الایمان میں لکھا ہے:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانے میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا، سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔☆☆

☆صحیح مسلم: کتاب الفتن/ باب لاتقوم الساعة حتى تعبد روس ذا الحلصة/ حدیث نمبر ۷۲۹۹

☆☆تقویت الایمان: ص۳۶

قالوا:

ایھا الشقی الغبی الغوی! ان کنت مستیقنا ان ھذا الزمان ھوالزمان الموعود فی ھذہ الاحادیث فانت وابوک وجندک علی علمک قطعا ممن لا خیر فیہ ورجعوا الی دین اٰبائھم ولیس فی قلبک وقلب جندک حبۃ من خردل من الایمان فان من کان فی قلبہ حبۃ من خردل من الایمان فقد توفی فکیف تدعی الایمان لک ولابیک وجندک و کیف کان ابوک امیر المومنین ونحن نقول کما قال الجماعۃ ان ھذا حال اشرار الناس الذین لا تقوم الساعۃ الاعلیھم ولیس ھو بزماننا قطعا فان شیئاً من الاٰیات الکبری لم توجد الی الاٰن فنحن بفضل اللّٰہ تعالٰی نومن باللّٰہ ورسولہ.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے شقی، بے وقوف، گم راہ! اگر تجھ کو یقین ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ موعود ہے پس تو اور تیرا باپ اور تیرا لشکر تیرے علم وحکم کے موافق نرے بے ایمان باپ دادے کے دین پر پھرے ہوئے ہیں، کیوں کہ جن کے دل میں رائی کے دانے بھر ایمان تھا وہ مر گئے، پھر تو اپنے اور اپنے لشکر اور اپنے باپ کے ایمان کا دعویٰ کیوں کر کرتا ہے اور تیرا باپ کیوں کر امیر المومنین ہوا۔

اور ہم کہتے ہیں جیسا کہ کہا جماعت نے کہ حدیث شریف بیان ہے حال کا اُن لوگوں کے کہ قیامت نہ آئے گی مگر ان پر اور یہ وہ زمانہ نہیں ہے یقینی، کیوں کہ کوئی بڑی علامت قیامت سے ابھی تک نہیں پائی گئی۔ پس ہم اللہ کے فضل سے ایمان لانے والے ہیں اللہ ورسول کے ساتھ۔

[نبی وولی کے شفیع ہونے پر علمی وعقلی دلائل]:

قال النجدی:

فواحد یعبد النبی و متبعیہ حیث یعتقد ھم شفعائہ و اولیائہ وھذا

اقبح انواع الشرک.

ترجمہ:[نجدی نے کہا] پس کوئی پوجتا ہے پیغمبر کو اور پیغمبر کے پیرووں کو اس طرح کہ اُن کو اپنا شفیع وولی اعتقاد کرتا ہے اور یہ بدترین انواع شرک کا ہے۔

فائدہ:

تقویۃ الایمان میں آیہ کریمہ **والذین اتخذوا من دونه اولیاء** کے بعد لکھا کہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے، گو کہ یہی جان کر کہ اُس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا۔☆

اور آیہ کریمہ **قل من بیده ملکوت کل شئ** کے بعد لکھا:

معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اُسی کی مخلوق اور اُسی کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابلے کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہ پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی اُن کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔☆☆

قالوا:

معاذ اللّٰہ! ان یکون اعتقاد شفاعۃ النبی و متبعیه و ولایتھم شرکا وعبادۃ اما تفھم ایھا الملعون! ان الاعتقاد الثابت بالقرآن کیف یکون شرکا؟ قال اللّٰہ تعالیٰ " اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا "[المائدۃ:۵۵] **فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ "**[المائدۃ:۵۶] **واثبت الصحابة ومن بعدھم فی قوله تعالیٰ " فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ "**[المدثر:۴۸] **"وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ "**[التوبۃ:۷۴] **ثبوت الشفاعة والولایة والنصر للمومنین والا لما**

☆تقویت الایمان:ص۶ ☆☆مرجع سابق:ص۷

كـان لـنـفـي نـفـعهـا عن الكٰفرين عند قصد تقبيحهم معنى وهذا يـذكـر عـلـى سبيل التفصيل في التفسير والعقائد في ذيل قولهم "الشفاعة حق" والبحث مع المعتزلة المنكرين

وثبـت في الحديث عن الضحاک قال: قال لي ابن عباس احفظ عـنـي كـل شـئ في القرآن وما لهم في الارض من ولي ولا نصير فهو للمشركين واما المومنون فما اكثر شفعائهم وانصارهم☆

فـنـقـول كـان النجدي أقر بانه ليس من المؤمنين وهذا صدق لا مرية فيه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: معاذ اللہ! کہ پیغمبر اور پیغمبر کے پیرووں کی شفاعت اور ولایت کا اعتقاد شرک وعبادت ہو! -اے ملعون! کیا تو نہیں سمجھتا کہ جو چیز قرآن سے ثابت ہو اس کا اعتقاد کیوں کر شرک ہوگا -اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "نہیں ہے ولی تمہارا مگر اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ جو ایمان لائے پس بیشک اللہ کا گروہ ہی غالب ہیں" اور قرآن شریف میں جو اس طرح کی آیتیں ہیں کہ نفع نہ کرے گی کافروں کو شفاعت اور اُن کا کوئی ولی نصیر نہیں، سو پیغمبر خدا کے اصحاب نے اور انھوں نے جو بعد اُن کے ہوئے اُن ہی آیتوں سے ثابت کیا شفاعت ونصرت وولایت کو واسطے مسلمانوں کے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی برائی میں فرماتا ہے -اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو نافع ہے اور اگر نہیں تو خاص کافروں کی کیا برائی ہوتی - یہ بات تفسیر کی کتابوں میں ان آیتوں کے بیان میں اور عقائد کی کتابوں میں جہاں لکھتے ہیں "**الشفاعة حق**" اور بحث کرتے ہیں معتزلہ سے کہ وہ منکرین شفاعت کے بہ تفصیل مذکور ہے-

اور حدیث میں ثابت ہوا ضحاک سے کہا اُس نے کہ کہا مجھ سے ابن عباس نے کہ یاد کر مجھ سے جہاں قرآن میں آیا ہے "**ومالهم في الارض من ولي ولا نصير**" پس وہ واسطے مشرکین کے ہے اور لیکن مومن پس اُن کے شفیع ونصیر

☆الدر المنثور في التفسير بالماثور: ج۴/ص۲۴۵

بہت ہیں۔
ہم کہتے ہیں کہ گویا نجدی نے اقرار کیا کہ وہ مومنین سے نہیں ہے اور یہ سچ ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

فائدہ:

شاہ عبدالعزیز **لا تقبل منها شفاعة** کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

دریں جا باید دانست کہ معتزلہ بایں آیت درنفی شفاعت تمسک می کنند و می گویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد لیکن نمی فہمند کہ دریں آیت نفی شفاعت از طرف کسے است کہ ہرگز شکر نعمت الٰہی نکردہ باشد وآن نیست مگر کافر وشفاعت درحق کافر بالاجماع مقبول نیست☆

ایضا فیہ: آیات واحادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت می کنند پس تخصیص ایں آیت لابداست۔☆☆

اوربھی اُس میں ہے:

احادیث معتبرہ[متواترہ] بیان کردند کہ غیر از کافر درحق ہمہ اہل معاصی حکم بہ شفاعت خواہد شد، پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است وبس ومناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است زیرا کہ ایں کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب ونیز ہم مشربان ایشاں است[از اولاد انبیا واولیا ومتوسلان بزرگان دین کہ خودرا بتوسل بزرگاں مامون از مواخذہ وباز پرس] می دانند[ومی فہمند] کہ باوجود کفر[وقبائح دیگر] بزرگان ماماراازعذاب خلاص خواہند ساخت۔انتہی ملتقطا۔☆☆☆

قال النجدی:

وهو كفر مشركى زمن النبى حيث قال اللّٰه تعالىٰ ويعبدون من دون اللّٰه مالا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هولاء شفعائنا عنداللّٰه

☆تفسیر عزیزی:ص۱۵۲ ☆☆تفسیر عزیزی:ص۱۵۳
☆☆☆تفسیر عزیزی:ص۱۵۳

قل أتنبئون اللّٰه بما لا يعلم فی السموات و لا فی الارض سبحانه وتعالی عما یشرکون [یونس:۸۱] وقال اللّٰه تعالیٰ والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی اللّٰه زلفی ان اللّٰه یحکم بینهم فیما هم فیه یختلفون انّ اللّٰه لایهدی من هو کاذب کفار [الزمر:۳]

ترجمہ: کہا نجدی نے: اور وہی تھا کفر پیغمبر کے زمانے کے مشرکوں کا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے اور پوجتے ہیں سوائے اللہ سے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دے اور نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس- کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور زمین میں- پاک ہے وہ اور بڑا ہے اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور کہا اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں نے کہ پکڑا اللہ کے غیر کو اولیا اور کہا کہ نہیں پوجتے ہم اُن کو مگر اس لیے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف، بے شک اللہ حکم کرے گا اُن میں اُس چیز میں کہ اختلاف کرتے تھے- تحقیق اللہ ہدایت نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو-

قالوا:

لعنة اللّٰه علی الشقی الغوی الغبی! یدعی شیئا ویستدل علیه بایة ویذکر الآیة مع عدم مناسبة بینهما اصلا ولا یستحی ویجتری علی الافتراء علی اللّٰه تعالیٰ جعل الدعوی ان اعتقاد شفاعة النبی شرک وعبادة والمذکور فی الایة یعبدون و یقولون هولاء شفعائنا ونعبدهم لیقربونا الی اللّٰه فالقول بان الشفاعة عبادة وشرک لایثبت بالآیات بل الشرک هو عبادة الآلهة غیر اللّٰه وما جعلوه عذرا لعبادة غیر اللّٰه فاخطأوا فی کونه سببا لها فان غیر واحد من ائمة التفسیر صرحوا بان المشرکین غلطوا وخبطوا حیث جعلوا المحبوبیة والشفاعة الثابة للخواص سببا للالوهیة وزعموا ان اللّٰه تعالیٰ یجعل المحبوب والشفیع الها

فقالوا يجب عبادة المحبوب والشفيع لصيرورته الها لاعبادة الله العلي الاكبر فانها لا تفيد لكونه في غاية التعالي فالشرک هو جعل الشفيع الها وعبادته لا اعتقاد شفاعة النبي ومتبعيه فانه من الايمان بل ولا نفس اعتقاد شفاعة كافر مع انه باطل قطعا فان كل باطل ليس بشرک ولا اعتقاد شفاعة شفيع لكافر وما ذكرنا هو محصل الآيات لا ان الشفاعة نفسها عبادة واعتقاد شفاعة النبي شرک كما قال الملحد النجدی.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: لعنت خدا کی شقی، گم راہ، بے وقوف پر! دعوے کرتا ہے ایک چیز کا اور دلیل میں ذکر کرتا ہے آیت کو اور دعوے کو آیت سے کچھ مناسبت نہیں ہوتی، شرماتا نہیں اور اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کرتا ہے!-

دعویٰ کیا کہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد شرک وعبادت ہے اور آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ عبادت کرتے ہیں غیر کی اور کہتے تھے کہ یہ معبود ہمارے شفیع ہیں، عبادت کرتے ہیں ہم معبودوں کی تو ہم کو نزدیک کر دیں اللہ سے، پس یہ بات کہ ''شفاعت شرک وعبادت ہے'' آیتوں سے ہرگز ثابت نہیں، بلکہ شرک عبادت ہے معبودوں کی سوائے اللہ کے اور مشرکوں نے جو عذر ٹھہرایا ہے عبادت کا یعنی اُن کا شفیع ہونا، سو اس میں خطا کی ہے تفسیر کی- بہت اماموں نے تصریح کی ہے کہ مشرکوں نے غلطی کی اور ضبط کیا کہ محبوبیت و شفاعت کو کہ خواص کے واسطے ثابت ہے سبب ٹھہرایا اللہ ہونے کا اور گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ محبوب اور شفیع کو الہ و خدا کر دیتا ہے اور محبوب و شفیع کی عبادت واجب ہے، اس واسطے کہ وہ اللہ ہو گئے اللہ کی عبادت فائدہ نہیں کرتی، کیوں کہ وہ بلند ہے- پس شرک شفیع کا الہ ٹھہرانا ہے اور اُس کی عبادت کرنا، نہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد، کیوں کہ وہ ایمان سے ہے- بلکہ کافر کی شفاعت کا بھی اعتقاد باوجودیکہ باطل ہے، یقیناً شرک نہیں ہے، اس واسطے کہ ہر باطل شرک نہیں ہے اور نہ اعتقاد شفاعت شفیع کا واسطے کافر کے- پس ہم نے جو ذکر کیا وہ مطلب ہے آیات کا، نہ یہ کہ شفاعت

خودعبادت اوراعتقادشفاعت ہی کا شرک جیسا کہ اس ملحدنجدی نے کہا-

فائدہ:

شاہ ولی اللہ نے حجت بالغہ میں لکھا ہے مشرکین کے حال میں:

خلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فحملوا الالفاظ المستعملة المشتبهة على غير محملها كما حملوا المحبوبية والشفاعة التى اثبتها اللّٰه تعالٰى فى قاطبة الشرايع لخواص البشر على غير محملها.☆

اوربھی اُس کتاب میں لکھا ہے:

وقالوا لا يقبل عبادة اللّٰه الا مضمومة بعبادتهم بل الحق فى غاية التعالى فلا تفيد عبادة تقربا منه بل لا بد من عبادة هؤلاء ليقربوا الى اللّٰه زلفى.☆☆

یعنی پیچھے آئے وہ کہ اُنھوں نے نمازوں کوضائع کیااورشہوتوں کی پیروی کی مشتبہ لفظوں کو جواستعمال میں ہے غیرمحمل پرحمل کیا، جیسے حمل کیامحبوبیت اورشفاعت کو (کہ ساری شریعتوں میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو ثابت کیا ہے) واسطے خاص بندوں کے غیرمحمل پراورکہا کہ عبادت اللہ کی قبول نہیں کی جاتی،مگرملی ہوئی اُن کی عبادت کے ساتھ- بلکہ اللہ بہت بلند ہے- اُس کی عبادت فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا اُس سے، بلکہ اُن کی عبادت ضرور ہے کہ اللہ کی طرف نزدیک کردیں مرتبے میں-

قال النجدى:

فقد ثبت بالنصوص القرآنية ان من اعتقد النبى وغيره وليه فهو و ابو جهل فى الشرک سواء.

ترجمہ: کہانجدی نے: پس ثابت ہواقرآن کی تصریحوں سے کہ جواعتقادکرے

☆ حجۃ اللہ البالغۃ: باب بیان حقیقة الشرك/ص٦٠

☆☆ مرجع سابق: باب التوحید/ص٥٨

نبی وغیرہ کو اپنا ولی، سو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں-

قالوا:

لم یثبت بها اصلا بل النصوص تبطل ما ادعاه کما بینا

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: جو نجدی نے کہا قرآن سے ثابت نہیں ہوا، بلکہ قرآن شریف باطل کرتا ہے اُس کے دعوے کو، جیسا ہم نے بیان کیا-

قال النجدی:

فان ابا جهل واحزابه لم یکفروا الا بهذا الاعتقاد وما کانوا یعتقدون آلهتهم مالک الملک کما قال اللّٰہ تعالیٰ قل من بیده ملکوت کل شئ وهو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون سیقولون للّٰہ قل فانی تسحرون. [المؤمنون: ۸۹-۸۸]

ترجمہ: کہا نجدی نے کہ: ابوجہل وغیرہ کافر نہیں ہوئے مگر اس اعتقاد سے اور اپنے آلہہ یعنی معبودوں کو ملک کا مالک اعتقاد نہیں کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کون ہے وہ شخص کہ اُسی کی ہاتھ میں حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اُس سے کوئی بچا نہیں سکتا اگر تم جانتے ہو- سو کہہ دیں گے اللہ، کہ پھر کیوں جادو کیے جاتے ہو-

قالوا:

العجب ان الحق یخرج من افواههم وهم مع ذلک لا یهتدون فقد اقروا بانّهم کانوا یعتقدون غیر اللّٰہ آلهة وان لم یعتقدوها مالک الملک وهو مدار شرکهم وکفرهم فان من اعتقد غیر اللّٰہ الها فقد اشرک وکفر سواء اعتقد ذلک الغیر شفیعا او لا.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: عجب ہے کہ حق اُن کے منہ سے نکلتا ہے اور اس پر بھی ہدایت نہیں پاتے، آپ اقرار کیا اور لکھ دیا کہ ابوجہل وغیرہ غیر اللہ کو آلہ اعتقاد کرتے تھے اور وہی اُن کے شرک کا مدار ہے، اگرچہ دون اللہ کو مالک الملک اعتقاد نہیں کرتے تھے- پس جو کوئی غیر اللہ کو الٰہ اعتقاد کرے مشرک و کافر

ہے،اُس غیر کو شفیع اعتقاد کرے یا نہ کرے۔

قال النجدی:

وقد نفی اللّٰہ تعالیٰ الشفاعة فقال لا تنفعهم شفاعة الشافعین وقال مالهم فی الارض من ولی ولا نصیر.

ترجمہ: [کہا نجدی نے] اور تحقیق نفی کیا اللہ تعالیٰ نے شفاعت کو اور کہا نہ نفع کرے گی اُن کو شفاعت، شفاعت کرنے والوں کی اور نہیں اُن کا زمین میں کوئی ولی ونصیر۔

قالوا:

قد اثبت اهل السنة قاطبة الشفاعة بهذه الآیات کما مر.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے کہ: اہلِ سنت نے اِن ہی آیتوں سے ثابت کیا ہے شفاعت کو جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔

[تبرک بآثار الانبیاء والصالحین]:

قال النجدی:

و واحد یعبد الاوثان کما فی حدیث الترمذی حیث یعظم قبر النبی ویقف عنده کما یقف فی الصلوٰۃ واضعاً یده الیمنی علی یده الیسری ویقول یا رسول اللّٰه اسئلک الشفاعة یا رسول اللّٰه ادع اللّٰه فی قضاء حاجتی ویناديه ویعتقد نداء ه سببا لحصول مراده ویعظم اثاره ومشاهده ومجالسه وداره حتی اتخذوا الآثار مسجدا وکل ذلک من الاوثان من نبی کان او ولی من اللات اوالعزی من المسیح او العزیر فان الصنم فی الشرع هوالمصور والوثن غیر المصور.

ترجمہ: کہا نجدی نے: اور کوئی عبادت کرتا ہے تھانوں کی جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ تعظیم کرتا ہے نبی کی قبر کی اور کھڑا ہوا ہے نبی کی قبر کے پاس جیسا کھڑا ہوتا ہے نماز میں سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر رکھ کر، کہتا ہے اے رسول

اللہ! مَیں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا، یارسول اللہ! دعا کرو اللہ سے میری
اس حاجت بر آنے کے لیے اور پکارتا ہے پیغمبر کو اور پکارنے کو سبب جانتا ہے
مراد حاصل ہونے کا اور تعظیم کرتا ہے پیغمبر کے آثار و مشاہد و مجالس و گھر کی۔
یہاں تک کہ ٹھہرایا آثار کو مساجد اور یہ سب اوثان ہیں، پیغمبر کے ہوں یا ولی
کے، لات کے یا عزیٰ کے، مسیح کے یا عزیر کے، کیوں کہ صنم شرع میں صورت
والا بُت ہے اور وثن بغیر صورت کا بُت۔

فائدہ: تقویۃ الایمان میں ترمذی کی حدیث کے فائدے میں لکھا ہے، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ وثن میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد وغیرہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جا کر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔☆

قالوا:

لعنة اللّٰه علی أعداء اللّٰه کیف جعل الملعون النجدی قبر النبی ﷺ وثنا وتعظیمه عبادة وشرکا وقال رسول اللّٰه ﷺ من زار قبری وجبت له شفاعتی☆☆

وقال رسول اللّٰه ﷺ من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی☆☆☆

وعن انس بن مالک أنه اتی قبر النبی ﷺ فوقف فرفع یدیه قال الراوی الرائی حتی ظننت انه افتتح الصلوة☆☆☆☆

وصرح المکی والماوردی والذهبی والزین المالکی وغیرهم فی آداب الزیارة بان یقف فی الصلوة

☆تقویت الایمان: مفہوم ص۹

☆☆**الف:** شعب الایمان: ج۳/ باب فی المناسك ۲۵/ فضل الحج والعمرة/ **حدیث نمبر**۴۱۵۹

ب: دار قطنی: کتاب الحج/ باب ما جاء فی زیارة قبر النبی ﷺ/ **حدیث نمبر۲۶۹۵**

☆☆☆المعجم الاوسط: باب الالف/ باب من اسمه أحمد/ **حدیث نمبر**۲۸۷

☆☆☆☆شعب الایمان: ج۳/ باب فی المناسك ۲۵/ فضل الحج والعمرة/ **حدیث نمبر**۴۱۶۴

اس حدیث کو عبداللہ بن منیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

وروی ان من وقف عند قبر النبی ﷺ فتلا هذه الأية ان اللّٰه وملائكته يصلون على النبی الأية ثم قال صلی اللّٰه علیک یا محمد من یقولها سبعین مرة ناداه ملک صلی اللّٰه علیک یا فلان ولم تسقط له حاجة.☆

أیها الجاهل! وضع الیمنی علی الیسری لیس رکنا من ارکان الصلوٰة بل من السنن المختلفة فیها بین الائمة اما تری المالکیة لایضعونه ولو کان رکنا بالفرض کالقیام مثلا فعلی هذا ایضا المنع انما یثبت بالنهی ولیس فلیس

فی البخاری ان عمر رضی اللّٰه عنه قال لرجلین من اهل الطائف لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما ضربا ترفعان اصواتکم فی مسجد رسول اللّٰه ﷺ ☆☆

روی عن ابی بکر الصدیق رضی اللّٰه عنه قال لا ینبغی رفع الصوت علی نبي حیّا ولا میتا☆☆☆

وروی عن عائشة رضی اللّٰه عنها انها کانت تسمع صوت وتد یوتد و المسمار یضرب فی بعض الدور المطیفة بمسجد النبی ﷺ فترسل الیهم، لا تؤذوا رسول اللّٰه ﷺ قالوا وما عمل علی رضی اللّٰه عنه مصراعی بابه الا بالمناصع توقیا لذلک وتأدبا معه☆☆☆☆

☆شعب الایمان: ج۳/باب فی المناسک ۲۵/ فضل الحج والعمرة/حدیث نمبر۴۱۶۹

☆☆ صحیح بخاری: کتاب الصلوة/باب رفع الصوت فی المسجد/حدیث نمبر۴۷۰(مکمل حدیث دیکھئے ص:۲۶۴)

☆☆☆المواهب اللدنیہ: ج۳/ص۴۰۹

☆☆☆☆مرجع سابق: نفس صفحہ

و روی انہ لما ناظر ابو جعفر مالکا فی مسجد النبی ﷺ فقال مالک یا امیرالمؤمنین! لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان اللّٰہ تعالٰی أدب قوما فقال: لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ الآیۃ[الحجرات:۲] ومدح قوماً فقال: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ [الحجرات:۳] و ذم قوما فقال: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ [الحجرات:۴] وان حرمته میتا کحرمته حیا، فاستکان لها ابو جعفر وقال یا ابا عبداللّٰہ! استقبل القبلۃ وادعو ام استقبل رسول اللّٰہ ﷺ ؟ فقال لم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلۃ ابیک آدم الی یوم القیامۃ بل استقبله واستشفع به فیشفعک اللّٰہ قال اللّٰہ تعالٰی: وَلَوۡ اَنَّہُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ جَآءُوۡکَ الایۃ.[النساء:۶۴]☆

لا خلاف ان موضع قبره افضل من بقاع الارض حتی موضع الکعبۃ وقال غیر واحد بل من بقاع السموات ایضا حتی العرش مع خلاف فی التفضیل بین البلدین المکرین ما عدا القبر المکرم وقد نص القاضی عیاض و ابن الجوزی والقسطلانی والعسقلانی وکل من تکلم فی هذا الشان بان حرمۃ النبی ﷺ بعد موته وتعظیمه وتوقیره لازم کما کان حال حیاته

وفی الشفاء ومن اعظامه واکباره اعظام جمیع اسبابه واکرام مشاهده وامکنته من مکۃ والمدینۃ ومعاهده وما لمسه علیه السلام اوعرف به وروی عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم رأسه اذا قعد و أرسلها اصابت الارض فقیل لهم الا تحلقها فقال لم اکن بالذی احلقها وقد مسها رسول اللّٰہ ﷺ من یدہٖ و رُأیَ ابن عمر واضعا یده علی مقعد

☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: الباب الثالث فی تعظیم النبی ﷺ بعد موته/ ج۲/ص۸۹-۲۸۸

رسول اللّٰہ ﷺ من المنبر ثم وضعها علی وجهه ☆

وروی القاضی آثارا أخر

وقال القسطلانی ینبغی ان یقف عند محاذات اربع اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الهیبة کما کان یفعل بین یدیه فی حیاته ویستحضر علمه بوقوفه بین یدیه وسماعه سلامه کما هو الحال فی حال حیاته اذا لا فرق بین موته وحیاته لمشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم و عزائمهم وخواطرهم وذلک عنده جلی لاخفاء به.☆☆

قال المراغی ینبغی لکل مسلم اعتقاد کون زیارته ﷺ قربة للاحادیث الواردة فی ذلک ولقوله تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ الآیة[النساء:۶۴] لان تعظیمه ﷺ لا ینقطع بموته وقد استدل کافة العلماء بهذه الاٰیة علی استواء حاله ﷺ ویقرء هذه الاٰیة حین الحضور بموقفة والاستغفار والاستشفاع بجنابه الاقدس من زمن الصحابة الی هذا الیوم و ذکره کل من صنف فی المناسک وآداب الزیارة من المذاهب الاربعة وحکم کون مساجد الاثار وثنا مخالفة ظاهرة ومحادة واضحة لرسول اللّٰہ ﷺ ☆☆☆

فی صحیح المسلم عن ابن مالک قال اصابنی فی بصری بعض الشیئ فبعثت الی رسول اللّٰہ ﷺ انی احب ان تاتینی فتصلی فی منزلی فاتخذه مصلی قال جاء نی الحدیث وفی روایة منه تعال فخط لی مسجدا ☆☆☆☆

☆مرجع سابق:الباب الثالث، الفصل السابع ومن اعظامه و اکباره/ ج۲/ص۲۹۹

☆☆المواهب اللدنیہ: ج۳/ص۴۱۰

☆☆☆تحقیق النضرة بتلخیص معالم دار الهجرة: عکس مخطوطہ، ص۷۲

☆☆☆☆صحیح مسلم: کتاب الایمان/ باب ان من مات علی التوحید دخل الجنة/ حدیث نمبر۱۵۰-۱۴۹

قال النووی فی شرحه ای اعلم لی علی موضع لا تخذه مسجدا ای موضعا اجعل صلوتی فیه متبرکا باثارک وفی هذا الحدیث انواع من العلم تقدم کثیر منها ففیه التبرک بآثار الصالحین انتهی ☆ وفضائل مساجد الأثار والصلوٰۃ فیها والتبرک بها مذکورۃ فی الکتب مشهورۃ بین المسلین وضیق الوقت لایرخص التفصیل فظهر ان ماقال النجدی تشریع من نفسه مخالف لشرع سید المرسلین ﷺ.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: لعنت خدا کی اللہ کے دشمنوں پر! کس طرح ٹھہرایا معلون نجدی نے نبی ﷺ کی قبر شریف کو وثن اور اُس کی تعظیم کو شرک اور عبادت اور حال یہ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو زیارت کرے گا میری قبر کی، واجب ہوگی اُس کے لیے میری شفاعت اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو زیارت کرے گا میری بعد موت کے سو گویا میری زیارت کی حالت حیات میں-

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آئے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر، پس کھڑے ہوئے، پھر اُٹھائے اپنے دونوں ہاتھ، روایت کرنے والے نے جو دیکھتا تھا کہا یہاں تک کہ مَیں نے گمان کیا کہ انس نے نماز شروع کی-

اور مکی اور ماوردی وزین مالکی وغیرہ نے آداب زیارت میں صاف لکھا ہے کہ کھڑا ہو جیسے کھڑا ہوتا ہے نماز میں اور روایت کیا گیا ہے کہ جو کھڑا ہو رسول اللہ کی قبر شریف کے پاس اور پڑھے یہ آیت **ان اللّٰه وملائکتهٗ یصلون الآیۃ** اور یہ کہے **صلی اللّٰه علیک یا محمد**، ستر بار ایک فرشتہ اُس کو پکارے گا، **صلی اللّٰه علیک یا فلان** اور اُس کی کوئی حاجت رہ نہ جائے گی-

اے جاہل! سیدھا ہاتھ اُلٹے پر رکھنا نماز کا رکن نہیں ہے، بلکہ اُس کے سنت ہونے میں اختلاف ہے اماموں میں- کیا مالکیہ کو تو نہیں دیکھتا کہ وہ یہ نہیں

☆ شرح صحیح مسلم: ج۱/ص۲۴۴

کرتے بلکہ جیسے ہوتے ہیں ویسے ہی کھلے چھوڑے رکھتے ہیں اور اگر بالفرض رکن بھی ہوتا مثل قیام کے، جب بھی منع جب ہوتا کہ نہی آتی اور نہی نہیں ہے تو منع بھی نہیں ہے۔
عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے طائف کے کہا کہ اگر تم شہر کے رہنے والے ہوتے تو مَیں تم کو خوب مارتا، رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو۔
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نہیں چاہیے آواز بلند کرنا کسی نبی پر، نہ حیات میں نہ بعد موت کے۔
اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سنی آواز میخ کی کہ ٹھونکی جاتی تھی کسی گھر میں کہ مسجد شریف سے ملا تھا، کہلا بھیجا گھر والوں کو ایذا نہ دو رسول اللہ ﷺ کو۔
کہا راویوں نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازے کے کواڑ کپڑے کے بنائے تھے، ایسی آواز کی احتیاط کے واسطے اور واسطے ادب کے۔
روایت ہے کہ جب مناظرہ کیا ابوجعفر نے امام مالک سے مسجد نبوی میں، امام مالک نے کہا اے امیر المومنین! اس مسجد میں آواز بلند مت کر کہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھلایا ایک قوم کو اور کہا کہ آوازیں اپنی بلند مت کرو نبی ﷺ کی آواز پر اور مدح کی ایک قوم کی وہ جو آوازوں کو دباتے تھے رسول اللہ ﷺ کے آگے اور مذمت کی ایک قوم کی اور فرمایا وہ لوگ جو پکارتے ہیں تم کو حجروں کے پیچھے سے اکثر اُن کے بے عقل ہیں اور تعظیم آں حضرت ﷺ کی بعد موت کے بھی ویسی ہی ہے جیسی حالت حیات میں تھی۔ پس دب گیا ابوجعفر اور کہا کہ قبلے کی طرف منہ کروں اور دعا مانگوں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف؟ امام مالک نے کہا کس واسطے پھیرتا ہے اپنے منہ کو رسول اللہ ﷺ سے کہ وہ وسیلے تیرے ہیں اور تیرے باپ آدم کے قیامت کے دن تک، بلکہ آں حضرت ﷺ کی طرف منہ کر اور اُن سے شفاعت چاہ، اللہ قبول کرے گا شفاعت۔
فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر، پھر آئیں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں اللہ سے اور مغفرت چاہے اُن کے واسطے رسول تو پائیں گے اللہ

کو معاف کرنے والا مہربان اور اس میں کسی کا خلاف نہیں کہ آں حضرت ﷺ کی قبر شریف کا مکان سب روئے زمین کے مکانوں سے افضل ہے، یہاں تک کہ خانۂ کعبہ سے اور بہت لوگوں نے کہا ہے، بلکہ آسمانوں کے مکانوں سے بھی، یہاں تک کہ عرش سے اور سوائے خاص مکان شریف قبر مبارک کے باقی مدینۂ منورہ کی زمین اور مکہ معظّمہ میں اختلاف ہے بعضے مدینہ کو افضل کہتے ہیں مکہ سے، بعض مکہ کو مدینے سے اور قاضی عیاض و ابن جوزی و قسطلانی و عسقلانی نے اور جس نے کہ اس باب میں کلام کیا ہے صاف کہہ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حرمت اور تعظیم اور توقیر بعد موت کے لازم ہے، جیسی کہ حالت حیات میں تھی۔

اور شفا میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کی تعظیم و اکرام سے ہے تعظیم کرنا آں حضرت کے سب اسباب کی اور تکریم کرنا اُن کے مشاہد کی اور مکانوں کی مکے اور مدینے سے اور معاہد کی اور اُس چیز کی کہ آں حضرت ﷺ نے چھوا ہو یا اُن کے نام کی مشہور ہو۔

روایت کیا گیا صفیہ بنت نجدہ سے کہ کہا ابو محذورہ کے سر میں آگے کی طرف ایک چوٹلا تھا بالوں کا، جب بیٹھ کر اُس کو کھول دیتے تو زمین تک پہنچ جاتے، اُن سے کہا گیا کہ بال مُڑاتے کیوں نہیں؟ کہا کہ مَیں اُن کو نہیں مڑانے والا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دست مبارک سے چھوا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دیکھے گئے کہ رکھا انھوں نے اپنا ہاتھ منبر پر رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر، پھر رکھ لیا اُس ہاتھ کو اپنے منہ پر اور قاضی نے بہت روایتیں کیں۔

قسطلانی نے کہا سزاوار ہے کہ کھڑا ہو چار ہاتھ پر اور لازم پکڑے ادب اور خشوع اور تواضع آنکھ بند کیے ہوئے مقام ہیبت میں، جیسا کرتا آں حضرت ﷺ کے حضور میں حالت حیات میں اور سمجھے کہ میرے کھڑے ہونے کا حضور میں آں حضرت ﷺ کو علم ہے اور میرا سلام سنتے ہیں، جیسے حالت حیات میں تھے، کیوں کہ کچھ فرق نہیں ہے آپ کی موت و حیات سے آپ کے دیکھنے میں امت

کواور آپ کے جاننے میں امت کے احوال کواور نیتوں اور عزیمتوں اور خطروں کواور یہ سب آں حضرت ﷺ کے نزدیک ظاہر ہے کچھ چھپا نہیں ہے۔
مراغی نے کہا کہ ہر مسلمان کو چاہیے اعتقاد رکھنا اُس کا کہ آں حضرت ﷺ کی زیارت عبادت ہے کہ حدیثیں اس میں وارد ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آئیں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں اللہ سے اور مغفرت چاہے اُن کے واسطے رسول تو پائیں اللہ کو معاف کرنے والا مہربان، کیوں کہ تعظیم آں حضرت ﷺ کی موت سے تمام نہیں ہوگئی اور بے شک کہ تمام علما نے اس آیت سے دلیلیں پکڑی آں حضرت ﷺ کی دو حالتوں موت وحیات کے برابر ہونے پر اور یہ آیت پڑھی جاتی ہے حضور میں حاضر ہونے کے وقت اور مغفرت وشفاعت طلب کرنے میں آں حضرت ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہ کے وقت سے لے کر اب تک اور جس نے مناسک وآداب زیارت میں کتاب تصنیف کی ہے چار مذہبوں میں سب نے اُس کو ذکر کیا ہے اور جو نجدی نے مساجد آثار کو وثن ٹھہرایا سو کھلی ہوئی مخالفت اور مقابلہ ہے رسول اللہ ﷺ سے۔
صحیح مسلم میں ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری آنکھ میں کچھ خلل ہو گیا، مَیں نے کہلا بھیجا رسول اللہ ﷺ کو کہ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ آئیں اور میرے گھر میں، نماز پڑھیں، مَیں اُس جگہ کو مصلیٰ بناؤں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ایک خط کھینچ دیجیے مجھ کو مسجد کا۔
نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ ایک مکان پر نشان کر دیجیے کہ مَیں اُس کو مسجد بناؤں ایسا مکان کہ نماز پڑھے سے اُس میں تبرک کروں آپ کے آثار سے۔
اس حدیث میں کئی طرح کے علم ہیں۔ بہت اُن میں سے اوپر بیان ہوئے اور اس حدیث میں ہے تبرک کرنا آثار صالحین سے۔تمام ہوا کلام نووی کا۔
اور مساجد آثار کے فضائل اور اُن میں نماز پڑھنا اور اُن کو تبرک کرنا کتابوں میں مذکور ہے اور مسلمانوں میں مشہور ہے، وقت کی تنگی کے سبب تفصیل سے نہیں لکھا۔ پس ظاہر ہوگیا کہ جو نجدی نے کہا ہے اپنے دل سے شریعت بنائی ہے اور

آں حضرت ﷺ کی شریعت کے مخالف ہے۔

فائدہ:

تفسیر عزیزی میں **صراط الذین انعمت علیهم** کی تفسیر میں لکھا ہے:

وبرکت درکلام ودرانفساس ودرافعال ودرمکانات ایشاں درہم صحبتاں واولاد ونسل ایشاں وزیارت کنندگان ایشان پئی درپئی ظاہر می گرداند-☆

سورۂ قدر کی تفسیر میں لکھا ہے:

بالجملہ ازمضمون ایں سورہ معلوم می شود کہ عبادات و طاعات را بہ سبب اوقات نیک ومکانات متبرکہ وحضور اجتماع صالحاں درایجاب ثواب وایراث برکات و انوار مزیتی عظیم حاصل می شود-☆☆

اورآیہ کریمہ **واذ قلنا ادخلوا هذه القرية** [البقرة:۵۸] کی تفسیر میں لکھا ہے:

سوم آں کہ بعض مواضع متبرکہ مورد نعمت ورحمت الٰہی گشتہ اندیا بعض خاندانہاے قدیم اہل صلاح وتقوی خاصیتے پیدا می کند کہ درآنہا احداث توبہ نمودن وطاعات بجا آوردن موجب سرعت قبول وثمرات نیک می باشد ازہمیں جاست کہ ابن مردویہ از ابوسعید خدری حکایت کردہ کہ ماروزے ہم راہ آں جناب علیہ السلام شب ہنگام درغزوہ یا سفری رفتم چوں آخر شب شد در پشتہ کوہے گزشتیم کہ آں را دارالحنظل می گفتند آں حضرت علیہ السلام فرمودہ **ما مثل هذه الثنية الا كمثل الباب الذى قال اللّٰه لبنى اسرائيل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفرلكم خطاياكم.** [البقرة:۵۸]☆☆☆

اوربھی اُسی تفسیر میں **واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى** [البقرة: ۱۲۵] کی تفسیر میں لکھا ہے:

یعنی وبگیرید جاے استادن ابراہیم علیہ السلام را کہ سنگے ست معین و براں سنگ حضرت ابراہیم استادہ اذان حج درمردم دادو ہردوقدم مبارک حضرت ابراہیم دراں سنگ منقش گشتہ☆☆☆☆

☆تفسیر عزیزی: ص۸
☆☆مرجع سابق: پارۂ عم/ص۲۵۸
☆☆☆مرجع سابق: ص۱۷۷
☆☆☆☆مرجع سابق: ص۳۱۲

مصلی: یعنی نماز گاہ کہ بعد از طواف خانۂ کعبہ دو رکعت تحیۃ الطّواف عقب ایں سنگ استادہ گزاردن مقرر است تا امامت حضرت ابراہیم تا قیام قیامت جاری باشد و نیز چوں حضرت ابراہیم بر ہماں سنگ استادہ اذان حج دادہ بودند، پس بعد رحلت حضرت ابراہیم نزد آں سنگ استادہ شدن وعبادت خدا بجا آوردن گویا نزد ایشاں حاضر شدن است و بہ حضور ایشاں عبادت خدا بجا آوردن ست-☆

شاہ عبدالعزیز نے تبرکات وآثار کی تعظیم وتبرک کے استفتا میں لکھا ہے:

تبرک بآثار صالحین شعار دین است قدیماً وحدیثاً واز کتاب وسنت ثابت انکار آں وکلام دراں غیر از الحاد وزندقہ چہ تواں گفت

اور تابوت سکینہ کا قصہ نقل کیا کہ اس میں ٹکڑے الواح کے اور عصائے موسیٰ وعمامہ ہارون وغیرہا تھا- بنی اسرائیل اُس کے سبب سے دشمنوں پر لڑائی میں فتح پاتے تھے- جب بنی اسرائیل نے عصیاں کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کیا عمالقہ کو کہ تابوت چھین لے گئے- جب انھوں نے بے ادبی کی تابوت سے، اللہ تعالیٰ نے اُن پر بلا مسلط کی جو تابوت کے پاس جا کر پیشاب کرتا بواسیر میں مبتلا ہو جاتا- کافروں نے جانا کہ یہ بلا تابوت کی بے ادبی کے سبب سے ہے، بیلوں پر رکھ کر اپنے پاس سے روانہ کر دیا- فرشتوں نے طالوت کے گھر پہنچا دیا-

پھر بہت سی سندیں تعظیم وتبرک آثار وتبرکات کے ذکر کی اور لکھا کہ:

نزد فقیر ایں امر قابل استفتا نیست محبت باکسی کہ واجب التعظیم است باطبع اقتضائے محبت وتعظیم آثار ومنتسبات او می کند وتہاون وعدم اعتنا بایں دلیل است برعدم محبت با مبدء ومنشاء آثار-

شاہ ولی اللہ انتباہ میں امیر سید علی ہمدانی کے حال میں لکھتے ہیں:

نقل است از آں حضرت کہ در منشات خود نوشتہ اند کہ دراں وقت کہ بسر اندیب بزیارت قدم گاہ آدم صفی اللہ علیہ السلام رفتم چوں نزدیک آں قدم گاہ رسیدم سحر گاہ واقعۂ عظیم دیدہ شد الخ-☆☆

☆ مرجع سابق: ص۳۱۲

☆☆ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ: ص۲۴-۱۲۳

[تبرک بالآثار کے سلسلے میں شاہ عبدالرحیم کا ایک مکتوب]:

شاہ عبدالرحیم ☆ نے شیخ فیض اللہ کو لکھا کہ اُن کے مکتوبات ''انفاس رحیمیہ'' نام میں ہے:

حامدا و مصليا

اما بعد

برادرم فیض اللہ منتظر فیض اللہ باشند!

اے برادر فیض اللہ! ناگاہ رسد اما بردل آگاہ رسد دانی کہ دل آگاہ کیست دلے

کہ متادب بآداب باشد برسہ قسم است، ادب خدا و ادب رسول خدا و ادب خلق

خدا **فمن حافظ الادب بلغ مبلغ الرجال**

امام مالک رضی اللہ عنہ در کوچہائے مدینہ گاہے سوار نہ شد زیرا چہ جائے کہ محبوب

رب العالمین و سید المرسلین علیہ افضل التحیات و اکمل التسلیمات پیادہ رفتہ باشد

آں جا سواری سوء ادب است و آں امام ہمام ہر جا کہ عمارت قدیم می دید

باادب تمام بوسہ می داد بہ امید آں کہ شاید کہ آں گل بوستاں نبوت و آں شجرہ باغ

رسالت بوے دستے رسانیدہ باشد الخ-☆☆

دیکھو یہاں سے صاف ظاہر ہیں کہ آثار و تبرکات کی تعظیم کے واسطے ثبوت و صحت روایت شرط نہیں ہے، احتمال پر بھی تعظیم کرنا آیا ہے-

[مفہوم شرک اور اس کے اقسام: ایک تجزیہ]:

قال النجدی:

فنحن نشاهد اقسام الشرک کلها فی الناس و نری الناس رجعوا الی دین آبائهم کما اخبر النبی فی حدیث مسلم.

ترجمہ: کہا نجدی نے: پس ہم دیکھتے ہیں سب قسمیں شرک کی آدمیوں میں اور دیکھتے ہیں آدمیوں کو پھر گئے اپنے باپ دادے کے دین کی طرف، جیسا کہ پیغمبر نے خبر دی تھی مسلم کی حدیث میں جو اوپر گزری-

---

☆ شاہ صاحب کے حالات ملاحظہ ہو: ص262

☆☆ انفاس رحیمیہ: ص۲٦

قالوا:

ظهر بما ذكرنا ان الذی سماہ شرکا ھو دین النبی ﷺ وسنة الصحابة والتابعین و تبع تابعین واستحسنه و عمل به جمهور المسلمین من الفقهاء والمحدثین.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: ہم نے جو اوپر ذکر کیا اُس سے ظاہر ہو گیا کہ نجدی نے جسے شرک نام رکھا وہ دین ہے رسول اللہ ﷺ کا اور سنت صحابہ و تابعین و تبع تابعین کی اور سب فقہا و محدثین نے اسے اچھا سمجھا اور اس پر عمل کیا۔

قال النجدی:

قال اللّٰه تعالیٰ انّ اللّٰه لا یغفر ان یشرک به ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللّٰه فقد ضل ضللا بعیدا [النساء:۱۱۶] فان کان الشرک شرکاً اکبر فجزاءہ جهنم خالدا فیها وان کان اصغر فجزاہ ماھو عنداللّٰه دون الخلود وھو ایضا غیر مغفور و باقی المعاصی یمکن عفوہ من اللّٰه.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ نہیں بخشا یہ کہ شرک کیا جائے اور بخشا ہے سوائے شرک سے جس کو چاہتا ہے اور جو شرک کرے اللہ پر پس تحقیق بہت گم راہ ہوا، پس اگر بڑا شرک ہے تو اُس کی سزا دوزخ ہے ہمیشہ کو اور اگر چھوٹا شرک ہے تو اُس کی جو اللہ کے نزدیک سزا ہے، سوائے ہمیشگی دوزخ کے اور بخشا وہ بھی نہ جائے گا، باقی گناہوں کا بخشا اللہ سے ممکن ہے۔

فائدہ:

تقویت الایمان میں لکھا ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک بخشا نہ جائے گا، جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی۔ پھر اگر پرلے درجے کا شرک ہے کہ آدمی اُس سے کافر ہوتا ہے تو اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا، نہ اُس سے کبھی باہر نکلے گا، نہ اُس میں کبھی آرام پائے گا اور جو اُس سے ورلے [کم تر] درجے کے شرک ہیں اُن کی سزا جو اللہ کے

یہاں مقرر ہے، سو پائے گا اور باقی جو گناہ ہیں اُن کی جو جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں، سو اللہ کی مرضی پر ہیں، چاہے دے چاہے معاف کرے۔☆

قالوا:

قد اظهر النجدى خروجه من اهل السنة صراحة وجهرا فان مذهب اهل السنة ان ما عدا الكفر كل المعاصى قابل العفو والمغفرة ولو كبيرة ولو بلا توبة اما بمحض رحمة اللّٰه تعالیٰ واما بشفاعة الشافعين

وعند الخوارج والمعتزله الكبيرة بلا توبة لا تقبل العفو ومرتكبها مخلد فى النار والوعيد قطعى دائمى فى حقه اما عند الخوارج فلكونه كفرا حقيقة واما عند المعتزلة فلكونه فى حكم الكافر وكونه فى المنزلة كما يجيرون عليه سائر احكام الكفر من عدم صلوة جنازته ودفنه فى مقابر المسلمين

والبشر المريسى و من تابعه منهم قالوا الكبيرة لا تقبل العفو والمغفرة ولكنه غير مخلد فى النار والوعيد فى حقه قطعى لكنه غير دائمى

مال النجدى الى مذهب هولاء الضالين والآية الكريمة قد استدل بها ائمة اهل السنة على مذهبهم و ردوا بها المذهب الباطل اوردها النجدى لا ثبات المذهب الباطل بالتصرف الباطل فى معناها على خلاف التفسير الماثور برأيه الفاسد والتفصيل فى كتب التفسير والعقائد وليس هذا أوان التشريح.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے کہ: نجدی نے اپنا سنی نہ ہونا کھل کر ظاہر کر دیا، کیوں کہ اہل سنت کے مذہب میں سوائے کفر کے سب گناہ بخشنے کے قابل ہیں، اگر چہ گناہ کبیرہ ہو بے توبہ کے بھی، یا محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یا شفیعوں کی

☆تقویت الایمان: ص۱۱

شفاعت سے اور خارجیوں اور معتزلہ کے نزدیک کبیرہ بے توبہ کے قابل مغفرت کے نہیں ہے اور مرتکب اُس کا ہمیشہ دوزخ میں اور وعید اُس کے حق میں یقینی اور دائمی ہے- خارجیوں کے نزدیک کہ حقیقت میں کافر ہے- معتزلہ کے نزدیک حکم کافر میں ہے واسطے نہ ہونے ایمان کے یعنی مرتکب کبیرہ کا اُن کے نزدیک نہ مومن نہ کافر بیچ میں ہے اور حکم کفر کے اُس پر جاری ہیں اور بشر مریسی وغیرہ نے اُن میں سے کہا کبیرہ عفو ومغفرۃ کو قبول نہیں کرتا، مگر مرتکب اُس کا ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اور وعید اُس کے حق میں قطعی ہے، لیکن دائمی نہیں ہے- پس نجدی نے میل کیا اُن گم راہوں کے مذہب کی طرف اور اہل سنت کے امام آیۂ کریمہ کو اپنے مذہب پر دلیل لائے اور اُس سے رد کیا مذہب مخالفین کو- سو اُسی آیۂ کریمہ کو نجدی اپنے مذہب باطل کے اثبات میں لایا اُس کے معنی میں اپنی عقل سے تصرف کر کر خلاف تفسیر ماثور کے اور تفصیل تفسیر وعقائد کی کتابوں میں ہیں اور یہ وقت تشریح کا نہیں ہے-

فائدہ:

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:

اہل قبلہ را دریں مسئلہ اختلاف عظیم رو داده بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت می کنند و می گویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران است وہمیں است مذہب معتزلہ وخوارج الی آخر ما قال☆

وبعضے از ایشاں وعید قطعی منقطع را برائے او ثابت می کنند و می گویند کہ او شایان عفو ندارد، البتہ معذب خواہد شد اما عذاب او منقطع خواہد گشت وآخر ہا بہ بہشت خواہد رفت وہمیں است مذہب بشر مریسی وخالدی ودیگر جاہلان بے وقوف☆

مذہب صحیح کہ صحابہ وتابعین آں را مشروحا بیان فرمودہ اند واہل سنت و جماعت آں را اختیار نمودہ آں ست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو است اگر چہ بے توبہ بمیرد و او مانند سائر مسلمین است در نماز جنازہ واستغفار واعانت بصدقات و میراث و

☆تفسیر عزیزی: ص ۲۱۷

درحق اوشفاعت پیغمبر ﷺ ورحمت الٰہی را امیدوار باید بود بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ برحمت بے غایت خود یا بہ شفاعت پیغمبر ﷺ از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔ ☆

قال النجدی:

والشرک الاکبر هو الاشراک فیما خصصه اللّٰه تعالیٰ لنفسه وهو کثیر لکنا نذکر شیئاً منه لیقاس علیه غیره فنقول هو اربعة اقسام :

الاول: الاشراک فی العلم اعنی اثبات مثل علم اللّٰه لغیره بکونه حاضرا و ناظرا فی کل مکان و مطلعا علی کل شیء وفی کل ان بعیداً کان او قریباً خفیا کان اوجلیا فمن اعتقد انه اذا ذکر اسم نبی فیطلع هو علیه صار مشرکا وهذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبی او ولی او ملک وجنی اوصنم و وثن وسواء کان یعتقد حصوله له بذاته او باعلام اللّٰه تعالیٰ بای طریق کان یصیر مشرکا.

الثانی: الاشراک فی التصرف اعنی اثبات مثل تصرف اللّٰه لغیره سواء اعتقد ان قدرة التصرف له بذاته اوباعطاء اللّٰه.

الثالث: الاشراک فی العبادة ای تعظیم غیراللّٰه کتعظیمه اعنی الاعمال التی خصصها اللّٰه لتعظیمه مثل السجود والرکوع والتمثل قائما یقف عنداحد کما یقف فی الصلوٰة وبذل المال له والصّلوة له والصوم له وشد الرحل الی بیته والتشکل الخاص بالاحرام والطواف والدعاء من اللّٰه ههنا والتقبیل وایقاد السرج والمجاورة والتبرک بالماء والرجعة قهقری وتعظیم حرمه

☆ مرجع سابق: نفس صفحہ

وامثـال ذلک فـمـن فعل بنبی او ولی اوقبره او آثاره ومشاهده وما يتعلق به شيئاً من السجود والركوع وبذل المال له والصلوة لـه والـصـوم له والتمثل قائما وقصد السفراليه والتقبيل والرجعة الـقهـقـری وقت التوديع وضرب الخباء وارخاء السّتارة والستر بالثوب والدعاء من اللّٰه ههنا والمجاورة وتعظيم حواليه واعتقاد كـون ذكـر غيـر الـلّٰـه عبادة و قربة و تذكرة فی الشدائد ودعاء بـنحو يا محمد يا عبدالقادر يا حداد يا سمان فقد صار مشركا و كـافـرا بـنفس هذه الاعمال سواء اعتقد استحقاقه لهذا التعظيم بذاته او لا.

الـرابـع: الاشـراک فـی العادة ای افعال العادة اعنی تعظيم الغير فـی افـعـال عـادتـه بـمـا يـجـب اللّٰه مثل الحلف باسم اللّٰه تعالیٰ والتسـمية بـعـبـدالـلّٰـه واخـلاص الـنذور و الصدقات للّٰه وامثال ذلک فـمـن حـلف بغيراللّٰه او سمی ولده عبدالرسول عبدالنبی او نـذر لـغيـرالـلّٰـه اوتـصـدق لـغير اللّٰه اوقال نذراللّٰه و رسوله و صـدقة الـی الـلّٰـه ورسـولـه فـقد صار مشركا كافرا وها انا اذكر الاقسـام الاربـعة واثبـت مـاذكـرت كلها بالآيات والاحاديث فی الفصول الآية.

ترجمہ: کہانجدی نے: اور شرک اکبر شریک کرنا ہے اُس چیز میں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنے واسطے خاص کیا ہے اور وہ بہت ہے لیکن ہم اُس میں سے کچھ تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں کہ اس پر قیاس کر لینا چاہیے اس کے سوا کو۔

پس کہتے ہیں ہم وہ چار قسم ہے پہلا شریک کرنا علم میں یعنی ثابت کرنا اللہ کا سا علم اور گو کہ ہر مکان میں حاضر ناظر ہو اور ہر چیز پر اور ہر آن میں، دور ہو یا نزدیک ہو، چھپے ہو یا کھلے، مطلع ہو، پس جو کسی نے اعتقاد کیا کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نبی ولی کا نام تو نبی ولی کو خبر ہو جاتی ہے، مشرک ہو گیا اور یہ اعتقاد شرک ہے، نبی ولی

سے ہو یا جن فرشتے سے یا بت ونہان سے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے معلوم کرادینے سے جس طرح سے ہو مشرک ہوجاتا ہے۔

دوسرا شریک کرنا تصرف میں یعنی اللہ کا سا تصرف اور کو ثابت کرنا، خواہ یوں سمجھے کہ تصرف کی قدرت اُس کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے دینے سے ہے۔

تیسرا شریک کرنا عبادت میں یعنی اللہ کی سی تعظیم اور کی کرنی، یا وہ کام کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا ہے جیسے سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا کسی کے آگے جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اُس کے واسطے مال خرچ کرنا اور نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا اور اُس کے گھر کی طرف سفر کر کر جانا اور احرام کی خاص شکل بنانا اور طواف کرنا اور اللہ سے دعا مانگنا، وہاں بوسہ دینا اور روشنی کرنا اور مجاور بن کر بیٹھنا اور وہاں کے پانی کا تبرک کرنا اور رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور حرم کی تعظیم کرنا اور مانند اُس کے، پس جو کوئی نبی ولی کی قبر یا آثار و مشاہد سے اور اُس چیز سے کہ نبی ولی سے علاقہ رکھتی ہو اُن میں سے کوئی کام کرے، سجدہ، رکوع اُن کے واسطے مال خرچ کرنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، سفر کا قصد کرنا، بوسہ دینا، رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں پھرنا، خیمہ کھڑا کرنا، پردہ لٹکانا، کپڑے سے چھپانا، وہاں اللہ سے دعا مانگنا، اُس کے پاس بیٹھ رہنا، آس پاس کی تعظیم کرنا، اللہ کے سوا کسی کے ذکر کو عبادت اور ثواب جاننا، سختیوں میں یاد کرنا، یا محمد، یا عبدالقادر یا حداد یا سمان کہنا سو صرف ان کاموں سے مشرک کافر ہوجاتا ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ وہ بالذات اس تعظیم کے مستحق ہیں یعنی آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں، خواہ یوں نہ سمجھے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

چوتھا شریک کرنا عادت میں یعنی عادت کے کاموں میں غیر کی تعظیم کرنا جو اللہ کے واسطے چاہیے جیسے قسم کھانا اللہ کے نام کی اور عبداللہ نام رکھنا اور نذر نیاز کرنا نرے اللہ کے واسطے اور مانند اس کے پس جو قسم کھائے غیر اللہ کی یا اپنے بیٹے کا

نام عبدالرسول، عبدالنبی رکھے یا اللہ کے سوا اور کے لیے نذر کرے یا صدقہ دے غیر اللہ کے واسطے یا کہے کہ یہ نذر اللہ اور رسول کی ہے اور صدقہ ہے اللہ و رسول کی طرف پس مشرک کافر ہو جاتا ہے، سواب ان چاروں طرح کے شرک کو بیان کرتا ہوں اور جو میں نے ذکر کیا اُن سب باتوں کو آیت، حدیث سے اگلی فصلوں میں ثابت کرتا ہوں۔

فائدہ:

تقویت الایمان میں بعینہ اسی مطلب کو لمبی چوڑی تقریر میں بڑی آب و تاب سے بیان کیا گیا ہے، طول کے سبب اسے نقل نہیں کیا گیا۔

قالوا:

هذا تشريع جديد مخالف لما جاء به النبی ﷺ و فهمه الصحابة والتابعون وتبعهم وصار مذهب اهل السنة فانّهم صرحوا فی كتب العقائد ان الشرک هوا ثبات الشريک فی الالوهية اما بمعنی وجوب الوجود كالمجوس او بمعنی استحقاق العبادة كعبدة الاصنام فمدار الشرک وركنه هواعتقاد تعداد الا له كما ان التوحيد اعتقاد وحدة الا له

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [التوبۃ:۳۱]

وقال اللّٰه تعالیٰ: ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [النمل:۶۳]

وقال: اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [الطور:۴۳]

وكان شرک العرب هو هذا كما حكی اللّٰه تعالیٰ بلسانهم:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ښ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ [ص:۶-۵]

وقال: قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ [بنی اسرائیل:۴۲]

وروی ابن جرير لما نزلت بالمدينة والهكم اله واحد وسمعها كفار

مکۃ تعجبوا وقالوا کیف یسع الناس الہ واحد وان محمدا یقول

الھکم الہ واحد ☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ جونجدی نے کہا نئی شریعت نکالی ہے مخالف اُس کے کہ رسول اللہ ﷺ لائے اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے سمجھا اور اہل سنت کا مذہب ہو گیا کہ اُنھوں نے عقائد کی کتابوں میں کھل کر لکھ دیا ہے کہ شرک ثابت کرنا شریک کا ہے الوہیت میں، یعنی کئی الٰہ ماننا یا بمعنی وجوب وجود کے یعنی کئی واجب الوجود ماننا جیسے مجوسی کہ دو واجب الوجود کہتے ہیں، ایک پیدا کرنے والا خیر کا، ایک پیدا کرنے والا شر کا یا استحقاق عبادت میں یعنی کئی مستحق عبادت کے ہیں، جیسا بت پرست کہتے ہیں- پس مدار شرک کا اور رکن یعنی وہ چیز کہ جس کے ہونے سے شرک ہو اور نہ ہونے سے نہ ہو، اس بات کا اعتقاد ہے کہ اللہ کئی ہیں جیسے کہ توحید اللہ کا ایک اعتقاد کرنا ہے-

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہیں حکم کیے گئے مگر کہ عبادت کریں ایک اللہ کی، نہیں ہے اللہ مگر وہی پاک ہے اور بڑا ہے اس سے کہ شریک ٹھہراتے ہیں مشرک-

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ: کیا کوئی الہ ہے ساتھ اللہ کے، پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں-

اور فرمایا: کیا اُن کے واسطے کوئی الہ ہے، سوائے اللہ کے، پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں-

اور عرب کے مشرکوں کا شرک یہی تھا کہ کئی الہ مانتے تھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی زبان سے حکایت کی کہ مشرکوں نے کہا، کیا کر ڈالا محمد نے سب الہ کو ایک الہ، یہ بڑے تعجب کی بات ہے اور چلا گیا ایک گروہ اُن میں سے کہ چلو اور صبر کرو اپنے الہ پر، بے شک یہ بات ارادہ کی گئی ہے، یعنی اُس میں کچھ غرض ہے اور فرمایا کہ کہہ اگر ہوتے زمین و آسمان میں کئی الہ جیسا کہ مشرک کہتے ہیں اور

☆ تفسیر طبری میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ یہ روایت مذکور ہے:
عن عطاء قال: نزل علی النبی ﷺ بالمدینۃ، والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم، فقال کفار قریش مکۃ: کیف یسع الناسَ الہ واحد؟ دیکھیں: تفسیر طبری: ج ۳/ص ۲۶۸

روایت کیا ابن جریر نے جب نازل ہوئی مدینے میں یہ آیت کہ اللہ تمہارا ایک ہے اور مکہ کے کافروں نے سنا تعجب کیا کہ سب آدمیوں کا ایک الٰہ کیوں کر ہوسکتا ہے اور محمد فرماتے ہیں کہ الٰہ تمہارا ایک ہے؟-

فائدہ:

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:

ابن جریر و ابن المنذ ر و ابن ابی صالح و ابوالشیخ روایت کردہ اند کہ چوں ایں آیۃ درمدینہ نازل شد کافرانِ مکہ ایں را شنیدہ خیلے تعجب کردند و گفتند کہ **کیف یسع الناس اله واحد وان محمدا یقول الهكم اله واحد فلياتنا بآية ان كان من الصادقين.** ☆

[شرک فی العلم]:

قال النجدی:

الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم.

ترجمہ: کہا نجدی نے: دوسری فصل اشراک فی العلم کے رد میں-

قالوا:

علمه تعالٰی مثل سائر الصفات الذاتيه ليس مدارا للشرک شرعا وان كان حصوله لغيره باطلا فليس كل باطل شركا وفسره فی الفصل الاول بانه اثبات مثل علم اللّٰه لغيره بكونه حاضرا و ناظرا فی كل مكان و مطلعاً علی كل شی ثم فرع عليه قوله فمن اعتقد انه اذا ذكر اسم نبی او ولی فيطلع هو عليه صار مشركا انتهی.

ولا يخفی ان هذا التفريع فاسد فان المفرع عليه الاطلاع علی كل شئ والتفريع اطلاع النبی علی ذكر ذاكره وهو ليس كل شئ.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: علم اللہ تعالٰی کا مثل سب صفتوں کے مدار شرک کا شرع میں نہیں ہے، اگرچہ حاصل ہونا اُس کا غیر کو باطل ہے کہ ہر باطل شرک

☆تفسیر عزیزی: ص ۳۹۴

نہیں ہے اور تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العلم کو پہلی فصل میں اس طرح کہ وہ ثابت کرنا اللہ کے سے علم کا ہے غیر کو ہر مکان میں حاضر ناظر ہونے میں اور ہر شئے پر مطلع ہونے میں پھر اس پر کہا کہ جو اعتقاد کرے کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نام نبی یا ولی کا تو اُن کو خبر ہو جاتی ہے، وہ مشرک ہو جاتا ہے اور کھلا ہوا ہے کہ نجدی نے جو اس بات پر یہ دعویٰ بنایا ہے فاسد ہے، کیوں کہ پہلے تو کہا ہر شئے پر اطلاع شرک ہے اور پھر اس بنا پر جو کہا کہ نبی وولی کا مطلع ہونا ذکر ذاکر پر شرک ہے نہیں بنتا، کیوں کہ ذکر ذاکر پر مطلع ہونا ہر شئے پر مطلع ہونا نہیں ہے۔

[بحثِ علم غیب]:

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ: وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا اِلاّ ھو [الانعام: ۵۹] وقال اللّٰہ تعالیٰ: قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللّٰہ وما یشعرون ایان یبعثون. [النمل: ۶۵]

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس ماذاتکسب غدا وما تدری نفس بأی ارض تموت انّ اللّٰہ علیم خبیر [لقمان: ۳۴]

وقال اللّٰہ تعالیٰ: قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللّٰہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یؤمنون [الاعراف: ۱۸۸]

فھذہ الایات وامثالھا صریحۃ فی اختصاص علم الغیب باللّٰہ ونفیہ عن غیرہ.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، نہیں جانتا اُن کو مگر وہ ہی۔

اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہ کہہ کہ نہیں جانتا جو کہ ہیں آسمانوں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ، اور نہیں جانتا کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

اور کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اُتارتا ہے مینہ، اور جانتا ہے جو مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مرے گا، تحقیق اللہ علیم خبیر ہے۔

اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کہ نہیں مالک ہوں اپنے نفس کے واسطے نفع اور ضرر کا، مگر جو چاہے اللہ اور جو جانتا مَیں غیب کو تو بہت لیتا مَیں بھلائی سے اور نہ پہنچتی مجھ کو برائی، نہیں ہوں مَیں مگر نذیر و بشیر واسطے قوم مومنین کے۔

پس یہ آیتیں اور مانند اُن کے صریح ہیں اس میں کہ علم غیب خاص ہے اللہ کو، دوسرے کو نہیں ہے۔

قالوا:

یظهر من هذه الایات اختصاص علم الغیب باللّٰه تعالیٰ ونفیه عن غیره لا کونه مدارا للشرک والغیب الخاص به تعالیٰ هو الغیب المطلق لا الغیب الاضافی وعلم تمام اللوح المحفوظ ایضا غیب اضافی ثبت حصوله لغیره باعلامه ولیس غیبا مطلقا کما هو مصرح فی کتب الحدیث والتفسیر

وقال اللّٰه تعالیٰ: فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[الجن:۲۷-۲۶]

أ لا یرون کلمة الاستثناء فی کلام اللّٰه تعالیٰ؟

وقال اللّٰه تعالیٰ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ.[آل عمران:۱۷۹]

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے علم غیب کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کو اور نہ ہونا غیر کو نہ یہ کہ علم غیب کا مدار شرک کا ہے اور غیب جو خاص ہے اللہ تعالیٰ کو وہ غیب مطلق ہے، نہ غیب اضافی اور تمام لوح محفوظ کا علم بھی غیب اضافی ہے کہ علم اس کا اور کو سوائے خدا کے خدا کے اعلام سے ثابت ہے اور غیب مطلق نہیں ہے جیسا کہ حدیث و تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہیں مطلع کرتا اپنے غیب پر کسی کو، مگر جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبر سے-

کیا نہیں دیکھتا نجدی حرف ''الا'' کہ کلمہ استثنا کا ہے اللہ تعالیٰ کے کلام میں؟ یعنی جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے، اُس کو اپنے غیب پر مطلع کر دیتا ہے-

اور فرمایا کہ اللہ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا ولیکن اللہ اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے-

فائدہ:

شاہ عبدالعزیز نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

غیب نام چیز یست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غایت باشد نہ حاضر تا بہ مشاہدہ و وجدان دریافت شود و اسباب و علامات آں نیز در نظر عقل و فکر در نیاید تا بداہت و استدلال دریافت شود و ایں غیب مختلف می باشد پیش کور مادر زاد عالم الوان غیب است و عالم اصوات و نغمات والحان، شہادت و پیش عنین لذت جماع غیب است و پیش فرشتہا الم گرسنگی و تشنگی غیب است و دوزخ و بہشت شہادت و لہٰذا ایں قسم غیب اضافی گویند و آں چہ نسبت بہ ہمہ مخلوقات غائب است غیب مطلق است مثل آمدن قیامت و احکام کونیہ و شرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و ہر شریعت و مثل حقائق ذات و صفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل و ایں قسم غیب را غیب خاص او تعالیٰ نامند **فلا یظهر علی غیبه احدا** یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ رفع تلبیس و اشتباہ و خطا بہ کلی دراں اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلا نماند و ہمیں اطلاع داں کذائی کہ او را اظہار شخص بر غیب تواں گفت، الی آخر ما قال☆

صاحب کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت ایں آیۃ نوشتہ **وفی هذا ابطال الکرامات لان الذین تضاف الیهم وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل**، الی آخر ما قال-

---

☆تفسیر عزیزی: پارہ ۲۹/ص ۱۷۳-۱۷۲

لیکن باوجود ادعائے دانش مندی ایں حرف از و بسیار بعید واقع شدہ زیرا کہ ایں آیۃ نفی اطلاع برغیب بوجہی کہ رفع تلبیس واشتباہ بکلی درآں حاصل باشد از غیر رسولان می کنند، نہ نفی اطلاع برغیب مطلقا چہ جائے آں کہ کرامات دیگر راابطال نماید و در تفسیر گذشت کہ اظہار شخص برغیب چیزے دیگر و اظہار غیب برشخص چیزے دیگر از نفی آں نفی ایں لازم نمی آید و اولیا را اگر چہ اظہار برغیب حاصل نیست واما اظہار غیب برایشاں جائز و واقع است ☆

اور بھی وہاں لکھا ہے:

وبعضے از ایشاں گفتہ اند کہ حصر بہ ملاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع برغیب خاصہ پیغمبراں است و اولیا را اطلاع برغیب بطریق وراثت وتبعیت حاصل می شود ☆☆

اور بھی لکھا ہے:

وبعضے از قدمائے مفسرین اہل سنت گفتہ اند کہ مراد از غیب لوح محفوظ است و اطلاع برلوح ہیچ کس را سوائے پیغمبراں حاصل نمی شود ولیکن دریں کلام خلل است زیرا کہ اول اطلاع برلوح محفوظ بمعنی مطالعہ آں لوح ونقوش بطریق صحیح مروی نیست کہ پیغمبری را بودہ باشد بلکہ از اخبار صحیحہ اختصاص ایں امر بحضرت اسرافیل است واوشان رسول نیستند

دوم ایں کہ مراد از اطلاع برلوح محفوظ اطلاع برموجودات نفس الامریہ است کہ قبل از ظہور موجودات در خارج حاصل شود کہ بمطالعۂ نقوش لوح باشد یا بے مطالعہ زیرا کہ مراد از اطلاع برکتاب اطلاع برمضامین مرقومہ دراں کتاب می شود نہ دیدن نقوش وایں معنی اولیاء اللہ را نیز حاصل می گردد پس دیدن ونہ دیدن برابر شد سوم آں کہ اطلاع برلوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش ہم از بعضے اولیاء اللہ بتواتر منقول است پس اختصاص وحصر صحیح نخواہد شد۔ ☆☆☆

☆مرجع سابق:ص ۱۷۵-۱۷۶ ☆☆مرجع سابق:ص ۱۷۶

☆☆☆مرجع سابق:نفس صفحہ

قال النجدی:

فمن اثبته لغیره نبیّا کان او ولیًّا صنما اووثنا ملکا او جنیا فقد اشرک باللّٰه.

ترجمہ: کہا نجدی نے: پس جو ثابت کرے غیب کا علم اللہ کے غیر کو نبی ہو یا ولی، صنم ہو یا وثن، فرشتہ ہو یا جن، پس مشرک ہو گیا۔

قالوا هذا کان موقوفاً علی کون علم الغیب مدارا للشرک ولم یثبت

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ حکم جو نجدی نے کیا موقوف تھا اس پر کہ علم غیب مدار شرک کا ہو شرع میں اور یہ بات ثابت نہیں ہوئی۔

[طلبِ حاجت کے لیے نبی کریم ﷺ کو پکارنا]:

قال النجدی:

فمن قال یا رسول اللّٰه! اسئلک الشفاعة یا محمد ادع اللّٰه فی قضاء حاجتی، یا محمد اسئل اللّٰه بک واتوجه الی اللّٰه بک وکل من ناداه فقد اشرک شرکاً اکبر.

ترجمہ: کہا نجدی نے: پس جو کہے یا رسول اللہ! مَیں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا، یا محمد اللہ سے دعا کرو میری حاجت برآنے میں، یا محمد مَیں سوال کرتا ہوں اللہ سے تمہارے وسیلے سے اور متوجہ ہوتا ہوں اللہ کی طرف تمہارے واسطے سے اور جو پکارے رسول اللہ ﷺ کو پس مشرک ہو گیا بڑا اشرک کر۔

قالوا:

افتراء و اجتراء فی الدین فانه جائز الم یسمع کیف علم النبی ضریرا ثم علم عثمان بن حنیف بعد وفاته ﷺ فی خلافة عثمان ذاحاجة صلوة الحاجة وفیه یا محمد! انی توجهت بک الی ربی فی قضاء حاجتی هذه لتقضی لی وهو مذکور فی کتب الحدیث

وعمل عليه السلف من الصحابة والتابعين وصلحاء كل عصر.☆
ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ جونجدی نے کہا ہے، افترا ہے اور جرأت کرنا دین میں ہے کہ جائز کو کفر وشرک کہہ دیا۔ نجدی نے نہیں سنا کس طرح تعلیم کی رسول اللہ ﷺ نے ایک اندھے کو، پھر تعلیم کی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہ بڑے صحابی تھے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حاجت مند کو نماز حاجت اور اُس میں ہے کہ یا محمد بے شک مَیں متوجہ ہوا تمہارے واسطے سے اپنے رب کی طرف، اپنی اس حاجت کے برآنے میں تاکہ وہ حاجت برلائی جائے میرے واسطے اور یہ مذکور ہے حدیث کی کتابوں میں اور اس پر عمل ہے سلف کا، صحابہ اور تابعین اور ہر عصر کے صالحوں کا۔

فائدہ:

مولوی محمد موسیٰ صاحب مرحوم خلف الصدق مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم نے رسالۂ ''حجۃ العمل'' میں لکھا ہے:

حضرت جناب خلاصۃ العلما حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہ العزیز دررسالۂ وہابیان در باب شرک بودن استعانت از غیر خدا نوشتہ اند

اعلم ان الاستعانة بغير اللّٰه والدعاء له بوجهين احدهما ان يكون على وجه الاستقلال فى التاثير والايجاد ولا شبهة انه شرك وثانيهما ان يكون على وجه الاعانة والارشاد بوجه التدبير والشفاعة او لدفع الشر ولا شبهة انه ليس بشرك اذ ورد فى الاحاديث يا عباد اللّٰه! اعينونى ويا محمد انى اتوجه بك الى ربى وورد فى عدد الحسنات اعانة الملهوف وكذا ايفاء الرزق عند غير اللّٰه على وجه المواساة والمراعاة ليس من الشرك فى شىء وانما هو بسبب عادى مشروع والحال ان اعتقاد التاثير

☆**الف:** *جامع ترمذی*: ابواب الدعوات/ باب ما جاء فی دعاء الضیف/ *حدیث نمبر* ۳۵۷۸
ب: *سنن ابن ماجہ*: ابواب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا/ باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ/ *حدیث نمبر* ۱۳۸۵

القدسی لا یوجب الشرک بخلاف التاثیر الخلقی والفرق بینهما فی العرف ظاهر ویقال رزق الامیر فلاناً ویراد اعطاء المال او فرض الراتب وکذا یقال شفی الطبیب المریض.

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ غیر خدا سے مدد چاہنا اور دعا کرنا دو طور ہیں-

ایک یہ کہ ایجاد وتاثیر میں غیر کو مستقل سمجھے یہ بے شبہ شرک ہے-

دوسرا یہ کہ بطریق تدبیر وشفاعت کے ہے، بطور اعانت وارشاد کے یا واسطے دفع وشر کے اور یہ بے شک شرک نہیں ہے، کیوں کہ حدیثوں میں آیا ہے اے بندوں اللہ کے! مدد کرو میری - اے محمد! بیشک مَیں متوجہ ہوتا ہوں تمہارے واسطے سے اللہ کی طرف اور مضطر کی مدد کرنا حدیث میں حسنات کے شمار میں ہے اور ایسے ہی چاہنا رزق کا اللہ کے غیر کے پاس بطریق مواسات ومراعات کے شرک نہیں ہے بسبب عادت مشروع کے ہے اور حال یہ ہے کہ تاثیر قدسی کا اعتقاد موجب شرک نہیں ہے، بخلاف تاثیر خلقی کے اور فرق دونوں کا ظاہر ہے عرف میں اور کہا جاتا ہے رزق دیا امیر نے فلانے کو اور ارادہ کیا جاتا ہے مال کا دینا یا کچھ مقرر کر دینا اور ایسے ہی کہا جاتا ہے کہ شفا دی طبیب نے مریض کو-

مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالہ اسرار المحبۃ میں لکھا ہے:

المحبة مع الاحیاء الحاضرین نافعة عاجلا وآجلا واما مع الاموات فنافعة فی الاجل البتة بشرط الاهلیة والایمان واما فی العاجل فیشرط دوام التوجه وتخلیة القلب معه فی الخلوات ومداومة ذکره وکثرة النداء له والبر معه بارسال الثواب الیه والاحسان الی اهله فتلک کثیرا ما یفتح باب الاولیة ویعطی منفعة الصحبة ☆

ترجمہ: محبت زندوں سے نافع ہے دنیا وآخرت میں، اور مردوں سے پس آخرت میں نفع کرنے والی ہے یقیناً بشرط اہلیت وایمان کے یعنی وہ شفیع ہوں گے لیکن دنیا میں، پس نفع محبت مُردوں کا اس شرط سے ہے کہ ہمیشہ اُس مردے کی طرف

☆ رسالہ اسرار المحبۃ: شعبہ خامسہ/ص ۷۰

متوجہ رہے اور اپنے دل کو خلوتوں میں اُس کے ساتھ اکیلا رکھے اور ہمیشہ اُس کا ذکر کرتا رہے اور اُس کو بہت پکارا کرے اور اُس کے ساتھ نیکی کیا کرے، اُس کو ثواب پہنچانے سے اور اُس کے لوگوں کے ساتھ احسان کرنے سے- پس یہ بات اکثر ہے کہ کھول دیتی ہے دروازہ اولیت کا اور عطا کرتی ہے صحبت کی منفعت-

شاہ ولی اللہ نے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھا ہے:

اخبرنی الشیخ ابو طاهر عن الفشاشی انه کتب الی النبی ﷺ کتاباً فی بعض حاجاته، صورته :یا رسول اللّٰه ﷺ! انت اقرب الي مني اما هذا فبحق قربک مني وان بعدت الا ما شفعت في وفی قضاء حاجتی کلها الدنیویة والاخروية.

ترجمہ: خبر دی مجھ کو میرے اُستاذ شیخ ابوطاہر نے استاذ فشاشی سے کہ انھوں نے لکھی نبی ﷺ کو عرض اپنی کسی حاجت میں- عبارت اُس کی یہ ہے: یارسول اللہ! اللہ تم پر درود بھیجے، تم نزدیک تر ہو میرے طرف مجھ سے یا یہ پس ساتھ قرب حق اپنے کے مجھ سے اگرچہ بعید ہوں، شفاعت کیجیے میرے لیے اور میری سب حاجتیں دنیا و آخرت کی برآنے کے لیے-

اور اسی کتاب میں لکھا ہے:

بعض اصحاب قادریہ برائے حصول مہمات ختم بایں طور می کنند اول دو رکعت نفل بعد ازاں یک صد و یازدہ بار درود بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی-

اور اس کتاب کو بنایا ہے واسطے جمع کرنے کلمات اور حالات اولیاء اللہ کے اور اپنی نسبت اُن سے ثابت کرنے کے لیے اور اسے نقل کر کر رد و ابطال نہیں کیا- پس اس کا مسلم ہونا مصنف کے نزدیک ثابت ہے-

شاہ ولی اللہ کتاب انفاس العارفین میں شیخ محمد اپنے جد، اب وام کے حال میں لکھتے ہیں:

محمد وارث ذکر کرد کہ مرا سفرے پیش آمد بجناب ایشاں رجوع کردم بشارت

عافیت دادند اتفاقاً دراں سفر شبے قطاع الطریق ہجوم کردند وخوف ہلاک مستولی شد بجناب ایشاں متوجہ شدم دراں حالت مرا رعشہ گرفت، ایشاں را در قیام دیدم کہ می فرمایند فلانے ترا کہ منع کردہ است برخیزد بروو دوعدد کدو کہ قسمے است از حلاوت مرا عنایت فرمودند چوں بے دار شدم ہر دوعدد را بعینہٖ یافتم برخاستم وسوار شدم وراہ خود گرفتم ہمہ قطاع الطریق از من غافل ماندند وہیچ کس متعرض نہ شد و آں کدو مدتہا بامن ماند۔ ☆

قال النجدی:

فانه اعتقد ان محمدا یعلم ویطلع علی دعائه وندائه

ترجمہ: کہا نجدی نے: کیوں کہ اس نے اعتقاد کیا کہ محمد ﷺ کو علم واطلاع ہے اُس کی دعا وندا سے۔

قالوا:

اسمع ایها الجاهل ان اعتقاد اطلاع احد فی البرزخ علی تمام العالم الترابی ایضا لیس غیبا مطلقا وخاصابه سبحانه بل هو غیب اضافی الم تسمع قوله ﷺ صلوا علیّ فانّ صلوتکم تبلغنی حیث کنتم. ☆☆

انظر الی ماقال العلماء فی شرحه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: سن اے جاہل کہ اعتقاد کسی کے مطلع ہونے کا برزخ میں تمام عالم زمین پر بھی غیب مطلق جو خاص ہے واسطے خدا کے نہیں ہے، بلکہ غیب اضافی ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ ﷺ کا فرمانا کہ درود بھیجو مجھ کو کہ درود تمہارا مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں ہو۔ تو دیکھ کیا کہا ہے علما نے اس کی شرح میں۔ ☆☆☆

☆انفاس العارفین: ص۱۷۵ ☆☆سنن ابوداؤد: کتاب المناسك/ باب فی تحریم المدینة/ حدیث نمبر۲۰۴۲
☆☆☆دیکھیے: حاشیہ۱۲/ص245

[انبیاواولیا کودوُر سے پکارنے کا مسئلہ اوراس پر معارضہ]:

قال النجدی:

من بعید کما عن قریب وھل ھذا الا شرک.

ترجمہ:[کہانجدی نے]دور سے جیسے کہ نزدیک سے اور یہ شرک ہے۔

فائدہ:

تقویت الایمان میں آیۂ کریمہ ومن اضل ممن یدعو کے بیان میں لکھا ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جولوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا اس واسطے کہ اُن سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے، اس واسطے کہ اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا، لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہوجاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی ان کو اس طرح سے پکارا۔☆

قالوا:

یعنی ان الاطلاع من بعید کما عن قریب مختص باللّٰہ تعالیٰ فاثباتہ لغیرہ شرک ولایدری ھل الجاھل ان القرب والبعد لا یتصور فی حضرۃ اللّٰہ تعالیٰ فان نسبتہ الی جمیع الامکنۃ علی السواء والمراد بالقرب الواقع قرب المنزلۃ فالنجدی اختار مذھب المجسمۃ مثبتین لہ تعالیٰ شانہ مکاناً وجھۃ واتصالا مکانیا وقربا جسمانیا للعبد معہ. سبحانہ عما یقول الظالمون. وکل ذلک مردود عند اھل السنۃ والتفصیل فی کتب العقائد.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: مقصد نجدی کا یہ ہے کہ اطلاع دور سے جیسے کہ

☆تقویت الایمان: ص۱۹

قریب سے خاص ہے اللہ کے ساتھ، پس اور کو ثابت کرنا شرک ہے اور یہ نجدی جاہل نہیں جانتا کہ قرب و بعد اللہ کی بارگاہ میں ہو ہی نہیں سکتا، کیوں کہ نسبت اُس کی سب مکانوں سے برابر ہے اور قرب کہ اُس کے کلام میں واقع ہے اُس سے مراد قرب منزلت ہے- پس نجدی نے اختیار کیا مذہب مجسمہ کا کہ ثابت کرتے ہیں واسطے اللہ پاک کے مکان اور جہت اور اتصال مکانی اور قرب جسمانی بندے کو اللہ پاک کے ساتھ اور یہ بات مردود ہے اہل سنت کے مذہب میں اور تفصیل عقائد کی کتابوں میں ہے-

فائدہ:

شاہ عبدالعزیز نے ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں لکھا ہے:

عقیدۂ سیزدہم آں کہ حق تعالیٰ را مکان نیست و او را جہتے از فوق وتحت متصور نیست وہمیں ست مذہب اہل سنت و جماعت-☆

عقیدۂ بست ویکم بندہ را اتصال مکانی وقرب جسمانی با حضرت حق تعالیٰ متصور نیست قربی کہ در آں جا متصور است بدرجہ و بہ منزلت وخوشنودی است و بس ہمیں مذہب اہل سنت-☆☆

[ومن اضل ممن یدعو من دون اللّٰہ کی تفسیر]:

قال النجدی:

وقد نص اللّٰہ علی ھذا بقولہ ''ومن اضل ممن یدعو من دون اللّٰہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون [الاحقاف:۵]

ترجمہ: کہا نجدی نے: اور تحقیق نص کیا اللہ نے اوپر اُس کے اپنے قول کر، اور کون زیادہ گم راہ ہے اُس سے کہ پکارتا ہے سوا اللہ سے اُس کو کہ نہ قبول کرے گا اس کے لیے قیامت کے دن تک اور وہ اُن کے پکارنے سے غافل ہیں-

وبقولہ ام لھم ایدی یبطشون بھا ام لھم ارجل یمشون بھا ام لھم

☆تحفہ اثنا عشریہ: ص۲۱۹ ☆☆مرجع سابق: ۲۴۳

آذان یسمعون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا.

ترجمہ: اور اپنے قول کر، کیا اُن کے ہاتھ ہیں کہ بطش کرتے ہیں اُن سے؟ کیا اُن کے پاؤں ہیں کہ چلتے ہیں اُن سے؟ کیا اُن کے کان ہیں کہ سنتے ہیں اُن سے؟ کیا اُن کی آنکھیں ہیں کہ دیکھتے ہیں اُن سے؟

قالوا:

ھذہ الایات فی حق الاصنام فجعلھا نصا فی حق من یعرض علیه اعمال امته کل یوم غدوۃ وعشیة فیعرفھم بسیماھم واعمالھم ویستغفرلھم ویرد سلام کل من سلم علیه ولو کانوا فی کل لمحة اکثر من الف الف ویبلغه صلوۃ المصلین حیث کانوا فی مشارق الارض ومغاربھا کفر صریح والحاد قبیح. ☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ آیتیں بتوں کے حق میں ہیں۔ پس ٹھہرانا ان

☆اس عبارت میں چند احادیث کی طرف اشارہ کر کے تین چیزوں کو بیان کیا گیا ہے:

الف: نبی کریم ﷺ پر امت کے اعمال صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں:

امام قرطبی اپنی تفسیر میں ''اذا جئنا من کل امة بشھید و جئنا بك علی ھولاء شھیدا'' کے ضمن میں ایک روایت ذکر فرماتے ہیں:

ذکر ابن المبارك أخبرنا رجل من الانصار عن المنھال ابن عمرو حدثه انه سمع سعید بن المسیب یقول: لیس من یوم الا تعرض علی النبی ﷺ امته غدوۃ و عشیة فیعرفھم بسیماھم و اعمالھم فلذلك یشھد علیھم۔ تفسیر قرطبی، ج:۵/ص:۱۹۸

الفاظ میں قدرے کمی زیادتی کے ساتھ ابن کثیر اور امام سیوطی نے اپنی اپنی تفاسیر میں اس روایت کو بیان کیا ہے:

ب: نبی اکرم ﷺ سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں:

چناں چہ امام ابوداؤد اپنی سنن میں ذکر فرماتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام:

دیکھیں: سنن ابوداؤد: کتاب المناسك/باب زیارۃ القبور/ حدیث نمبر ۲۰۴۱

اس کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ج: نبی کریم ﷺ پر پڑھا جانے والا درود آپ تک پہنچایا جاتا ہے۔

صلوا علیّ فانّ صلوتکم تبلغنی حیث کنتم۔

دیکھیں: سنن ابوداؤد: کتاب المناسك/ باب فی زیارۃ القبور/ حدیث نمبر ۲۰۴۲

آیتوں کا اس ذات پاک کے حق میں (کہ عرض کیے جاتے ہیں اُس پر عمل ساری امت کے ہر صبح وشام پس پہچانتے ہیں آں حضرت ﷺ تمام امت کو اُن کی صورت اور عملوں سے اور استغفار فرماتے ہیں امت کے واسطے اور جواب دیتے ہیں سلام کا سب سلام کرنے والوں کے، اگرچہ ہر لمحے میں زائد لاکھوں سے ہوں اور پہنچتا ہے اُن کو درود، درود بھیجنے والوں کا جہاں سے کہ ہو زمین کے مشرقوں اور مغربوں سے) کفر صریح اور الحاد قبیح ہے۔

فائدہ:

شاہ ولی اللہ نے ''الفوز الکبیر'' میں جہاں بیان کیے طریقے مناظرے قرآن کے مشرکین کے ساتھ، لکھا ہے:

رابعاً بیان شناعت عبادت اصنام وسقوط احجار از مراتب کمالات انسانیہ فکیف مرتبہ الالوہیۃ وایں جواب مسوق است برائے کسانی کہ اصنام را معبود ذاتی انگارند۔☆

اور بھی اسی کتاب میں ہے:

صورتہا از سنگ وصفر وروئین ومثل آں تراشیدۂ قبلہ توجہ بآں ارواح ساختند و جاہلان رفتہ رفتہ آں سنگہا رابذاتہا خود معبوداں کاشتند وخلط عظیم راہ یافت☆☆

حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے:

والمشركون وافقوا المسلمين في تدبير الامور العظام و فيما ابرم وجزم ولم يترك لغيره خيرة ولم يوافقوهم في سائر الامور وذهبوا الى ان الصالحين من قبلهم عبدوا الله و تقربوا اليه فاعطاهم الله الالوهية فاستحقوا العبادة من سائر خلق الله☆☆☆ وقالوا لايقبل عبادة الله الا مضمومة بعبادتهم بل الحق في غاية التعالى فلا تفيد عبادته تقربا بل لابد من عبادة هؤلاءِ ليقربوا الى

☆الفوز الکبیر: ص٦

☆☆الفوز الکبیر: ص٥

☆☆☆حجۃ اللہ البالغۃ: باب التوحید /ص٥٨

اللّٰـه زلـفـى وقالوا هولاء يسمعون ويبصرون ويشفعون لعبّادهم
ويـدبـرون امـورهـم ويـنـصرونهم فنصبوا على أسمائهم أحجارا
وجـعـلـوها قبلة عند توجههم الى هؤلاء فخلف من بعدهم خلف
فـلـم يفطنوا للفرق بين الاصنام وبين من هو على صورته فظنوها
معبودات باعيانها ولذلک رد اللّٰه تعالیٰ عليهم تارة بالتنبيه على
ان الـحـكـم والـمـلـک له خاصة وتارة ببيان انها جمادات أ لهم
ارجل يمشون بها أم لهم ايدى يبطشون بها ام لهم اعين يبصرون
بها ام لهم اذان يسمعون بها . [الاعراف:۱۹۵]☆

ترجمہ: مشرک موافق تھے مسلموں کے بڑے کاموں کی تدبیر میں اور اُس میں کہ خدا کو ضرور کرنا ہے اور کسی کو اختیار نہ چھوڑا ہے اور باقی باتوں میں موافق نہیں ہوئے اور کہا کہ اگلے اچھے بندوں نے اللہ کی بندگی کی اور اُس کے طرف نزدیک ہوئے- پس اللہ نے ان کو الوہیت کا خلعت دے دیا، پھر مستحق ہو گئے عبادت کے ساری خلق سے اور کہا مشرکوں نے کہ اللہ کی عبادت مقبول ہی نہیں ہوتی بے ملانے ان کی عبادت کے، بلکہ اللہ بہت بلند ہے اُس کی عبادت فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا، بلکہ عبادت اُن ہی کی چاہیے کہ اللہ کی طرف نزدیک کردیں اور وہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور شفاعت کرتے ہیں اپنے عبادت کرنے والوں کی اور اُن کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں- پس کھڑے کیے اُن کے نام پر پتھر اور قبلہ بنایا اُن کی طرف توجہ کا، پھر پیچھے آئے وہ کہ بت میں اور اس میں کہ جس کی صورت ہے فرق نہ سمجھے اور اُن پتھروں ہی کو بالذات معبود سمجھے اُسی واسطے اللہ نے اُن پر رد کیا، کبھی اس طرح کہ حکم و ملک اللہ ہی کے لئے ہے اور کبھی اس طرح کہ وہ جماد ہیں، کیا اُن کے ہاتھ ہیں، کیا پاؤں ہیں یا کان، آنکھ ہیں؟

فائدہ:

یہاں سے معلوم ہو گیا کہ موافق لکھنے شاہ ولی اللہ کے جو آیتیں کہ پتھر پیتل وغیرہ جمادات کے حق

☆مرجع سابق: باب التوحید /ص۵۹-۵۸

میں ہیں، مولوی اسماعیل وغیرہ (نئے دین والوں) نے اُن آیتوں کو کاملوں کی ارواح کے حق میں ٹھہرا دیا ہے۔

[روح کی کیفیت وحالت]:

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ارواح کا شاہ ولی اللہ وغیرہ کے کلام سے نقل کر دیا جائے۔

سنو کہ شاہ ولی اللہ کتاب حجۃ بالغہ میں لکھتے ہیں:

فاذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی مزاجه فلحق بالملائكة وصار منهم وألهم كالهامهم وسعى فيما يسعون فيه ☆

وربما اشتغل هؤلاء باعلاء كلمة اللّٰه ونصر حزب اللّٰه وربما كان لهم لمة خيربا بن اٰدم وربما اشتاق بعضهم الى صورة جسدية اشتياقا شديدا ناشيا من اصل جبلته فقرع ذلک بابا من المثال واختلطت قوة منه بالنسمة الهواية وصار كالجسد النورانی وربما اشتاق بعضهم الى مطعوم ونحوه فامد فيما اشتهى قضاء لشوقه. ☆☆

ترجمہ: جب مرتا ہے علاقے ٹوٹ جاتے ہیں اور رجوع کرتا ہے اپنے مزاج کی طرف اور مل جاتا ہے فرشتوں سے اور ہو جاتا ہے اُن ہی میں سے اور الہام کرتا ہے جیسے فرشتے کرتے ہیں اور جس کام میں سعی کرتے ہیں آپ سعی کرتا ہے اور مشغول ہوتے ہیں یہ لوگ اللہ کا کلمہ بلند کرتے ہیں اور اللہ کے گروہ کے مدد کرنے میں اور خیر پہنچاتے ہیں آدمیوں کو اور کوئی چاہتا ہے جسم میں صورت پکڑنے کو اور جسم نورانی ہو جاتا ہے اور کوئی مشتاق ہوتا ہے کھانے کا، سو اس کو دیا جاتا ہے۔

اور بھی اسی کتاب میں ہے:

واذا مات الانسان كان للنسمة نشأة اخرى فينشئ فيض الروح

☆ مرجع سابق: باب ذكر شيئ من اسرار الوقائع الحشرية /ص ۳۴

☆☆ مرجع سابق: نفس باب/نفس صفحہ

الالھی فیھا قوۃ فیما بقی من الحس المشترک تکفی کفایۃ السمع والبصر والکلام بمدد من عالم المثال☆

ترجمہ: جب مرتا ہے آدمی ہوتی ہی روح کو ایک اور پیدائش کہ پیدا کرتا ہے اللہ کا فیض اُس کے حس مشترک میں کہ باقی رہتی ہے ایک اور قوت کہ اس قوت سے ہوتی سمع وبصر وکلام ساتھ مدد کے عالم مثال سے۔

شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:

درروایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیاں خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنیں می کند وفلانی چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد۔☆☆

تحفۂ اثناعشریہ میں لکھا ہے:

حال ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ بتوسط شکل و بدنے کار می کند و مصدر افعال حیوانی ونفسانی می گردند بے آں کہ نفس بناتی ہم راہ داشتہ باشند☆☆☆

[علم غیب مصطفیٰ ﷺ اور حدیثِ عائشہ: ایک شبہ کا ازالہ]:

قال النجدی:

وعن عائشۃ قالت من اخبرک ان محمدا یعلم الخمس التی قال اللّٰہ تعالیٰ ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ فقد اعظم الفریۃ.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا عائشہ نے جو کہے تجھ سے کہ محمد جانتے تھے اُن پانچ باتوں کو کہ اللہ تعالیٰ نے مذکور کی ہیں، پس اُس نے بڑا افترا کیا۔☆☆☆☆

قالوا:

ایھا الجاھل! اقرء تمام الحدیث وھو ھکذا قالت من اخبرک ان محمد رای ربہ او کتم شیئاً مما امربہ اویعلم الخمس التی

☆ مرجع سابق: باب حقیقۃ الروح/ص ۱۸

☆☆ تفسیر عزیزی: ص ۳۵۵

☆☆☆ تحفہ اثناعشریہ: باب ہشتم: درمعاد وبیان مخالف شیعہ با ثقلین/ص ۳۸۴

☆☆☆☆ دیکھیں: حاشیہ ۱۴/ص 247

قال اللّٰه تعالٰی فیھا ان اللّٰه عنده علم الساعة الآیة فقد اعظم الفریة☆ فقولها اعظم الفریة تعنی ان المخبر مفتر وکاذب.
فاین فیه انه مشرک؟ هل الافتراء والکذب عندک شرک مع ان اصل مسئلة الباب هورؤیة النبی ﷺ ربه لیلة المعراج وهی خلافیة والجمهور علی اثباتها وهو الراجح المختار عند اکثر العلماء الکبار.
واجابوا عن قول عائشة بانها لیست اعلم ممن اثبتها وقالت ما قالت استنباطا واجتهادا من قوله تعالی لاتدرکه الابصار
واجابوا ان الادراک هوالاحاطة فلیس فیها نفی مطلق الرؤیة وکذلک حالة اطلاعه ﷺ علی الخمسة خلافیة قبل قبض النبی ﷺ ولم یعلمها وقیل بل علمه اللّٰه واطلعه علیها ولم یامره ان یطلع علیها امته وکذلک مسئلة الروح.
ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے جاہل! تمام حدیث پڑھ اور یوں ہے کہ کہا عائشہ نے کہ جو کہے کہ محمدﷺ نے دیکھا اپنے رب کو یا چھپایا کچھ حکم میں سے یا جانتے تھے ان پانچ چیزوں کو کہ اللہ نے مذکور کی ہیں وہ بڑا مفتری ہے-
مقصود حضرت عائشہ کا یہ ہے کہ خبر دینے والا مفتری اور جھوٹا ہے- اس میں شرک کا ذکر نہیں ہے، کیا افترا کرنا اور جھوٹ بولنا اے نجدی تیرے نزدیک شرک ہے؟ باوجود یکہ اصل مسئلہ باب کا وہ دیکھنا رسول اللہﷺ کا ہے اپنے رب کو معراج میں اور یہ مسئلہ خلافی ہے اور جمہور نے اُسے ثابت کیا ہے- سو اکثر کے نزدیک وہی مختار ہے-
اور عائشہ کے قول سے اُنھوں نے جواب دیا کہ جن صحابہ نے ثابت کیا ہے حضرت عائشہ اُن سے زائد عالم نہیں ہیں اور حضرت عائشہ نے آیہ کریمہ **لا تدرکه الابصار** سے یہ بات نکالی اپنے اجتہاد سے اور جواب دیا اس طرح کہ

☆ *جامع ترمذی*: ابواب تفسیر القرآن/ باب سورة النجم/ *حدیث نمبر* ۳۲۷۸

ادراک سے احاطہ مراد ہے- پس دیکھنے کی نفی نہیں ہے اسی طرح مسئلہ علم خمسہ اور روح کا بھی خلافی ہے-

[نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''واللہ لا ادری'' کی تحقیق]:

قال النجدی:

وعن النبی فی الصحیح واللّٰہ لا ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بی ولا بکم☆ فھذا الحدیث صریح فی انہ کان لا یعلم امر خاتمتہ فی حال حیاتہ فکیف یعلم حال تلک المشرکین بعد مماتہ.

ترجمہ: کہا نجدی نے: نبی سے صحیح میں روایت ہے کہ کہا قسم اللہ کی! مَیں نہیں جانتا، حالاں کہ اللہ کا رسول ہوں، کیا کِیا جائے گا مجھ سے اور تم سے- پس یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ نبی نہیں جانتے تھے اپنے خاتمے کا حال زندگی میں- پس کیوں کر جانے حال اُن مشرکین کا بعد مرنے کے-

قالوا:

ایھا الجاھل! کیف تقول انہ ﷺ کان لا یعلم امر خاتمتہ وقدقال اللّٰہ تعالیٰ:

لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ[الفتح:۲]

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[بنی اسرائیل:۷۹]

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی[الضحیٰ:۵]

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ[الکوثر:۱]

واحادیث الشفاعۃ لامتہ و شفاعۃ امۃ اکثر من ان یحصی و کیف قلت: فکیف یعلم حال امتہ بعد مماتہ. الم تسمع انہ ﷺ قال حیاتی خیرلکم تحدثون و یحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیرا لکم تعرض علي اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللّٰہ وان

☆صحیح بخاری: کتاب التعبیر /باب العین الجاریۃ فی المنام/حدیث نمبر۷۰۱۸

رأیت شرا استغفرت الله لکم☆
وقد ثبت عرض اعمال الاحیاء علی غیرہ ﷺ ایضا فی الاموات۔ ☆☆
ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے جاہل تو کیوں کر کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے خاتمے کا حال معلوم نہ تھا، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا تھا، بخش دے گا واسطے تیرے اللہ اگلے اور پچھلے گناہ اور پہنچا دے گا اللہ تجھ کو مقام محمود میں اور عطا کرے گا تجھ کو تیرا رب یہاں تک کہ تو راضی ہوگا۔ دیا ہم نے تجھ کو کوثر۔
اور حدیث آں حضرت ﷺ کی شفاعت کی امت کے لیے اور حدیث امت کے شفاعت کی شمار سے زائد ہیں اور کیوں کر کہا تو نے اے نجدی جاہل کہ کیوں کر جانے پیغمبر حال امت کا بعد مرنے کے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے حیات میری بہتر ہے تمہارے لیے، باتیں کرتے ہو باتیں کیے جاتے ہو اور جب مَیں مروں گا ہوگی میری وفات بہتر تمہارے واسطے عرض کیے جائیں گے مجھ پر تمہارے اعمال، اگر اچھے دیکھوں گا شکر کروں گا اور اگر برے دیکھوں گا، اللہ سے بخشش چاہوں گا تمہارے واسطے اور بے شک ثابت ہوا عرض اعمال زندوں کا اوپر اور مردوں کے بھی سوائے آں حضرت ﷺ کے۔

☆مکمل حدیث یوں ہے:
عن عبدالله عن النبی ﷺ قال ان لله ملائکة سیاحین یبلغونی عن امتی السلام قال: قال رسول الله ﷺ حیاتی خیر لکم تحدثون و نحدث لکم، ووفاتي خیر لکم تعرض علی اعمالکم، فما رأیت من خیر حمدت الله علیه، و ما رأیت من شر استغفرت الله لکم۔
دیکھیں: مسند بزار: ج۵/ص۳۰۸-۳۰۹/حدیث نمبر: ۱۹۲۵
☆☆امام قرطبی اپنی تفسیر میں "اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنا بك علی هولاء شهیدا" کے ضمن میں روایت ذکر فرماتے ہیں:
ذکر ابن المبارك أخبرنا رجل من الانصار عن المنهال ابن عمرو حدثه انه سمع سعید بن المسیب یقول: لیس من یوم الا تعرض علی النبی ﷺ امته غدوة و عشیة فیعرفهم بسیماهم و اعمالهم فلذلك یشهد علیهم ج۵/ص۱۹۸
الفاظ میں قدرے کمی زیادتی کے ساتھ ابن کثیر اور امام سیوطی نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس روایت کو بیان کیا ہے۔

[مسئلہ عالم ما کان وما یکون]:

قال النجدی:

وفی کتاب التوحید لنا الکبیر وفی فصول التوحید زیادة تحقیق وما یتفوه به عقلاء مشرکی زماننا بان المراد نفی العلم والدرایة التفصیلة المستقلة ولا ندعیه لا نفی العلم باعلام اللّٰہ الذی ندعیه او انه کان فی اول الامر ثم القی اللّٰہ علیه علم الاولین والاٰخرین وجعله مطلعا علی ما یکون الی قیامة وامثال ذلک الهفوات فهو ابتداع فی الدین

ترجمہ: کہا نجدی نے: اور ہماری بڑی کتاب التوحید میں اور فصول التوحید میں زیادہ تحقیق ہے اور وہ جو لکھتے ہیں ہمارے زمانے کے عقل مند مشرک کہ مراد نفی علم ودرایت تفصیلی مستقل کی ہے اور ہم اس کا دعویٰ نہیں کرتے نہ نفی علم کی اللہ کے علم دینے سے کہ ہم اس کا دعویٰ کرتے ہیں یا یہ کہ وہ پہلے کا حال ہے، پھر اللہ نے دیا اُن کو علم اولین وآخرین کا اور مطلع کر دیا اُس پر کہ ہونے والا ہے قیامت تک اور مانند اس کے پس یہ نئی بدعت نکالنا ہے دین میں۔

قالوا:

ما قال النجدی فی المعنی المراد و نقاة فهو حق وهدایة من السلف والسواد الاعظم ویجب القول به دفعا للتعارض ولکن لما کان مقنعا لا مرد له ولم یهتد لتسلیم الحق عبر عنه بهفوة عقلاء مشرکی زمانه لعنة اللّٰہ علیه یسمی ما صح عن رسول اللّٰہ ﷺ هفوة وابتداعا فی الدین الم تسمع انه ﷺ علم علم الاولین والاٰخرین

قال الخفاجی واما ماورد انه ﷺ علم علم الاولین والاٰخرین فلعله کان اخر احواله بعد انقطاع عرض جبریل ألم تسمع ما فی حدیث ابن اخطب

وابن حذیفة فی الصحیح انه ﷺ اخبر بما هو کائن الی یوم القیامة ☆

فی الشفاء:

وبحسب عقله کانت معارفه ﷺ الی سائر ما علمه اللّٰه تعالی واطلعه علیه من علم ما یکون وما کان وعجائب قدرته وعظیم ملکوته قال اللّٰه تعالیٰ وعلّمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللّٰه علیک عظیما حارت العقول فی تقدیر فضله علیه وخرست الالسن دون وصف یحیط بذلک اوینتهی الیه.☆☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: وہ جو نجدی نے معنی مراد نقل کیے، حق ہیں اور ہدایت ہے سلف اور سواد اعظم سے اُس کا ماننا واجب ہے کہ تعارض دور ہو، مگر جو کہ یہ جواب شافی تھا کہ رد نہیں ہوسکتا اور نجدی نے ماننے کی ہدایت نہ پائی کہہ دیا کہ اس زمانے کے عقل مند مشرک یوں کہتے ہیں لعنت اللہ کی اُس پر جو رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہے اُس کو لغو اور بدعت نام رکھتا ہے- کیا اُس نے نہیں سنا کہ آں حضرت ﷺ کو علم اولین و آخرین کا دیا گیا؟-

خفاجی نے کہا کہ وہ جو وارد ہوا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو علم اولین و آخرین کا دیا گیا، پس شاید کہ یہ پچھلا حال تھا بعد عرض کر چکنے جبریل کے- کیا نہیں سنا تو نے وہ جو حدیث ابن اخطب اور حذیفہ میں ہے صحیح میں کہ آں حضرت ﷺ نے خبر دی جو کہ ہونے والا ہے قیامت تک-

---

☆**الف:** دیکھیں: *صحیح بخاری*: کتاب بدء الخلق/ باب ما جاء في قول الله تعالی، وهو الذی یبدء الخلق/ **حدیث نمبر ۳۱۹۲**

ب: حدثنی ابو زید(یعنی عمرو بن اخطب) قال: صلی بنا رسول الله ﷺ الفجر و صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت الظهر، فنزل فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما هو کائن، فاعلمنا احفظنا-

عن حذیفة انه قال : اخبرنی رسول الله ﷺ بما هو کائن الی ان تقوم الساعة، فما منه شئ الا قد سالته الا انی لم اسأله : ما یخرج اهل المدینة من المدینة؟

دیکھیں: **صحیح مسلم**: کتاب الفتن / باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة/ **حدیث ۲۶۵/۷/ ۲۶۷/۷**

☆☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: الفصل الحادی العشر/ العقل فی بیان اصول هذه الاخلاق و تحقق وصف النبی بها / ج۱/ص۶۹

اور شفا میں ہے کہ جیسی آپ کی عقل تھی ایسی ہی معلومات کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو علم دیا **ما یکون و ما کان** کا اور اپنے عجائب قدرت اور عظیم ملکوت کا، حیران ہیں عقلیں اللہ کے فضل کی تقدیر میں آں حضرت ﷺ پر اور زبانیں گونگی ہیں اُس کے بیان میں۔

قال النجدی:

و مخالف لتصریح السلف

ترجمہ: کہا نجدی نے اور مخالف ہے تصریح سلف کے۔

قالوا:

ایھا الملعون! ما قالوا ثابت فی الصحاح من رسول اللّٰہ علیه وسلم فکیف تعبیرھم بمخالفة السلف، سلف اھل السنة کلھم علیه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے ملعون! وہ جو جماعت نے کہا ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے صحاح میں، پس کیوں کر تو عیب لگاتا ہے اُن کو مخالفت سلف کا، اہل سنت کے سلف سب اُسی پر ہیں۔

[شیخ ابن تیمیہ اور علمائے حرمین محترمین]:

قال النجدی:

و کفاک قدوة فی ذالک شیخنا تقی الدین ابن تیمیة رضی اللّٰہ عنه و الموفقون لا تباعه رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین.

ترجمہ: [کہا نجدی نے] اور کافی ہے پیشوا اس میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور اس کے پیرو لوگ۔

قالوا:

کفاک و لعنة اقتدائک بالشقی ابن تیمیة اجمع علماء عصره علی ضلاله و حبسه و نودی من کان علی عقیدة ابن تیمیة حل ماله و دمه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: کافی ہے تیرے ملعون ہونے کو پیروی کرنا تیرا شقی ابن تیمیہ کی وہ کہ اجماع کیا اُس کے عصر کے عالموں نے اُس کی گم راہی پر اور قید ہوا اور منادی ہوئے اسلام کے شہروں میں کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدے پر ہو اُس کا مال اور خون مباح ہے۔

[انبیا کا علم غیب اور احادیث شفاعت]:

قالوا:

و للّٰہ در الماوردی قد اماط الاذی عن طریق المؤمنین حیث قال لما کثر اخبارہ بالمغیبات وظھر اعجازہ وقامت حجۃ علی المنکرین ازداد غیظھم وغمضوہ وصلی اللّٰہ علیہ وسلم بانہ ادعی الرسالۃ اولا ثم یرید ان نتخذہ الھا اخذوا فی التحکم والاستھزاء بالسوال عن کل شئ متی یکون و کیف یکون فامرہ اللّٰہ تعالٰی ان یقول ماکنت بدعا من الرسل وما ادری مایفعل بی ولابکم یعنی ان اللّٰہ تعالٰی یظھر علی رسلہ المغیبات ویخبرون بھا وذلک من الاعجاز الذی یخصھم اللّٰہ بہ ویعجزبہ المنکرین وکل ذلک باعلام اللّٰہ واطلاعہ فلیس ما اقول امرا مبدعا بل سنۃ اللّٰہ الذی علم آدم الاسماء کلھا واری ابراھیم ملکوت السموات والارض وقال ابن مریم أنبئکم بما تاکلون وماتدخرون فی بیوتکم وقال یعقوب اعلم من الله ما لا تعلمون واما انا بدون اعلام اللہ فما ادری ما یفعل بی ولا بکم والکفار لما سمعوا ذلک حملوا علی غیر محملہ وقالوا ھولا یعرف مآلہ وامر خاتمتہ وسروا بذلک وتقاولوا فانزل اللّٰہ لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر واخبر بمالٰ المومنین فی الآیۃ الاخری بعدھا.

وفی القرآن آیات کثیرۃ تدل علی علمہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم بمآلہ ومآل اصحابہ واھل بیتہ وعامۃ امتہ جزما لا یحومہ

شبهة باعلام اللّٰه تعالیٰ ووعده الصادق الغیر المکذوب

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ[البقرۃ:۱۴۳]

وقال عزو جل: لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ[الحج:۷۸]

وقال: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا[النساء:۴۱]

وقال عزو جل: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى[الضحیٰ:۴]

وقال: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى[الضحیٰ:۵]

روی انه لما نزلت هذه الآیة قال علیه السلام لاارضٰی حتی ادخل کل امتی الجنة ☆

وقال عزوجل: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ[الکوثر:۱]

وقال: عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[الاسراء:۷۹]

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه فی حدیث الشفاعة فیمشی حتی یاخذ بحلقة الجنة فیومئذ یبعثه اللّٰه المقام المحمود الذی وعده☆☆

وقال رسول اللّٰه ﷺ اریت ما تلقی امتی من بعدی وسفک بعضهم دماء بعض و سبق لهم من اللّٰه ما سبق للامم قبلهم فسالت اللّٰه ان یولینی الشفاعة یوم القیامة فیهم ففعل ☆☆☆

☆ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت دستیاب نہیں ہوسکی، تاہم اس معنی ومفہوم کی کئی احادیث مختلف کتابوں میں موجود ہیں:
قریب تر الفاظ یہ ہیں:عن ابن عباس فی قوله عز و جل ولسوف یعطیك ربك فترضی" قال: رضاه أ ن تدخل أمته کلهم الجنة
دیکھیں:شعب الایمان:ج۲/ص۱۶۴/ حدیث نمبر۱۴۴۵

☆☆صحیح بخاری: کتاب الزکوة/باب من سأل الناس تکثرا/حدیث نمبر۱۴۷۵
بخاری میں پوری حدیث اس طرح ہے:فیمشی حتی یاخذ بحلقة الباب فیومئذ یبعثه اللّٰه مقاما محمودا یحمده اهل الجمع کلهم۔

☆☆☆دیکھیے:المستدرك علی الصحیحین:ج۱/ص۱۲۸/ حدیث نمبر۲۲۷

وقال رسول اللّٰه ﷺ: خیرت بین ان یدخل نصف امتی الجنة وبین الشفاعة فاخترت الشفاعة لانها اعم أترونها للمتقین لا ولکنها للمذنبین الخاطئین☆

وعنه ﷺ فی احادیث الباب: انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا خطیبهم اذا وفدوا وانا مبشرهم اذا أیسوا وانا شفیعهم اذا حبسوا لواء الحمد بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخرو انا سید ولد اٰدم یوم القیامة وما من نبی اٰدم ومن سواه الا تحت لوائی وانا اول شافع و اول مشفع اما ترضون ان یکون ابراهیم و موسٰی فیکم یوم القیامة انهما فی امتی یوم القیٰمة☆ ☆

وروی حدیث الحوض خمسة وعشرون من اصحاب رسول اللّٰه ﷺ علی ما بلغنا

وکل ما ذکرنا من الأیات والاحادیث فی الباب قطرة من بحار فضائله الموجودة فی الکتاب والسنة وانما اطلنا بما ذکرنا لان شرذمة من کفرة الخوارج مع ادعاء الایمان یقعون فیه ﷺ و یجرون بما لا یمکن من المومنین باللّٰه ورسوله ویحقرون شانه ﷺ فما للانبیاء والاولیاء وهذه الآیة الکریمة من اقوی الات

☆ *ابن ماجہ میں مکمل حدیث اس طرح ہے:* عن ابی موسیٰ اشعری قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم "خیرت بین الشفاعة وبین أن یدخل نصف امتی الجنة۔ فأخترت الشفاعة۔ لأنها اعم واکفی۔ اترونها للمتقین؟ لا: ولکنها للمذنبی، الخطائین المتلوثین۔

سنن ابن ماجہ:ابواب الزهد/ باب ذکر الشفاعة/ *حدیث نمبر* ۴۳۱۱

☆☆ *یہ روایت بھی بظاہر ایک ہے، مگر دراصل اس کے تین جز ہیں: تفصیل کے لیے دیکھیں:*

صحیح مسلم:کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق/ *حدیث نمبر* ۵۹۴۰

جامع ترمذی:ابواب المناقب/ باب انا اول الناس خروجا اذا بعثوا ﷺ/ *حدیث نمبر* ۳۶۱۰

الشفاء بتعریف حقوق المصطفی : الفصل الثامن في ذکر تفضیله في القیامة بخصوص الکرامة/ ج۱/ ص۳۷-۱۳۶

فسادهم بسبب افسادهم فی حملها علی غیر محملها واتباعهم کفرة عهده ﷺ فی ذلک وسرورهم کسرورهم وانکارهم الأیات المتکاثرة والاحادیث المتواترة اعاذنا اللّٰه من شرورهم.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: ماوردی علیہ الرحمہ کو اللہ جزائے خیر دے کہ مومنین کے راہ سے ایذا کو دور کیا، اس بیان سے کہ جب آں حضرت ﷺ نے غیب کی خبریں بہت دیں اور معجزہ ظاہر ہوا، منکروں پر حجت قائم ہوئی، اُن کی دشمنی زائد ہوئی اور آں حضرت ﷺ پر طعن کرنے لگے کہ پہلے دعوی کیا پیغمبری کا، اب اللہ بننا چاہتا ہے اور ٹھٹھا کرنا شروع کیا، ہر ایک بات پوچھنے سے کہ کب ہوگا اور کیوں کر ہوگا- اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ کہہ دو میں نیا پیغمبر نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیا ہوگا مجھ سے اور تجھ سے- یعنی اللہ اپنے پیغمبروں پر غیب ظاہر کرتا ہے اور وہ خبر دیتے ہیں اور یہ اُن کا معجزہ ہے اور اللہ کے دینے سے جانتے ہیں، سو میں جو کہتا ہوں نئی بات نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا دستور یوں ہی جاری ہے-

آدم علیہ السلام کو سب اسما تعلیم کیے، ابرہیم علیہ السلام کو ملکوت آسمان و زمین کا دکھلا دیا، عیسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو میں سب کی تم کو خبر دیتا ہوں، یعقوب علیہ السلام نے کہا: میں جانتا ہوں اللہ سے جو تم نہیں جانتے اور لیکن بغیر اللہ کے بتلانے کے، سو میں نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا کیا جائے گا اور تم سے کیا؟ کافروں نے جب یہ سنا اُسے حمل کیا غیر محمل پر اور کہا کہ محمد ﷺ اپنے مآل و خاتمے کو نہیں جانتے اور خوش ہوئے اس بات سے اور اُس کا چرچا کرنے لگے، سو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا **لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر** اور خبر دی مومنوں کے مآل کی اگلی آیت میں اور قرآن میں بہت آیتیں ہیں کہ اُن سے آں حضرت ﷺ کا علم اپنے مآل اور اپنے اصحاب واہل بیت وتمام امت کا یقینی ثابت ہے-

اب کہ شبہ کو گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ کے اعلام سے اور ایسے ہی گردانا ہم نے تم کو امت وسط کہ تم گواہ ہو آدمیوں پر اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ

نے کہ بے شک بہتر ہے آخرت تیرے واسطے اولیٰ سے اور فرمایا کہ عطا کرے گا تجھ کو تیرا رب اتنا کہ تو راضی ہو- روایت ہے کہ اس آیت کو سن کر فرمایا کہ مَیں راضی نہ ہوں گا جب تک ساری امت کو بہشت میں داخل نہ کروں گا اور فرمایا کہ تجھ کو کوثر دیا اور مقام محمود دوں گا-

حدیث شفاعت میں ہے کہ مقام محمود میں پہنچائے گا کہ جس کا وعدہ کیا تھا- اللہ سے مَیں نے مانگی شفاعت سو اللہ نے دی- اللہ نے مجھے مختار کیا کہ یا شفاعت لوں یا آدھی امت کو بہشت ملے، مَیں نے شفاعت لی کہ سب کے لیے ہے- کیا تم متقیوں کے لیے جانتے ہو؟ لیکن گنہگار خطاواروں کے لیے ہے-

مَیں سب سے پہلے مبعوث ہوں گا اور سب کا شفیع ہوں گا اور سب پیغمبر میرے لوا کے نیچے ہوں گے-

حدیث حوض کو پچیس صحابی نے روایت کیا ہے اور آیتیں حدیث جو مَیں نے ذکر کی ایک قطرہ ہے آں حضرت ﷺ کے فضائل کے دریاؤں میں سے، جو کتاب و سنت میں مذکور ہیں اور مَیں نے جو طول کیا سو اس لیے کہ ایک گروہ کفرہ خوارج کا آں حضرت ﷺ سے بے ادبی کرتے ہیں کہ مسلمان کا کام نہیں اور جب آں حضرت ﷺ کی تحقیر کی پھر اور انبیا کا اور اولیا کا کیا مذکور ہے اور اس آیت کے معنی اگلے کافروں کی طرح بے محل کہہ کر خوش ہوتے ہیں اور بے شمار آیتوں، حدیث صاف وصریح کو نہیں مانتے- اللہ اُن کی شر سے پناہ میں رکھے-

[شرک فی التصرف]:

قال النجدی:

الفصل الثالث فی رد الاشراک فی التصرف.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا تیسری فصل شرک فی التصرف کے رد میں ہے۔

قالوا:

فسره فی الفصل الاول باثبات مثل تصرف اللّٰہ لغیره وهذا تشریع جدید من نفسه ولم یوجد هذا اللفظ فی الأیات

والاحادیث التی ذکرھا.
ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے کہ: تفسیر کیا نجدی نے شرک فی التصرف کو پہلی فصل میں کہ وہ ثابت کرنا اللہ کا سا تصرف ہے دوسرے کو اور یہ نئی شریعت بنائی ہے اپنے دل سے اور آیت حدیث جو ذکر کیے اُن میں بھی یہ لفظ نہیں ہے-

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ:

قل من بیدہ ملکوت کل شئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للّٰہ قل فانی تسحرون [المؤمنون:۸۹-۸۸]
ھذہ الآیة دلت علی ان التصرف فی الکل المجیر غیر المجار علیہ لیس الا اللّٰہ فمن لم یقل فی حاجتہ یا اللّٰہ وقال یا محمد وان اعتقدہ عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا فان مشرکی زمن النبی ایضا لا یعتقدون آلھتھم کذلک بل انما یسالون الالھة علی اعتقاد الشفاعة فمن اعتقد التصرف فی العالم المخلوق او اعتقدہ شفیعہ صار مشرکا وان اعتقدہ ادون من اللّٰہ ومخلوقا لہ.
ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کون ہے کہ جس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دیا جاتا اُس پر اگر تم جانتے ہو؟ قریب ہے کہ کہیں گے اللہ- کہہ کہ پھر کیوں مسحور ہوئے جاتے ہو؟
اس آیت نے دلالت کی اس پر کہ تصرف کرنے والا سب میں مجیر غیر مجار علیہ اللہ ہی ہے- پس جس نے اپنی حاجت میں یا اللہ نہ کہا اور کہا یا محمد اگر چہ بندہ غیر متصرف کل میں اعتقاد کیا، مشرک ہو گیا، کیوں کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے الہوں کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے، بلکہ اُن سے شفاعت ہی کے اعتقاد پر مانگتے تھے- پس جو کوئی اعتقاد کرے کسی مخلوق کا عالم میں تصرف یا اپنا شفیع اعتقاد کرے، مشرک ہو جائے گا، اگر چہ اللہ سے کم اور اُسی کا مخلوق جانے-

قالوا:

ایھاالغوی! ما لک تتکلم من غیر رؤیة مثل تکلم المجانین والسکاریٰ فان الآیة صریحة فی ان المشرکین لم یعتقد وا غیراللّٰه متصرفا فی الکل مجیرا غیر مجار علیه و کانوا مشرکین فثبت ان اعتقاد کون الغیر متصرفا مجیرا غیر مجار علیه لیس مدار شرکھم والا فکیف یکون من لا یعتقده مشرکا؟ فالآیة لا تفید ما ادعیت بل تبطله

وقلت انت ان الآیة دلت علی ان المتصرف فی الکل المجیر غیر المجار علیه لیس الا اللّٰه ثم فرعت علیه قولک من قال یا محمد وان اعتقده عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا کیف یصح تفریعه وکیف یتم التقریب؟ نعم لو قلت فمن اعتقد محمدا متصرفا فی الکل مجیرا غیر مجار علیه واثبت له التصرف مثل تصرف اللّٰه صار مشرکا ویتم التقریب وان کان باطلا من جهة عدم کون التصرف مدارا للشرک ثم قلت فانّ مشرکی زمن النبی ایضا لا یعتقدون آلھتھم کذلک فھذا القول ینفی الشرک عنھم علی ما قررت فی معنی الشرک فی التصرف ودلالة الآیة ثم قلت فمن اثبت التصرف فی العالم المخلوق او اعتقده شفیعه صار مشرکا علی ای شی فرعته علی الآیة فلیس فیه ذکر الشفیع او علی ما یلی الفاء فنفیت فیه اعتقاد التصرف عن المشرکین.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے گم راہ! کیا ہوا ہے تجھ کو کہ کلام کرتا ہے بے سمجھے جیسے دیوانہ اور نشے میں- آیت سے ظاہر ہے کہ مشرک غیر خدا کو کل کا تصرف کرنے والا مجیر غیر مجار علیہ نہیں جانتے تھے اور مشرک تھے- پس ثابت ہوا کہ اعتقاد غیر کے تصرف کا مدار شرک ان کے کا نہیں، کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو جو

اس کا معتقد نہ ہو مشرک کیوں کر ہو- پس جو نجدی نے دعویٰ کیا آیت سے ثابت نہیں ہوتا، بلکہ باطل ہوتا ہے- آپ ہی تو کہتا ہے کہ آیت نے دلالت کی اس پر کہ متصرف کل میں مجیر غیر مجار علیہ نہیں ہے مگر اللہ اور پھر اس پر بنا کیا اس بات کو کہ جو کہے یا محمد اگر چہ اعتقاد کرے بندۂ غیر متصرف کل میں مشرک ہو جائے گا- اے گم راہ! ذرا سوچ کہ کیسی بے ربط بات ہے، اگر تو کہتا کہ جو اعتقاد کرے محمد کو متصرف کل میں مجیر غیر مجار علیہ اور اللہ کا سا تصرف ثابت کرے تو شرک ہو جائے گا تو بات بن جاتی، اگر چہ اس سبب سے کہ تصرف شرک کا مدار نہیں ہے باطل ہوتی- پھر تو نے کہا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے آلہہ کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے، اس تیرے قول سے موافق اس کے کہ تو نے معنی شرک فی التصرف کے بیان کیے اور آیت کی دلالت اُن معنی پر بیان کی لازم ہوتا ہے کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک، مشرک نہ تھے- پھر جو تو نے کہا کہ جو عالم میں کسی مخلوق کا تصرف ثابت کرے یا اُس کو اپنا شفیع اعتقاد کرے مشرک ہو جائے گا- اس کلام کو کس بات پر تفریع کیا؟ اگر تو کہے کہ آیت پر، سو آیت میں تو شفیع کا ذکر نہیں ہے، یا تفریع کیا اُس پر جو ملا ہوا ہے اس کلام سے، سو اُس میں مشرکوں سے تو نے تصرف کے اعتقاد کا انکار کیا-

[غیر اللہ کو نفع و ضرر کا مالک ٹھہرانے کی توجیہ]:

قال النجدی:

وقد نص اللّٰہ علی ھذا بقولہ:

ویعبدون من دون اللّٰہ ما لا یملک لھم رزقا من السموات والارض شیئاً ولا یستطیعون [النحل:۷۳]

وقال اللّٰہ تعالٰی:

ولا تدع من دون اللّٰہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذاً من الظالمین [یونس:۱۰۶]

وقال اللّٰہ تعالٰی:

قل لا املک لکم ضرّا و لا رشدا قل انی لن یجیرنی من اللّٰہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا [الجن:۲۲-۲۱]

انظروا انہ امر اللّٰہ تعالٰی محمدا باظھار عدم ملکہ لامتہ ضرا و لا رشدا.

ترجمہ: کہا نجدی نے: اور صاف بیان کر دیا اللہ نے اس بات کو اپنے اس کلام سے اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اُس کی کہ نہیں مالک اُن کے رزق کا کچھ آسمانوں اور زمین سے اور طاقت نہیں رکھتے۔

اور کہا اللہ تعالیٰ نے اور مت عبادت کر سوائے اللہ کے اُس کی کہ نہ نفع دے تجھ کو نہ ضرر، پھر اگر کیا تو ظالموں سے ہے۔

اور کہا اللہ تعالیٰ نے: کہہ کہ مَیں مالک نہیں تمہارے ضرر اور بھلائی کا، کہہ کہ نہیں پناہ میں لے سکتا مجھ کو اللہ سے کوئی اور مجھ کو سوائے اللہ کے جائے پناہ نہیں۔

دیکھو کہ اللہ نے حکم کیا محمد کو اس بات کے ظاہر کر دینے کا کہ اپنی امت کے بھلے برے کا مالک نہیں ہے۔

قالوا:

الی ای شئ اشرت بلفظ "ھذا" الی التصرف؟ فقد نفیتہ عنھم او الی الشفاعۃ؟ فلیس فیھا اشارۃ ایضا فضلا عن النص ولیس حاصلھا الا عدم کون معبودی المشرکین غیر اللّٰہ مالکا لرزقھم وقد نفیت انت ھذا الاعتقاد عنھم فما الفائدۃ فی ذکر الآیۃ وآیات بعدھا.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: "ھٰــذا" کے لفظ سے کس بات کی طرف اشارہ کیا؟ اگر تصرف کی طرف ہے تو تو آپ مشرکوں سے اس اعتقاد کا انکار کر چکا ہے۔ یا شفاعت کی طرف؟ سو ان آیتوں میں اس طرف اشارہ بھی نہیں، نص کا کیا ذکر ہے۔ ان آیتوں کا حاصل یہی ہے کہ مشرکوں کے معبود اور کوئی سوائے اللہ کے مالک رزق اور بھلائی برائی کا نہیں ہے اور تو اب کہہ چکا کہ مشرکوں کا یہ

اعتقاد نہ تھا، پھر پہلی آیت اور اُس کے بعد کی آیتوں کے لانے سے کیا فائدہ؟-

[یارسول اللہ کہنے کا جواز]:

قال النجدی:

فمن قال یا محمد! فقد خالف اللّٰہ و رسوله و کفر فانه جعله انه یملک له ضرا و رشدا.

ترجمہ: کہا نجدی نے: پس جو کہے یا محمد! سواُس نے مخالفت کی اللہ و رسول کی اور کافر ہو گیا، کیوں کہ اُس نے محمد کو مالک ٹھہرایا ضرر اور بھلائی کا-

قالوا:

انت قلت آنفا من قال یا محمد! وان اعتقده غیر متصرف صار مشرکا فانّ مشرکی زمن النبی ایضا لا یعتقدون آلهتهم کذلک بل انّما یسالون الآلهة علی اعتقاد الشفاعة فبعد عدة سطور مع انه لم یتغیر الفصل کیف تغیر المفهوم و کیف انحصر قول یا محمد فی جعله مالکا لضره و رشده.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: تو نے ابھی کہا کہ جو کہے یا محمد! اگر چہ ان کو غیر متصرف اعتقاد کرے مشرک ہو جائے گا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک اپنے اللہ کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے، بلکہ شفاعت کے اعتقاد سے سوال کرتے تھے اب کئی سطر کے بعد کہ فصل بھی نہیں بدلی مطلب کیوں کر بدل گیا اور یا محمد کہنے کو کیوں کر لازم ہو گیا کہ اُن کو مالک ضرر اور بھلائی کا سمجھا-

[شفاعت کا بیان]:

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالٰی:

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ. وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ[سبا:۲۳-۲۲]

بهـذه الآية قـد قطع اللّٰه عرق الشرک بشعبها فان من يسال عنه الـحـاجات وينادى في الشدائد اما ان يكون مالكا واما ان يكون شـريـكـا لـه وامـا ان يكون ظهيرا ومعاونا له واما ان يكون شفيعا عـنـده وكـل مـنهـا مـنـفـى فتم الزام اللّٰه على المشركين الذين يسـألـون الـمـخـلوقين و ينادونهم مع زعم انهم ادون من اللّٰه اما السـابـقـون فـالـلات والـعزى والسوا ع واما اللاحقون فمحمدا وعـلـي وعبـدالقادر والكل سواء فان اللّٰه تعالٰى لا يقبل العذر فى الشـرک و لو كان مع نبى ومن غاية ضلال المشركين اللاحقين اغتـرارهـم بالشفاعة وكان هذا مرض المشركين السابقين كما قال اللّٰه تعالٰى: وَيَقُوۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ [یونس:۱۸] ولا يفقهون ان اللّٰه شنع عليهم بهذا الاعتقاد وصيره شركا وكفرا.

ترجمہ: کہا نجدی نے: فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دعوت کرو اُن کی کہ گمان کیا تم نے اللہ کے سوائے نہیں مالک ذرہ بھر آسمانوں اور زمین میں اور نہ اُن کو شرک ہے نہ اللہ کے مددگار ہیں اور نہیں نفع کرتی شفاعت اللہ کے آگے، مگر جس کو کہ حکم ہے۔ اس آیت سے اللہ نے جڑ شرک کی رگ ریشہ سمیت کاٹ ڈالی، کیوں کہ جس سے حاجتیں مانگی جاتی ہیں اور سختیوں میں پکارا جاتا ہے یا مالک ہو یا شریک مالک کا یا مالک کا مددگار یا اس کے آگے شفیع ہو اور ان میں سے کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ پس اللہ کا الزام تمام ہوا ان مشرکوں پر کہ مخلوقوں سے سوال کرتے ہیں اور اُن کو پکارتے ہیں، اگرچہ اللہ سے کم جانتے ہیں اگلے لات وعزی، سواع کو اور پچھلے محمد ﷺ، علی، عبدالقادر کو اور اگلے پچھلے سب برابر ہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک میں کوئی عذر نہیں سنتا، اگرچہ نبی سے ہو اور نہایت گمراہی پچھلے مشرکوں کی ہے دھوکا کھانا شفاعت سے اور یہی بیماری تھی اگلے مشرکوں کی جیسا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مشرک کہتے ہیں اپنے الٰہ کو کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ کے آگے اور پچھلے مشرک نہیں سمجھتے کہ اللہ نے اُن پر اس اعتقاد سے تشنیع کی اور اس اعتقاد کو کفر ٹھہرایا۔

قالوا:

ایھا الجاھل! اسمع ان اللّٰہ تعالیٰ اطلق فی ھذہ الآیۃ نفی کون غیر اللّٰہ مالکا و شریکا وظھیرا لہ ولم ینف مطلق الشفاعۃ بل قید نفی نفعھا بقولہ الا لمن اذن لہ یعنی المسلم فتنفعہ الشفاعۃ من الکبائر ولو بلا توبۃ والصغائر عند اھل السنۃ ومن الصغائر مطلقا والکبائر بتوبۃ عند المعتزلہ فعند اھل السنۃ لا تنفع الکافر خاصۃ وعند المعتزلۃ لا تنفع الکافر واھل الکبیرۃ بلا توبۃ فنفی نفع الشفاعۃ (کما قال ھذا الملحد) الحاد فی الدین ومخالف لکلام رب العالمین وسنۃ سید المرسلین واجماع المسلمین. والاحادیث فی ھذا الباب قد بلغت حدالتواتر. والکل مذکور فی فن الحدیث والعقائد.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے جاہل! سن کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غیر اللہ کے مالک اور شریک اور مددگار ہونے کو بالکل منع کیا اور جیسی ان باتوں کی مطلق نفی کی ویسی مطلقاً شفاعت کی نفی نہیں کی، بلکہ شفاعت کے نفع نہ کرنے میں سے نکال لیا اُس کو کہ جس کے واسطے حکم ہے یعنی مسلمان کہ شفاعت اُس کو نفع کرتی ہے کبیرہ گناہوں سے بھی، اگر چہ بے توبہ کے مرے اور صغیرہ گناہوں سے اہل سنت و جماعت کے مذہب میں اور صغیرہ گناہوں سے ہر حال میں اور کبیرہ میں توبہ کے ساتھ معتزلہ کے مذہب میں- پس شفاعت کے نفع کو جیسا کہ اس ملحد نے انکار کیا، دین محمد میں الحاد ہے اور خلاف ہے اللہ و رسول کے کلام کے اور مسلمانوں کے اجماع کے اور حدیث اس باب میں تواتر کو پہنچی ہیں اور سب مذکور ہے حدیث وعقائد کی کتابوں میں-

قال النجدی:

ومن کمال جھلھم وغیھم تمسکھم بقولہ تعالیٰ الا لمن اذن لہ فان الثابت بنص القرآن نفی نفع الشفاعۃ وکلمۃ ''الا'' یؤکدہ و

يقرره.

ترجمہ: کہانجدی نے: اور کمال جہل وگم راہی سے ہے اُن کا دلیل پکڑنا اللہ کے کلام سے **الا لمن اذن له** کیوں کہ ثابت نص قرآن سے شفاعت کا نفع نہ کرنا ہے اور کلمہ ''الا'' کا اُس کی تاکید اور اس کو ثابت ہے۔

قالوا:

انظروا! كيف يحرف المعنى؟ ألا يعرف ان كلمة الّا ليس للتاكيد.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: دیکھو کیسی تحریف کرتا ہے معنی کو، کیا نہیں جانتا کہ اِلا کا حرف تاکید کے واسطے نہیں ہے۔

قال النجدى:

فان الشفاعة لما كانت مقيدة بالاذن كانت كلا شفاعة.

ترجمہ: [کہانجدی نے] کیوں کہ شفاعت جب مقید ہوئی اذن کے ساتھ تو ہونا اور نہ ہونا اُس کا ایک سا ہو گیا۔

قالوا:

قد عرفت معنى الاذن على ما قالت الامة وكون المسلم مأذوناً فيه مذهب اهل السنة.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: تو نے جانے معنی اذن کے جوامت نے کہے اور اہل سنت کے نزدیک مسلم ماذون ہے۔

قال النجدى:

والانبياء اذا يامرهم اللّٰه بشئ يخافون ولا يستطيعون التفتيش فى حكم والسؤال عنه ثانيا.

ترجمہ: [کہانجدی نے] اور پیغمبر جب اللہ ان کو حکم کرتا کسی چیز کا، ڈرتے ہیں اور پوچھ نہیں سکتے دوسری بار۔

قالوا:

ألـم تسـمـع أن الـلّٰـه تـعـالٰى أمر رسوله بخمسين صلوة ثم كيف بقيت خمسة و امثالها كثيرة.☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا رسول اللہ ﷺ کو پچاس نماز کا، پھر کیوں کر پانچ رہ گئے اور اس طرح کی باتیں بہت ہیں۔

قال النجدى:

فكيف يسئلونه اولا.

ترجمہ: کہا نجدی نے: پھر کیوں کر سوال کریں اللہ سے پہلے؟

قالوا:

هـذا عجيب جدا مخالف للعقل والنقل فان كان السوال موقوفاً على الاذن بحصوصية فكانما ينسد باب السؤال.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ بڑی تعجب کی بات ہے مخالف عقل و نقل کے، اگر سوال موقوف ہو اذن خاص پر تو گویا دروازہ سوال کا بند ہو جاتا ہے۔

قال النجدى:

و الحق ان شفاعة شفيع عند اللّٰه غير ممكنة.

ترجمہ: کہا نجدی نے: اور حق یہ ہے کہ شفاعت کسی شفیع کی اللہ کے یہاں ممکن نہیں ہے۔

قالوا:

انـظـروا! يسـمـى مـا يخالف الكتاب والسنة المتواترة و اجماع المسلمين حقا.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: دیکھو جو خلاف ہے قرآن و حدیث و اجماع

☆**الف: صحیح بخاری**: کتاب الصلوة/باب کیف فرضت الصلوة فی الاسراء/**حدیث نمبر**۳۴۹

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان/باب الاسراء برسول الله ﷺ الی السموات وفرض الصلوة/**حدیث نمبر**۴۱۱

مسلمین کے اُس کو حق کہتا ہے۔

قال النجدی:

فانها لا تکون الا بان یکون الشفیع وجیها فیخاف المشفوع الیه من عدم قبول شفاعته فوات مطالب مهمة یرجوها من الشفیع لکونه ظهیرا ومعاونا له واما ان یکون الشفیع محبوبا فیتألم من عدم رضاه و هذان یستحیلان فی شانه تعالٰی عما یصفون.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کیوں کہ شفاعت یا اس طرح ہوتی ہے کہ شفاعت کرنے والا وجاہت رکھتا ہو پس مشفوع الیہ یعنی جس کے آگے شفاعت کی جائے شفیع کی شفاعت نہ ماننے سے ڈرتا ہے کہ بڑے مطلب جو اس شفیع سے امید ہیں فوت ہو جائیں گے، اس سبب سے کہ وہ شفیع اُس کا مددگار اور معین ہے اور یا یہ کہ شفیع اُس کا محبوب ہے اُس کے ناخوش ہو جانے سے الم ہوگا۔ یہ دونوں شفاعتیں اللہ تعالیٰ کے آگے محال ہیں۔

قالوا:

ایها الخبیث! أ لم تسمع قوله تعالٰی: وجیهاً فی الدنیا والاٰخرة ومن المقربین[آل عمران:۴۵] فکیف تدعی استحالة لا شک انک کافر بالقرآن وقلت یخاف من الشفیع لکونه ظهیر او معاونا له.

ایها الملعون الأعمی! اما تری فی الایة نفی اللّٰه تعالٰی کون الغیر ظهیرا مطلقا علی حدة ونفی بعدها نفع الشفاعة لمن لم یاذن له فکیف تدخل احدهما فی الاخر مع اقرارک فی کلامک بتغایرهما وقولک اما ان یکون ظهیرا ومعاونا له واما ان یکون شفیعا عنده وکیف تدعی استحالة کون احد محبوبا عنده ومن این فرعت التالم علی المحبوبیة الم تؤمن کلا واللّٰه لم تومن بقوله تعالٰی: اتبعونی یحببکم اللّٰهُ.[آل عمران:۳۱]

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے خبیث! کیا تو نے نہیں سنا اللہ کا کلام **وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین** فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو کہ وجیہ ہیں دنیا وآخرت میں اور مقربین سے، پس تو کیوں کر کہتا ہے کہ وجیہ ہونا محال ہے- بے شک تو قرآن سے کافر ہے اور جو تو نے کہا کہ شفیع سے ڈرے اس واسطے کہ مددگار اور معاون ہے- اے ملعون اندھے! تو دیکھتا نہیں کہ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نفی کیا ظہیر ہونے کو جدا اور اُس کے بعد نفی کیا شفاعت کے نفع کو غیر ماذون سے، پس ایک کو دوسرے میں تو کیوں داخل کرتا ہے؟ حالاں کہ خود اقرار کرتا ہے اپنے کلام میں دونوں کے جدا ہونے کا اور کہتا ہے: **اما ان یکون ظهیراً ومعاونا له واما ان یکون شفیعا عنده** آیت کے پاس یہ فقرہ لکھا اور پھر ظہیر ہونے کو قسم شفاعت کا کر دیا اور کیوں کر تو دعوے کرتا ہے کہ کسی کا محبوب ہونا اللہ کا محال ہے- کیا تو ایمان نہیں لایا، بلکہ یقیناً تو ایمان نہیں لایا اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر کہ فرماتا ہے کہ کہہ اے محمد! میری متابعت کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے-

قال النجدی:

واما الشفاعة بالاذن التی کلا شفاعة وهو المذکور فی القرآن والحدیث فحالها انها لا تکون لاهل الکبائر الذین ماتوا بلا توبة ولا للمصرین.

ترجمہ: کہا نجدی نے: لیکن شفاعت بالاذن کہ ہونا نہ ہونا ایک ہے اس کا اور وہی مذکور ہے قرآن وحدیث میں سو اُس کا حال یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والے جو بے توبہ مریں گے اُن کو یہ شفاعت بھی نہیں ہوگی اور نہ اُن کو کہ اصرار کرتے ہیں-

قالوا:

قد صرح باعتزاله وخروجه عن دائرة اهل السنة والجماعة جهرا لعنة اللّٰه علیه فانّ شفاعة المغفرة عند اهل السنة عامة للمسلم ولو کان ذا کبیرة ولو مصرا بلا توبة.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے کہ: نجدی نے کہہ کر کہہ دیا اپنا معتزلی ہونا اور نکلنا دائرۂ اہل سنت و جماعت سے (لعنت خدا کی اُس پر) کیوں کہ شفاعت مغفرت اہل سنت کے نزدیک عام ہے مسلمان کو اگر چہ گناہ کبیرہ والا اور اگر چہ مصر بے توبہ مرے۔

[شفاعت کی کیفیت]:

قال النجدی:

و کیفیة الشفاعة ان الحکیم العدل لما یری من عبده توبة وندامة وانابته الیه لا الی غیره یرحم علیه ولکن حکمه وفعله کله عدل لا یشوبه جور وظلم فلا یستطیع العفو بلا سبب وان عفی عنه وغفر له بلا سبب اختل قاعدة العدل وانتقص شان حکمه فی اعین الناظرین ویحاجونه فیاذن لمن یشاء ان یشفع له فیشفع فیعفو فی الحقیقة برحمته وفی الظاهر باسم شفاعة الشفیع حفظا لقاعدته.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کیفیت شفاعت کی یہ ہے کہ اللہ جب بندے کی توبہ اور شرمندگی اور اسی کی طرف متوجہ ہونا (نہ غیر کی طرف) دیکھے گا، اللہ کو اُس پر رحم آئے گا، لیکن اللہ کا حکم اور کام سب عدل ہے ظلم کا لگاؤ نہیں، اس جہت سے بے سبب درگذر نہیں کر سکتا کہ اگر بے سبب درگزر کرے اور بخش دے تو عدل کی آئین بگڑ جائے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اُس کی قدرت گھٹ جائے اور اللہ کو قائل کر لیں، پس اللہ جس کو چاہے گا اذن دے دے گا کہ شفاعت کرے، پس شفاعت کرے گا شفیع، پس اللہ بخش دے گا حقیقت میں اپنی رحمت سے اور ظاہر میں شفیع کی شفاعت کا نام کر کر اپنے آئین کی محافظت کے لیے۔

فائدہ:

تقویۃ الایمان میں یہ مطلب اس عبارت میں ادا کیا گیا ہے:

تیسری صورت یہ کہ چور پر چوری تو ثابت ہوگئی، مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اُس نے اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا، مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا، سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کی آئین کو سر اور آنکھوں پر رکھ کر اپنے تیئں تقصیروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلے میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا ہے اور رات دن اُسی کا منھ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے، سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے، مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کر بےسبب درگذر نہیں کر سکتا کہ لوگوں کے دل میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے، سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے، اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں- اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں مذکور ہے، سو اس کے یہی معنی ہیں سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا- ☆

یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کی عبارت کا-

قالوا:

خلط بين الاعتزال وخبط المقال بتجويز التلبيس عليه تعالىٰ شانه عما يقول الظالمون لخوف اختلال قاعدته والتجائه الى المخلوق حفظا لقاعدته وكون الاذن معللا لغرضه اى غرض خوف انتقاض شان حكمه فى اعين الناظرين وصيرورته محجوجا ومغلوباً منهم ان لم يشفع الشفيع وعدم استطاعته العفو بلا سبب وكونه مجبورا. لاحول ولا قوة الا باللّٰه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے کہ: نجدی نے ملایا معتزلہ کے مذہب کو خبط کے

☆تقویت الایمان: ص٢٦

ساتھ کہ اللہ تعالیٰ پر جائز رکھا فریب دینا اس ڈر سے کہ آئین نہ بگڑ جائے اور مخلوق کی طرف التجا کرنا اپنے آئین کی حفاظت کے لیے اور اذن دینا اللہ تعالیٰ کا اپنی عرض کے واسطے کون سی غرض؟ یہ غرض کہ اُس کے آئین کی قدر لوگوں کے نزدیک نہ گھٹ جائے اور یہ کہ اگر شفیع شفاعت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے قائل ہو جائے اور یہ کہ اللہ بے سبب عفو کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ کہ اللہ مجبور ہے۔ لاحول و لا قوۃ الا باللّٰہ۔

[توسل واستعانت اور ایک اشتباہ]:

قال النجدی:

عن ابن عباس قال کنت خلف رسول اللّٰہ ﷺ یوماً فقال لی یا غلام! احفظ اللّٰہ یحفظک احفظ اللّٰہ تجدہ تجاھک واذا سئلت فاسئل اللّٰہ واذا استعنت فاستعن باللّٰہ، اعلم ان الامۃ لواجتمعت علی ان ینفعوک بشیئ لم ینفعوک الا بشیئ قد کتبہ اللّٰہ لک ولواجتمعت علی ان یضروک بشیئ لم یضروک الا بشیئ قد کتب اللّٰہ لک، رفعت الاقلام وجفت الصحف۔ (رواہ الترمذی)☆

انظروا! کیف علم النبی کیفیۃ السوال والاستعانۃ فمن قال یا محمد! اسئلک الشفاعۃ الی اللّٰہ، یا عبدالقادر! اسئلک الدعاء من اللّٰہ فکیف لا یکون مشرکا.

ترجمہ: کہا نجدی نے: ابن عباس سے روایت ہے کہ مَیں تھا پیچھے رسول اللہ ﷺ کے ایک دن مجھ سے کہا اے لڑکے! یاد رکھ اللہ کی یاد رکھے گا تجھ کو، یاد رکھ اللہ کو پائے گا تو اُس کو اپنے روبرو اور جب مانگے کچھ چیز تو مانگ اللہ سے اور جو مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ سے۔ جان کہ اگر سب امت اکٹھی ہو جائیں تو کچھ فائدہ پہنچائے تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچائیں گی تجھ کو، مگر جتنا کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تیرے حق

☆ سنن الترمذی: ابواب صفۃ القیامۃ/باب/ حدیث نمبر ۲۵۱۶

میں اور جو اکٹھے ہو جائیں اس پر کہ ضرر پہنچائیں تجھ کو کچھ تو ضرر نہ پہنچائیں گی تجھ کو، مگر وہی کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تجھ پر- اٹھا لیے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ-
(روایت کیا اُس کو ترمذی نے)
دیکھو کہ کیسی تعلیم کی نبی نے کیفیت سوال و استعانت کی- پس جو کہے یا محمد! تم سے مَیں شفاعت اللہ کی طرف مانگتا ہوں، یا عبدالقادر مَیں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دعا کرو اللہ سے سو کیوں کر مشرک نہ ہوگا-

قالوا:

هـذا تـعـليـم اعـلـى مـراتـب التوكل اى قطع النظر عن الاسباب والـوسـائـط وكـفـاك ههنا ذكر المحدثون هذه الاحاديث فى باب التوكل ومن لم يكن بهذا الحال يجوز له رعاية الاسباب من غير نكير وبلا كراهة فكيف الحرمة فكيف الشرك كما صرح به الجمهور فى الشروح فما فرع عليه النجدى بقوله فمن قال يا محمد! لا يخلو من الجهل والضلال.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ جو حدیث شریف میں ہے سو توکل کے بڑے مرتبے کی تعلیم ہے یعنی اسباب و واسطوں سے قطع نظر کرنا اور یہ بات صاف معلوم ہو جاتی ہے اور تیرے سمجھانے کو کفایت کرتی ہے اس جگہ نہ کہ یہ حدیثیں توکل کے باب میں حدیث کی کتابوں میں ذکر کیے جاتے ہیں اور جس شخص کا یہ حال و مرتبہ نہ ہو اُس کو اسباب کی رعایت جائز ہے کچھ برا نہیں نہ مکروہ حرام ہونے کا اور شرک کا کچھ مذکور نہیں ہے جیسا کہ سب محدثوں نے شرحوں میں لکھا ہے- پھر وہ جو نجدی نے کہا کہ جو کہے یا محمد! یا عبدالقادر! مشرک ہو جاتا ہے، حدیث شریف سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتا اور جہل و گم راہی کی بات ہے-

[گناہ گاروں کے ملجا و ماویٰ]:

قال النجدى:

ايهـا الـمـجـانيـن! لم لا تقولون يا الله وهو معكم! فاى حاجة الى

المجئ الى محمد والرجوع اليه.

ترجمہ: کہا نجدی نے: اے مجنونو! کیوں نہیں کہتے ہو یا اللہ اور وہ تمہارے ساتھ ہے! پھر کیا حاجت ہے محمد کی طرف آنے کی اور اُس کی طرف رجوع کرنے کی۔

قالوا:

هذا اعتراض على اللّٰه عزوجل حيث قال:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.[النساء:٦٤]

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ جو نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ اگر وہ لوگ جس وقت ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آئیں تمہارے پاس اور اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول ان کے لیے بخشش چاہے تو پائیں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

[توکل اور شرک]:

قال النجدی:

عن عمرو بن العاص قال: قال رسول اللّٰه ﷺ ان من قلب ابن ادم بكل واد شعبة فمن اتبع قلبه الشعب كلها لم يبال اللّٰه باى واد اهلكه ومن توكل على اللّٰه كفاه التشعب (رواہ ابن ماجہ)☆

فمحمد وعلى وعبدالقادر وكل من يتوجه اليه قلوب المشركين شعب الهلاک والشرک.

ترجمہ: کہا نجدی نے: عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آدمی کے دل کو ہر جنگل میں راہ ہے، سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہوں میں تو اللہ کو پرواہ نہیں کہ کس جنگل میں اُسے ہلاک کرے اور جو توکل کرے اللہ پر، اللہ اُس کو کفایت کرتا ہے۔ (روایت کیا اُس کو ابن ماجہ نے)

پس محمد اور علی اور عبدالقادر اور جس کی طرف مشرکوں کے دل متوجہ ہوتے ہیں

☆ سنن ابن ماجۃ: ابواب الزهد/باب التوکل واليقين/ حدیث نمبر ٤١٦٦

ہلاک وشرک کی راہیں ہیں۔

قالوا:

ھـذا اشـد مـن الاول فـان فی نفس الحدیث لفظ التوکل موجود أتعرف الشرک مقابلا للتوکل.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ پہلے سے بھی بہت سخت ہے، کیوں کہ حدیث کی عبارت میں لفظ توکل کا موجود ہے۔ اے نجدی! کیا تو جانتا ہے کہ جو توکل نہ کرے وہ مشرک ہوجاتا ہے۔

[حدیث انقذوا انفسکم من النار کا مطلب]:

قال النجدی:

وعـن ابی ھریرۃ: لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین دعا النبی قـرابتـہ فعـم وخص فقال: یا بنی کعب! انقذوا انفسکم من النار فـانی لا املک لکم من اللّٰہ شیئاً اوقال فانی لا اغنی عنکم من اللّٰہ شیئاً الی ان قال یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار سلینی من مالی ما شئت فانی لا اغنی عنک من اللّٰہ شیئاً☆

انـظروا قنط النبی ﷺ قرابتہ حتی بنتہ من نفعہ لھم عند اللّٰہ فما لھؤلاء المجانین یرجون شفاعتہ لھم عند اللّٰہ.

ترجمہ: کہا نجدی نے: ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ جب آیۂ کریمہ **وانـــذر عشیـرتک الاقـربیـن** (یعنی ڈراؤ اپنے ناتے والوں کو) اتری، پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو پکارا اکٹھا کر اور جدا جدا بھی کر کر اور کہا: اے کعب کی اولاد! بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ مَیں اللہ سے مالک نہیں کسی چیز کا یا کہا کہ مَیں بے پرواہ نہیں کرسکتا تم کو اللہ سے کچھ، یہاں تک کہ کہا اے فاطمہ! بچاؤ اپنی جان کو دوزخ سے، میرے مال سے جو چاہے مانگ لے کہ مَیں اللہ سے بے پرواہ نہیں کرسکتا تجھ کو کچھ۔

نجدی نے کہا کہ: دیکھو پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو یہاں تک کہ اپنی بیٹی کو

☆ **صحیح بخاری**: کتاب التفسیر/باب وانذر عشیرتك الا قربین/ **حدیث نمبر** ۴۷۷۱

ناامید کر دیا اس سے کہ پیغمبر سے ان کو کچھ نفع ہو اللہ کے یہاں، پس ان دیوانوں کو کیا ہوا ہے کہ پیغمبر کی شفاعت کی امید کرتے ہیں اپنے لیے اللہ کے یہاں-

قالوا:

انظروا ! کیف عبر من انذار بـ لا اغنی عنک من الله شیئاً بالتقنیط من نفعه لهم وشتان بینهما ونفعه لهم بل نفعه ونفعهم لنا ثابت قطعا.

والاحادیث فی هذا الباب متواترة بل نقول قد اخرج الشیخان فی حق ابی طالب عن العباس رضی اللّٰه عنه قال قلت هل اغنیت عن عمک فانه کان یحفظک ویغضب لک قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار☆

وقال العلماء شفاعة الموقف عامة للمسلمین والکافرین الاولین والأخرین شفاعة المغفرة عامة للمسلمین وشفاعة التخفیف لبعض الکفار.

قال القاضی:

المعنی انقذوا انفسکم بالایمان باللّٰه من عقوبة الخلود فی النار علی الکفر فانی لا املک لکم ولا اغنی عنکم من اللّٰه شیئاً ان لم تؤمنوا باللّٰه وکذلک عدم انقطاع النسب والصهر والنفع بهما انما هو لغیر الکافرین.

قال اللّٰه تعالیٰ:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى [التوبة:۱۱۳]

والایات والاحادیث الواردة فی باب نفع بعض لبعض یوم القیامة جاء ت

☆**الف:** صحیح بخاری: کتاب مناقب الانصار/ باب قصة أبي طالب/ حدیث نمبر ۳۸۸۳
وایضاً کتاب الادب / باب کنیة المشرك/ حدیث نمبر ۶۲۰۸
ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان/ باب شفاعة النبی ﷺ لابی طالب والتخفیف عنه بسببه/ حدیث نمبر ۵۱۰

على ثلثة اوجه؛ احدها سلب النفع مطلقا

كقوله تعالىٰ:

يَوۡمًا لَّا يَجۡزِىۡ وَالِدٌ عَنۡ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوۡلُوۡدٌ هُوَ جَازٍ عَنۡ وَّالِدِهٖ شَيۡـًٔا ؕ[لقمان:۳۳]

وقوله تعالىٰ:

يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ[الشعراء:۸۸]

وقوله تعالىٰ:

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَلَاۤ اَنۡسَابَ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوۡنَ[المؤمنون:۱۰۱]

وقوله تعالىٰ:

وَلَا يَسۡـَٔلُ حَمِيۡمٌ حَمِيۡمًا[المعارج:۱۰]

والوجه الثاني: اثباته له ﷺ وسلبه عن غيره

قال اللّٰه تعالىٰ:

لَا يَمۡلِكُوۡنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا[مريم:۸۷]

وذلک قوله ﷺ كل نسب وصهر ينقطع يوم القيامة الا نسبى وصهرى☆

والوجه الثالث: اثباته لكل متق منه

قوله تعالىٰ:

وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ[الطّور:۲۱]

وقوله تعالىٰ:

جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ[الرعد:۲۳]اى صلح لدخول الجنة.

وجاء فى الحديث ان اهل القرآن يشفعون لعشرة من اهليهم كلهم قد استوجب النار وان الشهداء يشفعون بسبعين والعلماء على مراتبهم والمتوكلون سبعين ألفاً وعثمان رضى اللّٰه عنه لاكثر من

☆یہ حدیث معجم کبیر میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:عن عمر بن الخطاب أنه سمع رسول اللّٰه ﷺ يقول: ”كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة إلا سببى ونسبى“ المعجم الكبير:باب الحاء/حسن بن علی/ ج:۳حدیث نمبر۲۶۳۳

شعر الغنم والصالحون يكافئون من احسن اليهم فی الدنیا بجرعة ماء وخدمة قليلة ☆

ووجه التوفيق فی جمیع ذلک ان هذا باختلاف المواطن والاوقات فالاول عند اول النفخ وعند الفزع والثانی حین المطالبة بالحقوق والحساب والوزن فهناک یفر المرء من اخیه وامه وابیه و صاحبته وبنیه خشیة ان یطالبوه بحق ویستعینوا ببذل حقه والنبی ﷺ هناک مامون یعین من شاء علی ما شاء فهناک ینقطع الوسائل الا

☆ یہاں اہل قرآن، شہدا، علما، متوکلین اور صالحین ومقربین کی شفاعت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے- چناں چہ یہ متعدد احادیث کا اجمالی مفہوم ہے- ہم تمام روایات کا الگ الگ ذکر کر رہے ہیں:

الف: *سنن ابن ماجہ*: کتاب السنة/ باب فضل من تعلم القرآن و علمه/ **حدیث نمبر ۲۱۶**

عن علی بن ابی طالب قال: قال رسول الله ﷺ من قرأ القرآن و حفظه ادخله الله الجنة و شفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد استوجب النار

ب: *سنن ابی داؤد*: کتاب الجهاد/ باب فی الشهید یشفع/ **حدیث نمبر ۲۵۲۲**

عن نمران بن عتبة الذماری قال دخلنا علی ام الدرداء و نحن ایتام فقالت: ابشروا فانی سمعت ابا الدرداء یقول: قال رسول الله ﷺ یشفع الشهید فی سبعین من اهل بیته۔

ج: *سنن ابن ماجة*: ابواب الجهاد/ باب فضل الشهادة فی سبیل الله/ **حدیث نمبر ۲۷۹۹**

عن المقدام بن معدیکرب عن رسول الله قال: للشهید عند الله ست خصال: یغفر له فی اول دفعة من دمه، ویری مقعده من الجنة، و یجار من عذاب القبر، و یامن من الفزع الاکبر، ویحلی حلة الایمان، و یزوج من الحور العین، و یشفع فی سبعین انسانا من اقاربه

د: *سنن ابن ماجة*: ابواب الزهد/ باب ذکر الشفاعة/ **حدیث نمبر ۴۳۱۳**

عن عثمان ابن عفان قال قال رسول الله ﷺ: یشفع یوم القیامة ثلاثة: الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء

ہ: *جامع ترمذی*: ابواب صفة القیامة/ باب دخول سبعین الفا بغیر حساب و بعض من یشفع له/ **حدیث نمبر ۲۴۳۷**

عن ابی امامة یقول سمعت رسول الله ﷺ یقول: وعدنی ربی ان یدخل الجنة من امتی سبعین الفا لا حساب علیهم ولا عذاب مع کل الف سبعون الفا و ثلاث حثیات من حثیات ربی

و: *جامع ترمذی*: ابواب صفة القیامة/ باب دخول سبعین الفا بغیر حساب و بعض من یشفع له/ **حدیث نمبر ۲۴۳۹**

عن الحسن البصری قال: قال رسول الله ﷺ یشفع عثمان بن عفان رضی الله عنه یوم القیامة بمثل ربیعة و مضر۔

و سیلة

والثالث اذا فتح النبی ﷺ باب الشفاعة فهناک ینفع الناس بعضهم بعضا واما ان اٰیات الوجه الاول عام مخصص بایات الوجهین وعدم ملکه ﷺ لا ینا فی ان یملکه اللّٰه تعالیٰ کما وعده واخبرهو ﷺ عنه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: دیکھو کہ نجدی نے پیغمبر خدا ﷺ کے ڈرانے کو کہ مَیں اللہ سے تم کو نہیں بچا سکتا کس طرح پر ڈھالا اور اُس کے معنی ٹھہرائے کہ پیغمبر نے اپنے نافع ہونے سے اُن کے واسطے ناامید کر دیا، حالاں کہ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اور پیغمبر خدا ﷺ کا نافع ہونا اپنے ناتے والوں کو اور ان دونوں کا نافع ہونا ہمارے واسطے ثابت ہے- یقیناً اور حدیث اس باب میں متواتر ہیں، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مَیں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے کہ ابو طالب سے بھی کچھ تم نے کیا کہ وہ تمہاری نگہبانی کرتا تھا اور تمہارے واسطے رنج اُٹھاتا تھا؟ فرمایا ہاں! وہ ایک شیشے میں ہے آگ سے اور جو مَیں نہ ہوتا تو وہ بدتر درجے میں ہوتا دوزخ سے- اور علمائے اسلام نے کہا ہے کہ شفاعت موقف کی عام ہے سارے مومن کافر اگلوں پچھلوں کو اور شفاعت مغفرت کی عام ہے مسلمانوں کو اور شفاعت تخفیف واسطے بعض کافروں کے-

قاضی نے کہا: معنی حدیث کے ہیں کہ بچاؤ اپنی جانوں کو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے عذاب سے کفر پر کہ مَیں نہیں مالک تمہارے لیے اور نہ کر سکتا ہوں تم کو اللہ سے کچھ، اگر ایمان نہ لاؤ گے اللہ پر اور ایسے ہی وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت ﷺ کا نسب اور ناتا ٹوٹ نہیں جانے کا وہ بھی واسطے غیر کافروں کے ہے- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں ہے واسطے پیغمبر اور ایمان والوں کے کہ مشرکوں کے واسطے استغفار کریں، اگر چہ رشتہ دار ہوں-

اور قیامت کے دن ایک کو دوسرے کے نفع دینے میں آیتیں حدیثیں تین طرح

آئی ہیں- ایک تو مطلق نفع نہ کریں گی، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس دن نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے اور فرمایا کہ اُس دن نہ مال نفع کرے گا نہ اولاد اور فرمایا کہ جب صور پھونکیں گے، ناتے نہ رہیں گے اور فرمایا کہ کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا-

دوسرے آں حضرت ﷺ کے نفع میں اور اوروں کے نفع نہ کرنے میں-فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں مالک ہوں گے شفاعت کے، مگر جس نے لیا ہے اللہ سے عہد اور فرمایا آں حضرت ﷺ نے جو رشتہ ناتا ہے قیامت کے دن ٹوٹ جائے گا، مگر میرا-

تیسرے نفع کا ہونا ہر متقی سے- اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ایمان لائے اور پیچھے آئے اُن کی اولاد ایمان لا کر، اُن کی اولاد کو اُن کے ساتھ ہم نے ملا دیا اور فرمایا داخل ہوں گے جنات عدن میں اور جو بہشت میں داخل ہونے کے لائق ہوگا اُن کے باپ بیبیاں اولاد سے-

اور حدیث میں آیا ہے کہ قرآن والے اپنے دس قریبوں کی شفاعت کریں گے کہ سب دوزخ میں جانے کے مستحق ہوں گے اور شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کریں گے اور عالم اپنے مرتبوں کے موافق اور متوکل ستر ہزار کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اتنے آدمیوں کی کہ بھیڑ کے بال سے زائد ہوں گے اور دنیا میں جس نے صالحوں کے ساتھ ایک گھونٹ پانی اور تھوڑی سی خدمت سے احسان کیا ہوگا اُس کا بدلہ کریں گے اور سب کے ملانے کے دو طریق ہیں، ایک تو یہ کہ تفاوت مکانوں اور وقتوں کا ہے- پہلا حال صور پھونکنے کے وقت کا ہے اور دوسرا حال حساب اور وزن اعمال کے وقت کا ہے کہ وہاں بھاگے گا آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ جورو اولاد سے اور آں حضرت ﷺ امان میں ہوں گے، جس کی چاہیں گے مدد کریں گے جس طرح چاہیں گے- وہاں سب وسیلے تو منقطع ہوں گے مگر وسیلہ آں حضرت کا-

اور تیسرا جب آں حضرت ﷺ کھول دیں گے دروازہ شفاعت کا وہاں ایک دوسرے کو نفع پہنچائے گا-

دوسرا طریق یہ ہے کہ پہلی آیتیں یعنی کسی کو کسی کا نفع نہ کرنا عام ہیں کہ خاص کیا گیا ایسے نفع پہنچانا اُن کا کہ پچھلی آیتوں حدیثوں میں ہے اور پیغمبر ﷺ کے مالک نہ ہونے سے یہ نہیں لازم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو مالک نہ کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا وعدہ کیا ہے اور پیغمبر ﷺ نے خبر دی ہے-

[شرک فی العبادة]:

قال النجدی:

الفصل الرابع فی رد الاشراک فی العبادة.

ترجمہ: کہا نجدی نے: چوتھی فصل شرک فی العبادۃ کے بیان میں ہے-

قالوا:

فسره فی الفصل الاول بالاعمال التی خصصها اللّٰه تعالٰی لتعظیمه وهو تشریع جدید کما مر هناک وذکر اشیاء کثیرة منها محرمة ومکروهة کراهیة تحریم او تنزیه ومباحة و مستحبة و مسنونة ومختلفة فیها، جعل النجدی کلها شرکا من غایة الضلال ثم قال فمن فعل نبی او ولی شیئاً منها صار مشرکا و کافرا بنفس هذه الاعمال. ولاخفاء ان هذا القول من النجدی تصریح بالاعتزال والخروج، فان مذهب اهل السنة ان رکن الایمان والکفر هو التصدیق والاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا ولا دخل للاعمال فی حقیقة الایمان. والخلاف فی هذا مع المعتزلة والخوارج مشهور والدلائل مذکورة فی کتب العقائد.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العبادت کو پہلی فصل میں ساتھ اُن کاموں کے کہ خاص کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے اور نجدی نے یہ نئی شریعت بنائی، جیسا ہم نے وہاں بیان کیا اور ذکر کیں بہت سی چیزیں کہ بعض اُن میں سے حرام، بعض مکروہ تحریمی یا تنزیہی، بعض مسنون و مستحب، بعض مختلف فیہ، نجدی نے نہایت گم راہی سے سب کو شرک لکھ دیا- پھر

کہا کہ جو کوئی نبی ولی سے ان میں کا کوئی کام کرے مشرک و کافر ہو جائے گا صرف ان کاموں کے کرنے سے اور ظاہر ہے کہ نجدی کا یہ لکھنا کھل کر کہہ دینا ہے کہ وہ معتزلی و خارجی ہے، کیوں کہ اہل سنت و جماعت کے مذہب میں رکن ایمان کا تصدیق ہے اور اقرار شرط ہے دنیا میں حکم جاری ہونے کا اور اعمال کو ایمان کی حقیقت میں کچھ دخل نہیں اور اس مسئلے میں خلاف معتزلہ وخوارج کے ساتھ مشہور ہے اور دلیلیں عقائد کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

[سجدۂ تحیت کا حکم]:

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ [ہود:۲۶-۲۵]

وقال اللّٰہ تعالیٰ:

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ [حم السجدۃ:۳۷]

فالسجدة ای وضع الجبهة علی الارض لغیر اللّٰہ شرک مطلقا.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف کہ مَیں تم کو ڈرانے والا مبین ہوں یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ کی کہ مَیں ڈرتا ہوں تمہارے اوپر عذاب سخت سے اور کہا اللہ تعالیٰ نے مت سجدہ کرو سورج چاند کو اور سجدہ کرو اُس اللہ کو جس نے اُن کو پیدا کیا اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو۔
پس سجدہ یعنی متھے کا رکھنا زمین پر غیر اللہ کے واسطے شرک و کفر ہے مطلقاً۔

قالوا:

هذا مخالف لتصریح جمهور اهل السنة فان الکفر سجدة العبادة ای علی اعتقاد معبودیة المسجود والوهیته و سجدة التحیة کانت جائزة فی الشرائع السابقة وصارت محرمة فی

شریعتنا علی الصحیح المختار.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ جونجدی نے کہا مخالف ہے اُس کے کہ اہل سنت نے کھل کر کہہ دیا ہے کہ سجدہ عبادت کو ہے یعنی جس کو سجدہ کرے اسے معبود والہ اعتقاد کرے اور سجدہ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا، ہماری شریعت میں حرام ہے مذہب صحیح مختار پر۔

فائدہ:

شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:

پیشانی را برزمین رسانیدن بدو طریق واقع می شود:

یکے آں کہ برائے ادائے حق عبودیت باشد وایں قسم در جمیع ادیان وملل برائے غیر خدا حرام وممنوع است وہیچ گاہ جائز نہ شدہ زیرا کہ از محرمات عقلی است و محرمات عقلیہ بہ تبدیل ادیان وملل متبدل نمیشوند ودلیلش آں کہ ایں نوع تعظیم مشعر بہ غایت تذلل است وغایت تذلل برائے کسے سزاوار است کہ در غایت عظمت باشد وغایت عظمت آں ست کہ ذاتی باشد وعظمت ذاتی خاص بہ حضرت حق است در ہیچ مخلوق یافتہ نمی شود

دوم آں کہ برائے تکریم وتحیہ باشد مانند سلام وسرخم کردن وایں معنی باختلاف رسوم وعادات وتبدل از منہ واوقات مختلف است، گاہے جائز است وگاہے حرام، درا متہائے سابقہ جائز بود۔ چناں چہ در قصۂ حضرت یوسف واخوان ایشاں واقع شدہ کہ خروا لہ سجدا ودرشریعت ماایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام وممنوع است بدلیل احادیث متواترہ کہ دریں باب وارد شدہ وسجود فرشتگان برائے حضرت آدم علیہ السلام ہمیں طریق بود زیرا کہ بسبب تعلیم اسما حضرت آدم علیہ السلام رااحسانی وتفوقی برفرشتگان حاصل شدہ بود واز فرشتگان قبل از پیدائش ایشاں نسبت بایشاں سوءادبی وقوع یافتہ بود برائے مکافات آں

احسان وکفاءت آں بے ادبی ملائکہ را مامور بایں نوع تعظیم وتکریم ساختند-☆

اور مأۃ المسائل میں مولوی اسحاق نے بھی سجدۂ عبادت کو کفر اور سجدۂ تحیہ کو حرام لکھا ہے-☆☆

قال النجدی:

ولا یغتر بسجدۃ الملائکۃ لادم و یعقوب لیوسف کما یقوله الجهال فانه صار منسوخا کالنکاح مع الاخت.

ترجمہ: کہا نجدی نے: اور نہ دھوکا کھایا جائے فرشتوں کے سجدہ سے آدم کو اور یعقوب کے سجدے سے یوسف کو جیسا کہ جاہل کہتے ہیں، کیوں کہ وہ منسوخ ہو گیا جیسے نکاح بہن سے-

قالوا:

ایها الغوی الغبی! اما تعرف ان النسخ لا یجری الا فی احکام الحلال والحرام ولا یجری فی الکفر والشرک فانه من الخبائث العقلیة وهی لا تتبدل بتبدل الادیان فلو کان مطلق السجدۃ کفرا وشرکا لم یمکن جوازه فی ملة من الملل فلا بد من القول بان تلک السجدات لم تکن سجدۃ عبادۃ والقیاس علی النکاح مع الاخت من الجهل الصریح.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے گم راہ بے وقوف! کیا تو نہیں جانتا کہ نسخ حلال حرام ہی کے حکموں کو ہوتا ہے، کفر وشرک میں نہیں ہوتا کہ وہ اصل خبائث سے ہیں اور اصلی خبائث دینوں کے بدلنے سے بدل نہیں جاتے-سو اگر مطلق سجدہ کفر وشرک ہوتا تو کسی ملت میں جائز نہ ہو سکتا تو ضرور ہوا یہ کہنا کہ وہ سجدے سجدۂ عبادت نہ تھے اور بہن کے ساتھ نکاح پر قیاس کرنا کھلی بے وقوفی ہے-

[مسئلہ قیام تعظیمی اور ندا ودعا]:

قال النجدی:

☆تفسیر عزیزی: ص ۱۲۱-۱۲۰ ☆☆ عبارت یہ ہے: سجدہ کردن غیر خدا را قبر باشد یا غیر قبر حرام وکبیرہ است واگر بجہت عبادت غیر خدا را سجدہ کند موجب کفر وشرک است- دیکھیے: ماۃ مسائل: ص ۵۹

قال اللّٰہ تعالیٰ:

وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا و انه لما قام عبد اللّٰہ یدعوه كادوا یكونون علیه لبدا قل انما ادعوا ربی ولا اشرک به احدا [الجن:۲۰،۱۹،۱۸]

ثبت بهذه الایة ان القیام ادبا شرک وكذا نداء احد وكذا ورد اسم احد فان اللّٰہ تعالیٰ خصص هذه التعاظیم لنفسه.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق مسجدیں اللہ کے واسطے ہیں، پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی اور یہ کہ جب کھڑا ہوا بندہ اللہ کا کہ عبادت کرے اُس کو قریب ہے کہ ہو جائیں اُس پر اکٹھے، کہہ کہ مَیں اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اُس کا شریک نہیں کرتا۔ نجدی نے کہا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا شرک ہے اور ایسے ہی کسی کا پکارنا اور کسی کے نام کا ورد کرنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تعظیموں کو اپنی ذات کے لیے خاص کیا ہے۔

قالوا:

ایها الملعون! كیف تفتری علی اللّٰہ لیس فی الایة ذكر القیام الا حكایة عن عبداللّٰہ فاین انه خصصه اللّٰہ تعالیٰ لتعظیمه فكیف یكون شركا علی اصطلاحک ایضا اما تعرف الفرق بین ذكر اللّٰہ تعالیٰ حكایة و تخصیصة له والدعاء بمعنی العبادة علی التفسیر الصحیح المرفوع من رسول اللّٰہ ﷺ وكافة المفسرین فكیف ثبت كون النداء شركا ولو فرض بمعنی النداء فبای لفظ ثبت كون ورد اسم احد شركا وما قلت فان اللّٰہ تعالٰی خصص هذه التعاظیم لنفسه فهو مجرد الدعوی ولا تعلق للاٰیة بما ادعاه كانه ذكره فی السكر.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے ملعون! کیا افترا کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر، آیت میں تو ذکر قیام کا عبداللہ کی حکایت کی طرح پر ہے، یہ آیت میں کہاں ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے اُس کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا۔ پس تیری اصطلاح پر بھی شرک نہیں ہوسکتا۔ کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات کو حکایت کیا اور اس میں کہ اُس کو خاص کیا اپنے واسطے اور دعا کے معنی عبادت ہیں صحیح تفسیر میں رسول اللہ سے مروی اور جمہور مفسرین سے۔ پس ندا کا شرک ہونا کہاں سے ثابت ہوا؟ اور اگر مان لیا جائے کہ دعا، ندا کے معنی میں ہے تو کسی کے نام کے ورد کا شرک ہونا کیوں کر ثابت ہوا اور وہ جو تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے خاص کیا ان تعظیموں کو اپنی ذات کے واسطے سو یہ نرا دعویٰ ہے، آیت سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا، نشے والوں کا سا کلام ہے۔

[نبی اکرم ﷺ کے روضے پر حاضری اور دیگر شعائر کے احکام]:

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ:

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمة الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق [الحج:۲۹،۲۸،۲۷]

فثبت بھذہ الایة ان السفر الی قبر محمد ومشاھدہ ومساجد آثارہ وقبر ای نبی و ولی وسائر الاوثان وکذا طوافه و تعظیم حرمه و ترک الصید والتحرز عن قطع الشجر وغیرھا شرک اکبر فان اللّٰہ تعالیٰ خصص ھذہ الامور لذاته وانزل ھذہ الاٰیة لبیانه.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے: اذان دے آدمیوں میں حج کی، آئیں گے تیرے پاس پیادے اور سوار دُبلی اونٹنی پر دور کی راہ سے کہ آ پہنچیں فائدوں کے مکانوں میں اور یاد کریں اللہ کا نام مقرر دنوں میں اس پر کہ دیے اللہ نے اُن کو جانور چوپایوں میں سے، سو کھاؤ اس سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو، پھر چاہیے کہ دور کریں میل اور پوری کریں منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا۔

نجدی نے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سفر کرنا محمد ﷺ کی قبر کی طرف اور ان کے مشاہد اور مساجد آثار کی طرف اور کسی نبی ولی کی قبر اور باقی اوثان کی طرف اور ایسی ہی اُس کا طواف اور حرم کی تعظیم اور شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا اور اس طرح کے کام شرک ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے اور اس آیت کو اُس کے بیان کے واسطے نازل کیا-

قالوا: ایھا الشقی الغوی! لیس فی الایة الا ذکر انھم یاتوک رجالا وعلی ضامر والامر بالطواف أ تعرف کل ذکر و امر تخصیصا وکیف جعلت السفر الی قبر النبی ﷺ الذی ثبت بالاحادیث الصحیحة کونه قربة وسببا بفوز الدرجات العلی ☆ وعمل الصحابة والتابعین و تبع التابعین وسائر صلحاء الامة شرکا مثل السفر الی الاوثان لعنة اللّٰه علیک ما یحرض علیه النبی ﷺ ویرغب فیه یبین الاجر بل اعظم الاجور علیه وفعله من تیسر له من زمن الصحابة الی ھذا الوقت وتحسر من لم یفر علیه تجعله شرکا وتعده مع الاوثان؟ وکیف جعلت الطواف المختلف فی تحریمه و کراھته واباحته شرکا وکیف جعلت تعظیم حرمه الذی صح فیه الاحادیث واتفق علیه الامة ☆☆وان

☆**الف:** شعب الایمان: ج۳/ باب فی المناسك ۲٥/ فضل الحج والعمرة/ **حدیث نمبر** ۴۱۵۹

من زارقبری وجبت له شفاعتی

ب: دارقطنی: کتاب الحج/ باب ما جاء فی زیارة قبر النبی ﷺ/ **حدیث نمبر** ۲٦۹٥

ج: المعجم الاوسط: باب الالف/ باب من اسمه أحمد/ **حدیث نمبر** ۲۸۷

من زارنی بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی

د: المعجم الکبیر: باب العین/ من اسمه عبداللّٰہ/ ج ۱۲/ ص ۲۹۱/ حدیث نمبر ۱۳۱۴۹

من جائنی زائرا لا یعلمه حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة-

☆☆ **دیکھیے: صحیح بخاری:** کتاب الصلوۃ/ باب رفع الصوت فی المسجد/ **حدیث نمبر** ۴۷۰

اختلفوا فی اجراء حکم الجزاء شرکا و افتریت علی اللّٰہ تعالیٰ بانہ ثبت بھذہ الایۃ و خصصہ اللّٰہ تعالیٰ لنفسہ مع عدم ذکرہ ایضا فی الایۃ فضلاً عن تخصیص اللّٰہ تعالیٰ لہ.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے شقی گم راہ! آیت میں تو یہی ذکر ہے کہ وہ آئیں گے پیادے اور اونٹنی پر اور حکم ہے طواف کا، کیا تو ہر ذکر و حکم کو تخصیص جانتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف سفر کو صحیح حدیثوں سے اُس کا ثواب اور سبب پہنچنے کا بڑے درجوں پر ثابت ہے اور عمل ہے صحابہ اور تابعین اور باقی صلحائے امت کا، تو نے کیوں کر شرک ٹھہرایا مثل سفر کے اوثان کی طرف؟! (لعنت خدا کی تجھ پر) نبی ﷺ جس چیز پر تاکید فرمائیں اور اُس پر رغبت دلائیں اور اجر بیان کریں، بلکہ سب اجروں سے بڑا اجر اور صحابہ سے لے کر اس وقت تک جس کو نصیب ہوا اُس نے کیا اور جس کے نصیب نہ ہوا وہ افسوس میں رہا تو اے نجدی اس کو شرک کہتا ہے اور اوثان کے ساتھ گنتا ہے اور طواف کو کہ اُس کے حرام اور مکروہ و مباح ہونے میں اختلاف ہے تو کیوں کر شرک کہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حرم کی تعظیم کو کہ اس میں حدیث صحیح موجود اور تمام امت کا اتفاق، اگرچہ جزا کا حکم جاری کرنے میں اختلاف ہے تو کیوں کر شرک کہتا ہے اور اللہ پر تو نے افترا کیا کہ کہا اس آیت سے ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے- باوجودیکہ آیت میں اس کا ذکر بھی نہیں خاص کرنے کا تو کیا خیال ہے-

[کشف ارواح وقبور کے سلسلے میں شاہ ولی اللہ کا موقف]:

فائدہ:

شاہ ولی اللہ نے انتباہ میں لکھا ہے:

ذکر برائے کشف قبور اول چوں بہ مقبرہ درآید دوگانہ را بروح آں بزرگوار ادا کند اگر سورہ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دویم اخلاص والا در ہر رکعت سورۂ اخلاص پنج بار بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یک بار آیۃ الکرسی و بعض سورتہا

بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعدۂ ہفت کرت طواف کند و دراں تکبیر بخواند و آغاز از راستا کند بعدہ پایان رخسارہ نہاد و باید نزدیک روی میت نشیند، بگوید ''یارب'' بست و یک بار بعدہ اول طرف شمال بگوید ''یاروح'' و در دل ضرب کند ''یاروح الروح'' مادامے کہ انشراح یا بدایں بکند ان شاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید۔☆

[غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ]:

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ:

اوفسقا اُهِلَّ به لغير اللّٰه [الانعام:۴٦] المراد ما قيل فى حقه انه لنبى او ولى يصير حراما و نجسا مثل الخنزير لا ما ذكر اسم غير اللّٰه عند ذبحه فان هذا المعنىٰ تحريف للقرآن مخالف لجمهور المفسرين.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے یا فسق کہ اہلال کیا گیا اُس کو واسطے غیر اللہ کے، مراد وہ ہے کہ جس جانور کے حق میں کہا گیا کہ واسطے نبی یا ولی کے ہے وہ جانور حرام اور ناپاک ہو جاتا ہے جیسے سور، نہ یہ کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے کہ یہ معنی قرآن کی تحریف میں مخالف سب مفسرین کے۔

قالوا:

هذا المفترى كذاب صرح جمهور المفسرين بما قرره تحريفا ففى كلامه تحريفان من شاء فليرجع الى اى تفسير من تفاسير اهل السنة صرح الامام على الواحدى قال ابن عباس ماذبح للاصنام وذكر عليه غير اللّٰه وهذا قول جميع المفسرين.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ مفتری جھوٹا ہے، جمہور مفسروں نے تصریح کی اس کی کہ جس کو یہ مفتری تحریف ٹھہراتا ہے اُس کے کلام میں دو تحریفیں ہیں، جو

☆الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ: ص۱۰۰

چاہے جون سی تفسیر کو اہل سنت کی تفسیروں میں سے دیکھ لے- بلکہ امام علی واحدی نے صاف لکھ دیا ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے معنی یہ کہ ذبح کیا گیا واسطے بتوں کے اور ذکر کیا گیا اُس پر نام غیر اللہ کا اور یہ قول تمام مفسرین کا ہے-

[قیام تعظیمی والی روایت کا ادراک]:

قال النجدی:

عن معاوية قال: قال رسول اللّٰه ﷺ من سره ان يتمثل له الرجال قياماً فليتبؤ مقعده من النار (رواه الترمذی)☆

ثبت بهذا الحديث ان القيام متمثلا بين يدی احد شرک.

ترجمہ: کہا نجدی نے: معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس کو خوش آئے یہ کہ اس کے لیے آدمی ہاتھ باندھے کھڑے رہیں سو چاہیے کہ اپنی جگہ دوزخ میں بنائے (روایت کیا اس کو ترمذی نے) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کھڑا ہونا کسی کے آگے ہاتھ باندھ کر شرک ہے-

قالوا:

الوعيد لمن سرّه تمثل الرجال له قياما فاين فيه ان القيام شرک اما تعرف الفرق فی القيام والسرور علی ان كلمة فليتبؤ مقعده من النار جاء فی الوعيد علی المعاصی غير الكفر فی احاديث كثيرة.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: وعید اس کو ہے کہ کھڑا ہونا آدمیوں کا اس کے لیے اُسے خوش آئے، حدیث میں یہ کہاں ہے کہ کھڑا ہونا شرک ہے- کیا تو نہیں جانتا فرق کھڑے ہونے اور خوش ہونے میں اور یہ کلمہ وعید کا گناہوں پر غیر کفر کے بہت حدیثوں میں آیا ہے-

[غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ اور قول مولا علی: ایک معارضہ]:

قال النجدی:

☆ سنن الترمذی: ابواب الادب /باب ماجاء فی کراهية قيام الرجل لرجل / حدیث نمبر ۲۸۵۵

وعن ابی الطفیل ان علیا اخرج الصحیفة فیها لعن اللّٰه من ذبح لغیر اللّٰه ☆ معناه: ان تعیین الحیوان علی اسم احد غیر اللّٰه شرک اکبر ویدخل فیه مایذبحون عند قدوم القادم ولو بذکر اسم اللّٰه.

ترجمہ: کہا نجدی نے: ابی الطفیل سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکالا ایک صحیفہ، اس میں تھا لعنت کی اللہ نے اُس پر کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے۔ معنی اُس کے یہ ہیں کہ تعین کرنا جانور کا کسی کے نام پر سوائے خدا کے بڑا شرک ہے اور داخل ہے اُس میں جو ذبح کرتے ہیں آنے کے وقت اگرچہ اللہ کے نام پر۔

قالوا:

القول بان التعیین معنی الذبح جهل عظیم ومخالفة للسواد الاعظم وما قال یدخل فیه مایذبح عند القدوم فمحاذة مع رسول اللّٰه ﷺ سمی ما صح عن رسول اللّٰه ﷺ شرکا فی صحیح البخاری ان رسول الله لما قدم المدینة نحر جزورا اوبقرة وفیه لما قدم ضرارا امر ببقرة فذبحت فاکلوا منها. ☆☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ کہنا کہ تعین ذبح کے معنی میں بڑا جہل ہے اور خلاف کرنا ہے سواد اعظم سے اور وہ جو کہا کہ داخل ہے اس میں ذبیحہ وقت قدوم کے، سو رسول اللہ سے لڑائی ہے جو آں حضرت ﷺ سے بطریق صحیح ثابت ہے اُس کو تو نے شرک نام رکھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آئے مدینہ میں ذبح کی اونٹنی یا گائے اور اُسی بخاری میں ہے کہ جب آئے ضرار میں حکم کیا یہ کہ گائے [ذبح کی جائے تو] ذبح کی گئی، پس سب نے کھایا اُس سے۔

قالوا:

تم الفصل الرابع:

انظروا! کیف عد اشیاء کثیرة من الشرک فی العبادة وقال فی

☆ صحیح مسلم: کتاب الاضاحی / باب تحریم الذبح لغیر اللّٰه تعالیٰ ولعن فاعله حدیث نمبر ۵۱۲۶

☆☆ صحیح بخاری: کتاب الجهاد / باب الطعام عند القدوم / حدیث نمبر ۳۰۸۹۔

الفصل الاول اثبت ما ذكرت كلها بالايات والاحاديث فی الفصول الأتية، ثم انظروا كم منها ذكرها ولو بلا ثبوت وكم لم يمر ذكرها على اللسان فضلا عن الاثبات فليات باية دالة ولو دلالة بعيدة وحديث ولو ضعيفا يكون فيه ذكر ضرب الخباء له والرجعة قهقری له وامثال ذلک فضلا عن تخصيص اللّٰه تعالیٰ لها لنفسه وليس هذا اوان التفصيل فان الفتنة قد قربت وعرصة الفرصة ضاقت.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: تمام ہوئی چوتھی فصل، دیکھو کہ فصل اول میں کتنی چیزوں کو شمار کیا شرک فی العبادت میں اور کہا کہ اگلی فصلوں میں جو میں نے لکھا ہے سب کو ثابت کروں گا آیت وحدیث سے- اب دیکھو ان میں سے کئی ذکر کیے اگرچہ بے ثبوت کے کیے اور کا ذکر بھی زبان پر نہ آیا ثابت کرنا کیسا ہوتا ہے، چاہیے کہ لائے کوئی آیت کہ جس سے ثابت ہو اگرچہ دلالت بعیدہ کر اور حدیث اگرچہ ضعیف ہو کہ اُس میں ذکر ہو اس کا کہ اللہ کے واسطے خیمہ کھڑا کرنا چاہیے اور اللہ کے واسطے الٹے پاؤں چلنا چاہیے اور مانند اس کے اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ خیمہ میرے ہی لیے کھڑا کرو اور کے لیے مت کھڑا کرو، اُلٹے پاؤں میرے ہی لیے چلو اور کے لیے مت چلو، اس کا کیا مذکور ہے اور یہ وقت تفصیل سے بیان کرنے کا نہیں ہے کہ فتنہ نزدیک آ پہنچا ہے اور میدان فرصت کا تنگ ہو گیا ہے-

[شرک فی العادۃ]:

قال النجدی:

الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادة.

ترجمہ: کہا نجدی نے: پانچویں فصل عادت کے شرک کے رد میں ہے۔

قالوا:

تشريع جديد ما سمعنا قبل ذلک.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: نئی شریعت بنائی ہے پہلے سے ہم نے نہیں سنا-

[کسی کے نام کی نذر و نیاز اور صدقہ کرنے کا شرعی حکم]:

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ:

ان یدعون من دونہ الا إنثا وان یدعون الا شیطنا مریدا لعنہ اللّٰہ وقال لأ تخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولا ضلنھم ولا منینھم ولا مرنھم فلیبتّکن اذان الانعام ولامرنھم فلیغیرن خلق اللّٰہ ومن یتخذ الشیطٰن ولیا من دون اللّٰہ فقد خسر خسرانا مبینا یعدھم ویمنیھم وما یعدھم الشیطٰن الاغرورا اولئک ماوٰھم جھنم ولا یجدون عنھا محیصا [النساء:۱۲۱-۱۱۷]

بین اللّٰہ تعالیٰ بھذہ الایۃ حال مشرکی زماننا حیث یقول واحد یاستی خدیجۃ و واحد یاستی فاطمۃ و واحد یاستی رابعۃ وواحد یاستی نفیسہ وغیر ذلک ونداء ھن نداء الشیطان فانہ اتخذ منھم نصیبا مفروضا واضلھم ویبتکون الاذان ای یجعلونھا لھن ویقولون ھذہ لفلانۃ وثبت ان جعل الحیوان وجعل ذبحہ وکذا جعل ای شئ کان نذرا او صدقۃ لغیر اللّٰہ وکذا التشریک لغیر اللّٰہ کان یقول نذر اللّٰہ ورسولہ او صدقۃ الی اللّٰہ والی رسولہ شرک من اضلال الشیطان والشئ المجعول لغیر اللّٰہ حرام نجس.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے نہیں پکارتے سوائے اللہ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو، لعنت کی اُس پر اللہ نے اور کہا اُس نے کہ تحقیق لوں گا مَیں تیرے بندوں سے حصہ اور گم راہ کروں اُن کو اور خیالوں میں ڈالوں گا اُن کو، سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بے شک مَیں سکھا دوں گا اُن کو، سو بدل ڈالیں گے اللہ کی خلقت اور جو پکڑے گا شیطانوں کو ولی سوائے

اللہ کے وہ صاف ٹوٹے میں پڑا، وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان اور خیالات میں ڈالتا ہے اور جو وعدہ دیتا ہے سو محض دغا ہے- اُن کا ٹھکانا دوزخ میں ہے اور نہ پائیں گے اُس سے بچاؤ-

نجدی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اس آیت سے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا حال کہ کوئی کہتا ہے اے میری سیدہ خدیجہ! اور کوئی کہتا ہے اے میری سیدہ فاطمہ! کوئی یا رابعہ یا نفیسہ اور سوائے اس کے اور ان عورتوں کا پکارنا شیطان کا پکارنا ہے کہ اُس نے لیا ہے اُن میں سے حصہ اور گم راہ کیا ہے اُن کو اور مقرر کرتے ہیں جانوروں کو اُن کے واسطے اور کہتے ہیں کہ یہ واسطے فلانے کے ہے اور ثابت ہوا کہ مقرر کر دینا جانور کا اور مقرر کر دینا اُس کے ذبح کا اور ایسی ہی کسی چیز کا کہ ہو نذر یا صدقہ واسطے غیر اللہ کے اور ایسے ہی شریک کرنا غیر اللہ کو اس طرح کہ کہے یہ چیز نذر اللہ اور رسول کی ہے یا صدقہ ہے طرف اللہ اور طرف رسول کے شرک ہے شیطان کے گم راہ کرنے سے اور جو چیز کہ مقرر کر دی گئی واسطے غیر خدا کے حرام و نجس ہے-

قالوا:

انظروا! کیف فسر القرآن برأیه فان التفسیر الصحیح الماثور من الصحابة الی هذا الوقت مایعبدون من دون اللّٰه الا الهة فانهم یسمون الهتهم التی کانوا یعبدونها اناثا یقولون انثی بنی فلان، انثی بنی فلان فکیف تکون الایة بیانا لحال من قال یاستی خدیجة ولم یعتقدها الها ولا یعبدها وان کان مجرد نداء الانثی مراد الایة وکان شرکا من غیر دخل اعتقاد الوهیتها وعبادتها فاذا نادیت امک واختک تکون مشرکا لان الشرک اذا ثبت یعم الحی والمیت وما قال نذرا او صدقة فجرأة عظیمة نعم النذر لغیر اللّٰه حرام حیوانا کان المنذور ام لا

واما الصدقة لغیر اللّٰه فالکلام فیه سهو وجهل وسفه الم تسمع

مـذهـب اهـل السـنة ان الانســان لــه ان يـجـعل ثواب عملـه لغيره واستدلوا بما روى ان النبى ﷺ ضحى بكبشين أملحين احدها عن نـفسـه والأخر عن امته فمن أقر بوحدانية اللّٰه وشهد له بالبلاغ جعل تضحية احدى الشاتين لامته☆

وعـن على رضى اللّٰه عنه ضحى بكبشين وقال احدهما عن على والأخر عن رسول اللّٰه ﷺ وقال امرنى بذلک اواوصانى فلا ادعه ☆☆

الم تسمع ان سعد بن عبادة رضى اللّٰه عنه قال قلت يا رسول اللّٰه ان امى ماتت فاى الصدقة افضل قال الماء فحفر بئرا قال هذه لام سعد☆☆☆

الـم تسـمـع ان كـعـب بن مالک قال قلت يا رسول اللّٰه ﷺ ان من تـوبتى ان انخلع من مالى صدقة الى اللّٰه والى رسوله فقال رسول اللّٰه ﷺ امسک عليک بعض مالک. ☆☆☆☆

ايهـا الـنـجـدى! كيف سـميـت هذا شركا و تدعى الايمان و تحقيق الـنـذر عـلى مافى الفقه ان النذر الشرعى اى ايجاب ما ليس بواجب عـلى نفسه بان يقول للّٰه علىّ كذا او يقول ان قضى اللّٰه حاجتى فعلىّ كـذا مـختـص بـالـلّٰـه تـعالىٰ حرام لغيره بان يقول يا فلان ان قضيت حـاجتـى فعلي لک كذا فان الموثر بالحقيقة والمتصرف فى العالم بالاستقلال ليس الاّ اللّٰه والشئ المنذورالحلال الطاهر فى هذا النذر بـاق عـلى حله وطهارته لا يصير حراما و نجسا وان كان النذرحراما فـان هـذا الـنـذر الباطل لم ينعقد وليس لقول الناذر المبطل فيه تاثير وكـمـا يـخـرج الـمـنـذور فى النذر الصحيح من ملک المالک لا

☆سنن ابن ماجہ:ابواب الاضاحی/باب اضاحی رسول الله ﷺ/حدیث نمبر۳۱۲۲

☆☆الف: جامع ترمذی: ابواب الاضاحی/ باب ما جاء فی الاضحية عن الميت/حدیث نمبر۱۴۹۵

☆☆☆ سنن ابوداؤد: کتاب الزکوة/ باب فی فضل سقی الماء/حدیث نمبر۱۶۸۱

☆☆☆☆الف:سنن ابوداؤد: كتاب الأيمان/با ب من أنذر أن يتصدق بماله/حدیث نمبر۳۳۱۷

ب:جامع ترمذی: ابواب تفسیر القرآن/ باب ومن سورة التوبة/حدیث نمبر۳۱۰۲

يخرج فى النذر الباطل بل باق على ملكه ويجوز له التصرف فيه باى وجه شاء اكل او انفق وهو كسائر مملوكاته ويجوز اخذه بطريق الصدقة المبتدئة والهدية المنفصلة وان كان النذر لله وذكر النبى والولى لبيان المصرف اوبطريق التوسل بان يقول يا الله ان قضيت حاجتى اتصدق على خدام قبر فلان النبى او الولى او اطعم الفقراء على بابه او يقول يا الله ان قضيت حاجتى ببركة فلان له كذا اى اهدى ثوابه له او يقول يا نبى الله يا ولى الله ادع فى قضاء حاجتى من الله ان قضى الله حاجتى اهدى لک ثواب صدقة كذا فالنذر فى هذه الصور كلها جائز

واما ما يقولون هذا نذرالنبى هذا نذر الولى فليس بنذر شرعى ولا داخلا فى النهى وليس فيه معنى النذر الشرعى ما يهدى الى الاكابر يقال له فى العرف نذر فهذا الجاهل لا يعرف معانى الالفاظ ولا يميزبين المعانى اللغوية والشرعية والعرفية وتجرء فى الدين ويخترع.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: دیکھو کس طرح تفسیر کیا نجدی نے قرآن کو اپنی رائے سے۔تفسیر صحیح صحابہ کے وقت سے اب تک یوں مروی ہے کہ نہیں عبادت کرتے سوائے اللہ کے مگر اُنھوں نے کی کہ مشرکین اپنے الٰہوں کو جن کی عبادت کرتے تھے انثی یعنی مادہ نام رکھتے تھے، کہتے تھے انثیٰ فلانی قوم کا، انثیٰ فلانی قوم کا یعنی الہ فلانی قوم کا، پس آیہ کریمہ کیوں کر ہوسکتی ہے بیان حال اُس شخص کا کہ کہا اُس نے اے میری سردار خدیجہ کہ نہ اعتقاد کیا اُس شخص نے خدیجہ کو الہ نہ اُس کی عبادت کرتا ہے اور اگر مطلق پکارنا عورتوں کا شرک ہوا اور مراد ہو آیت کہ اور اُس کے اعتقاد الوہیۃ اور اُس کی عبادت کو دخل نہ ہو تو جب اپنی ماں بہن کو پکارے چاہیے کہ مشرک ہوجائے، کیوں کہ شرک جب ثابت ہوا زندے مردے سب میں ہوگا-

اور وہ نجدی نے کہا کہ کسی چیز کا نذر یا صدقہ کرنا غیر خدا کے واسطے شرک ہے سو بڑی

ہٹ دھرمی ہے- ہاں نذر کرنا غیر اللہ کی حرام ہے، لیکن صدقے میں کلام کرنا بڑی بے وقوفی ہے-

اے نجدی کیا تو نے نہیں سنا اہل سنت کا مذہب ہے کہ آدمی کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو مقرر کر دے اور دلیل لائے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے دو مینڈھے ابلق ذبح کیے، ایک اپنی طرف سے، دوسرا امت کی طرف سے جو اقرار کرے اللہ کی وحدانیت کا - اور آں حضرت ﷺ کی پیغمبری کا ایک بکری کا قربانی کرنا اپنی امت کے واسطے مقرر کر دیا-

اور حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ دو بکری قربانی کی ایک اپنی طرف سے ایک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اور کہا کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا ہے یا وصیت کی ہے، مَیں اُسے نہ چھوڑوں گا-

کیا تو نے اے نجدی نہیں سنا کہ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری ماں مر گئی، سو کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی کا - سعد نے ایک کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے-

اے نجدی! کیا تو نے نہیں سنا کہ کعب بن مالک نے کہا کہ مَیں نے کہا یا رسول اللہ میری توبہ سے یہ ہے کہ الگ ہو جاؤں اپنے مال سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف صدقہ دے کر، سو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال اپنا اپنے پاس رکھ-

دیکھ اے نجدی اس کو تو نے شرک کہا اور دعوی کرتا ہے ایمان کا، نذر کی تحقیق موافق کتب فقہ کے یوں ہے کہ نذر شرعی یعنی واجب کر لینا اپنے اوپر اُس چیز کا جو واجب نہیں ہے اس طرح کہ کہے اللہ کے واسطے میرے اوپر یہ واجب ہے یا کہے کہ اگر اللہ تعالٰی میری حاجت بر لائے تو میرے اوپر یہ واجب یہ نذر خاص ہے اللہ کو- دوسرے کی حرام اس طرح کہے کہ یا نبی یا ولی اگر میری حاجت تو بر لائے گا تو میرے اوپر تیرے واسطے یہ ہے، کیوں کہ موثر حقیقی اور عالم میں مستقل تصرف کرنے والا اللہ ہی ہے دوسرا نہیں۔ اور کھانا وغیرہ نذر کی گئی جو چیز حلال پاک ہے اس نذر سے حلال پاک رہتی ہے، حرام ناپاک نہیں ہو جاتی، اگر چہ نذر حرام ہو- اس واسطے کہ یہ نذر

باطل ہے، نذر رہے ہی نہیں اور نذر کرنے والے مبطل کے کہنے سے کچھ تاثیر نہیں ہوئی اور جیسے نذر کی گئی چیز صحیح میں مالک کے ملک سے نکل جاتی ہے، نذر باطل میں نہیں نکلتی، بلکہ اُسی کی ملک رہتی ہے اور اُس کو ہر طرح کا تصرف کھانے کھلانے کا جائز ہے اور سب مملوک چیزوں کے برابر ہے اور نئے صدقے اور جدا ہدیے کے طور پر اوروں کو لینا جائز ہے اور اگر نذر ہو اللہ کی اور نبی ولی کا ذکر واسطے بیان مصرف کے ہے یا بطریق توسل کے ہے اس طرح کہ کہے یا اللہ اگر میری حاجت برلائے گا تو میں فلانے نبی یا ولی کے مزار کے خادموں کو یہ دوں گا یا کہے یا اللہ اگر میری حاجت بر لائے گا فلانے کی برکت سے تو میں فلانی چیز کا ثواب اُس بزرگ کو پہنچاؤں گا، یا کہے یا نبی اللہ، یا ولی اللہ اللہ سے میری حاجت برآنے کی دعا کرو، اگر میری حاجت بر لایا تو تم کو فلانی چیز کا ثواب دوں گا سو ان تینوں صورتوں میں نذر جائز ہے اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیز نذر ہے پیغمبر کی یا کسی ولی کی سو یہ نذر شرعی نہیں ہے اور نہ حرام ہونے میں داخل، نہ اس میں نذر شرعی کے جو غیر خدا کو حرام ہے معنی جو چھوٹے آدمی بڑے آدمیوں کو دیتے ہیں عرف میں اُس کو نذر کہتے ہیں- یہ نجدی جاہل لفظوں کے معنی نہیں جانتا اور معنی لغوی اور شرعی اور عرفی میں فرق نہیں کر سکتا اور دین میں جرأت کرتا ہے اور نیا دین نکالتا ہے-

فائدہ:

مولوی رفیع الدین نے ''رسالہ نذور'' میں لکھا ہے:

لفظ نذر کہ ایں جا کہ مستعمل می شود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آں ست کہ آں چہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز می گویند آری نذر شرعی قسمے ازاں گاہے می باشد و حکم آں نذر ایں است کہ اگر بہ تحقیق محض برائے اولیا است حرام کہ وارد شدہ **لا نـذر لغیر اللّٰہ** و نیز قضائے حاجت باستقلال از کسے خواستن و اورا مالک نفع وضرر خود اعتقاد کردن نوعی از شرک است واگر بصورت است نہ در واقع بر یکے از سہ وجہ مباح است

وجہ اول آں کہ خالص برائے خدائے تعالیٰ است و ایشاں مصرف محض اند گویا می گوید الٰہی ایں مراد حاصل شود نذر تو بخدام مزاراں صالح رسانم

دوم آں کہ ایشاں را شفیع سازد گویا می گوید یا حضرت در جناب الٰہی برائے ایں مشکل

دعا کنید اگر ایں مراد حاصل شود از طرف تو در جناب الٰہی برائے ایں مشکل ایں قدر
طعام یا نقد رسانم تا ثواب آں بہ شما شود و ایں معنی جواز دارد چرا کہ جناب نبوت ﷺ
حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی را وصیت فرمودند کہ تا زندہ باشی از طرف من قربانی
کردہ باش و سعد بن عبادۃ رافرمود چاہے بنا کن و بگو **هذه لام سعد**
سوم آں کہ آں بزرگ را در جناب الٰہی وسیلہ سازد گویا می گوید الٰہی ببرکت فلاں
بزرگ و بحق عنایات و مہربانی خود کہ بروکہ عمر خود در بندگی و رضا جوئی تو گذرا نیدہ اگر
مشکل من آسان کنی ایں قدر مال برائے تو بدہم و ثواب آں نخواہ روح آں بزرگ
سازم تا از بر واحسان بآں بزرگ خوشنود شوی و ایں ہم ہست کہ مذہب حنفیہ است
للانسان ان يجعل ثواب نافله لمن شاء. ☆
شاہ ولی اللہ نے ''انفاس العارفین'' نام کتاب میں اپنے والد کے حال میں لکھا ہے:
حضرت ایشاں می فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد نذر کرد کہ بار خدایا کہ اگر ایں
مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ بہ حضرت ایشاں ہدیہ دہم آں مشکل مندفع شد و آں از
خاطر او رفت بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید بر سبب ایں امر مشرف
شدم بدست یکے از خادمان گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری بسبب عدم وفائے نذر است
اگر اسپ خود را می خواہی نذرے را کہ در فلاں محل الزام نمودۂ بفرست وے نادم شد
و آں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت۔☆☆
اور بھی اُسی کتاب میں ہے:
ایں فقیر از یاران کہ حاضر واقعہ بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ
بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیہ رفتہ بودند و شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما
می کنند و می گویند کہ چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آں کہ اثر مردم منقطع شد و ملال
بر یاران غالب آمد آنگاہ زنے بہ آمد طبق برنج و شرینی بر سر و گفت کہ نذر کردہ بودم کہ
اگر زوج من بباید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیہ رسانم

☆ رسالہ نذور و مزارات اولیا: ص ۳ تا ۵
☆☆ انفاس العارفین: ص ۵۳

دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند-☆

اور بھی اسی کتاب میں حضرت میر ابوالعلی کے ذکر میں (کہ ان کے پیروں میں سے تھے) لکھا ہے کہ:

بہ مزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ متوجہ می بودند وازاں جناب دل ربائے ہایافتند وفیضہا گرفتند استماع افتاد کہ خانگیاں ایشاں بسبب کسلے کہ عارض میر ابوالعلی شدہ بود بآں مزار یک روپیہ و یک چادر نیاز فرستادہ بود حضرت امیر را اطلاع نبود روزے بآں مزار متوجہ بودند کہ از درون ندا آمد کہ ایں قدر از خانہ شما نیاز آمدہ است و برائے صحت فرزند شما وخواہش فرزند دیگر التماس کردہ اند وآں ملتمس مبذول است-☆☆

شاہ عبدالعزیز نے "تحفہ اثناعشریہ" میں لکھا ہے:

یعنی امامت کہ دراولاد حضرت امیر باقی ماندہ و یکے مرد دیگرے راوصی آں می ساخت ہمیں قطبیت ارشاد ومنبعیت فیض ولایت بود ولہذا الزام ایں امر کافۂ خلائق از ایمہ اظہار مروی نشدہ بلکہ یاراں چیدہ ومصاحبان برگزیدہ خود را بآں فیض خاص مشرف می ساختند و ہر یکے رابقدر استعداد او بایں دولت می نواختند-☆☆☆

اور بعد تھوڑے سے کلام کے لکھا ہے:

ونیز ازیں ست کہ حضرت امیر وذریۃ طاہرہ اوراطاہر امت برمثال پیران ومرشداں می پرستند وامور تکوینہ راوابستہ بہ ایشاں می دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چناں چہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است و نام شیخین رادریں مقدمات کسے برزبان نمی آرددر فاتحہ ودرود ونذر ومنت وعرس ومجلس کسے شریک نمی کند وامور تکوینہ راوابستہ بایشاں نمی داند گومعتقد کمال وفضیلت ایشاں باشد برمثال انبیا مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام زیرا کہ کمال ایشاں مثل کمال انبیا مبنی بر کثرت تفصیل است وکمالات اولیا ہمہ ناشی از وحدت وجمع وغیبت اند پس اولیا را مرأت ملاحظہ فعل الٰہی بلکہ صفات

☆مرجع سابق:ص۴۵

☆☆مرجع سابق:ص۲۱

☆☆☆تحفہ اثناعشریہ:ص۳۳۹

اوتعالیٰ می تواند کرد وانبیا وورثاں کمالات ایشاں راغیراز علاقہ عبدیت ورسالت و خارجیہ علاقہ دیگر درفہم مردم حاصل نیست ولہٰذا آنہارا مرأت ملاحظہ اوتعالیٰ نمی تواند کرد۔☆

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ:

وجعلوا للّٰہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للّٰہ بزعمھم وھذا لشرکائنا فما کان لشرکائھم فلا یصل الی اللّٰہ وما کان للّٰہ فھو یصل الی شرکائھم ساء ما یحکمون [الانعام:۱۳۷]

ھکذا یفعل مشرکو زماننا عربا و عجما فانھم یجعلون شیئاً منھا للّٰہ وشیئاً لنبی و ولی و امام وشریف فیکونون مشرکین بھذہ الشنیعة.

ترجمہ: کہانجدی نے: کہااللہ تعالیٰ نے اورٹھہرایا مشرکوں نے اُس سے کہ پیدا کیا کھیتی اور چوپایوں سے حصہ، پھر کہا کہ یہ اللہ کے واسطے ہے اپنے گمان میں اور یہ ہمارے شریکوں کے واسطے۔ پس جو اُن کے شریکوں کا ہے، نہیں پہنچتا اللہ کو اور جو اللہ کا ہے، اُن کے شریکوں کو پہنچتا ہے۔ برا حکم کرتے ہیں۔

نجدی نے کہا ایسے ہی کرتے ہیں ہمارے زمانے کے مشرک عرب وعجم میں کہ وہ مقرر کرتے ہیں کچھ اُس سے واسطے اللہ کے اور کچھ واسطے نبی، ولی، امام شریف کے اور اُس برے کام سے مشرک ہوجاتے ہیں۔

قالوا:

ایھا الجاھل! ختم اللّٰہ علی قلبک لا تشعر بما یخرج من لسانک فان المشرکین قالوا ھذا لشرکائنا والمسلمون یقولون لنبی وولی ھل القول بالنبی والولی قول بالشرکاء للّٰہ یستلزم الشرک الم تسمع قول سعد رضی اللّٰہ [عنہ]وقول نبی لہ ھذہ لام سعد وقول رسول اللّٰہ ﷺ ان من البر ان تصلی لھما مع صلوٰتک وان تصوم

☆مرجع سابق:۳۴۰-۳۳۹

لهما مع صومک.☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے جاہل! اللہ نے تیرے دل پر مہر کردی ہے جو تیری زبان سے نکلتا ہے اس کو بھی تو نہیں سمجھتا؟! مشرکوں نے کہا یہ ہمارے شرکا کے لیے ہے اور مسلمان کہتے ہیں نبی، ولی کے لیے ہے- کیا نبی، ولی کہنا اللہ کے شریک کہنا ہے؟ واسطے سے شرک لازم ہوتا ہے؟ کیا تو نے نہیں سنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ کا کہنا یا فرمانا رسول اللہ ﷺ کا سعد سے کہ تو کہہ جیسا بعضے روایتوں میں ہے، یہ کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے واسطے ہے اور فرمانا رسول اللہ ﷺ کا کہ نیکی سے ہے ماں باپ کے ساتھ یہ کہ نماز پڑھے تو واسطے اُن کے اپنی نماز کے ساتھ اور روزہ رکھے تو واسطے اُن کے اپنے روزے کے ساتھ ہے-

قال النجدی:

قال اللّٰہ تعالیٰ:

قالوا هذه انعام وحرث حجر لايطعمها الا من نشاء بزعمهم وانعام حرمت ظهورها وانعام لايذكرون اسم اللّٰه عليها افتراء عليه سيجزيهم بما كانوا يفترون [الانعام:۱۳۹]

هذا بيان ماعليه الناس فى زماننا فانهم يخصصون الآكلين فى نذورهم وصدقاتهم ويحجرون بعضا كما لايطعمون طعام الصدقة للحداد لغير من هو فى سلسلة ارادته ويخصصونه لمريديه وما يجعلونه لعيد روس يخصصونه لاولاده ويجعلون بعض الانعام لغير اللّٰه ويقولون هذه لمحمد و على وغيرها ولا يذكرون اسم اللّٰه عليها ولا يقولون هو للّٰه.

ترجمہ: کہا نجدی نے: کہا اللہ تعالیٰ نے: کہا مشرکوں نے کہ یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے نہ کھائے اُس کو مگر وہ کہ جس کو ہم چاہیں، اپنے گمان میں اور چوپائے ہیں کہ سواری ان پر حرام ہے اور چوپائے ہیں کہ اللہ کا نام اُن پر نہیں ذکر کرتے اللہ پر افترا

☆ صحیح مسلم: مقدمة/ باب بيان ان الاسناد من الدين/ حدیث نمبر ۳۲

ہے، جزا دے گا اُن کوافترا کی-

نجدی نے کہا: یہ بیان ہے اُس کا کہ ہمارے زمانے کے آدمیوں میں ہے کہ خاص کرتے ہیں کھانے والوں کو اپنی نذر وصدقہ میں اور بعضوں کو نہیں دیتے جیسے کہ حداد کی نیاز کا کھانا سوائے اُن کے مریدوں کے کسی کو نہیں دیتے اور عیدروس کی نیاز سوائے ان کی اولاد کے، اور بعضے چوپائے ٹھہرا دیتے ہیں غیر اللہ کو اور کہتے ہیں یہ محمد کے واسطے ہے، یہ علی کے واسطے اور اللہ کا نام اُس پر نہیں ذکر کرتے اور یہ نہیں کہتے کہ وہ اللہ کے واسطے ہے-

قالوا:

یا ایھا الجاھل! معنی الایة ان المشرکین قالوا ھذہ اشارة الی ما جعلوہ لآلھتھم انعام وحرث حجرای حرام لا یطعمھا الا من نشاء یعنی خدم الاوثان والرجال دون النساء وانعام حرمت ظھورھا یعنی البحائر و امثالھا لا یذکرون اسم اللّٰہ علیھا فی الذبح وانما یذکرون اسماء آلھتھم افتراء علیه بان اللّٰہ امرھم بذلک سیجزیھم بما کانوا یفترون فکیف یکون بیانا لحال من لم یعتقد الانبیاء والاولیاء الٰھا ولم یجعل الانعام والحرث لآلھتھم ولم یقولوا ان اللّٰہ حرمھا ویذکرون اسم اللّٰہ علیھا فی الذبح اما تخصیص الآکلین فی النذور وفی الصدقات فباختیار الناذر والمتصدق والصدقة للمیت تبلغه وتنفعه ویسر به فاکل محبه ومنتسبیه یکون سببا لمزید سرورہ فالتخصیص لھذا السبب او لغیرہ من غیر ان یقال انه حکم اللّٰہ تعالیٰ لا یدخل فی حکم الآیة الم تسمع ما قالت عائشة ما غرت علی احد من نساء النبی ﷺ ما غرت علی خدیجة وما رایتھا قط ولکن کان یکثر ذکرھا وربما ذبح شاة ثم یقطعھا اعضاء یبعثھا فی صدائق

خدیجة (اخرجہ الشیخان)☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: معنی آیت کے یہ ہیں کہ مشرکوں نے کہا اُس چیز کو کہ ٹھہرایا اُنھوں نے اپنے الٰہوں کے لیے یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے، بتوں کے خادم اور مرد کھائیں، عورتیں نہ کھائیں اور بحیرہ وغیرہ کی پیٹھ حرام ہے اُن پر ذبح میں اللہ کا نام نہیں لیتے بلکہ اپنے الٰہ کا نام لیتے ہیں، اللہ پر افترا کرتے ہیں کہ اُس نے اُن کو یہ حکم کیا ہے، اللہ اُن کے افترا کی جزا دے گا- پھر یہ آیت کیوں کر بیان ہوا اُن کے حال کا کہ انبیا اولیا کو نہیں جانتے اور چوپایوں و کھیتی کو واسطے اپنے الٰہوں کے نہیں ٹھہراتے اور نہیں کہتے کہ اللہ نے اُن کو حرام کیا ہے اور ذبح میں اللہ کا نام لیتے ہیں اور یہ جو کھانے والوں کی تخصیص کرتے ہیں سو وہ تخصیص نذروں اور صدقوں میں نذر کرنے والے کے اور صدقہ کرنے والے کے اختیار میں ہے اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے اور اُس کو نفع کرتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے- سو اُس کے دوستوں کا اور علاقہ داروں کا کھانا اُس کی زیادہ خوشی کا سبب ہوتا ہے- اس سبب سے یا کسی اور سبب سے تخصیص کرنا بے اس کے کہ کہیں کہ اللہ نے حکم کیا ہے آیۃ کریمہ کے حکم میں داخل نہیں ہے- کیا تو نے نہیں سنا جو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیبیوں میں سے کسی پر مجھے ایسا رشک نہیں آیا جیسا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، مَیں نے اُن کو دیکھا نہیں مگر رسول اللہ ﷺ ان کو بہت یاد کیا کرتے تھے اور اکثر تھا کہ ذبح کرتے بکری اور اُس کے بند بند جدا کرتے اور خدیجہ کے صدائق میں بھیج دیتے- (بخاری ومسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

☆ **صحیح بخاری**: کتاب مناقب الانصار / باب تزویج النبی ﷺ خدیجة و فضلها رضی الله تعالی عنها/ **حدیث نمبر ۳۸۱۸**

صحیح مسلم: اس میں متعدد طرح سے الگ الگ الفاظ میں یہ روایت موجود ہے، مگر سب سے قریب تر الفاظ یہ ہیں۔

عن عائشة قالت: ما غرت علی نساء النبی ﷺ الا علی خدیجة و انی لم ادرکها قالت: و کان رسول الله ﷺ اذا ذبح الشاة فیقول ارسلوا بها الی اصدقاء خدیجة قالت فاغضبته یوما فقلت خدیجة؟ فقال رسول الله ﷺ انی قد رزقت حبها۔

دیکھیے: کتاب فضائل الصحابة/ باب من فضائل خدیجة رضی الله تعالی عنها۔**حدیث نمبر ۶۲۷۸**

فائدہ:

مولوی رفیع الدین نے رسالہ ''نذور مزارات اولیا'' میں لکھا ہے:

قسم دیگر آں کہ حاکم یا زمین دار برائے صلہ و بر با روح میت و بہ نیت خوشنودی و رضائے او بیکے علی التعین بدہد و یا بطریق سالانہ وفصلانہ بنام آں مقرر سازد و ایں قسم نیز جائز است بنا بر حمل بر آں کہ جناب ﷺ از طعام ولحم نزد صدائق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا می فرستادند۔ ☆

اور بھی مولوی رفیع الدین سے استفتا اس باب میں ہے:

سوال: تخصیص ماکولات در فاتحہ بزرگان مثل کھچڑا در فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ و توشہ در فاتحہ شیخ عبدالحق وغیر ذلک وہم چناں تخصیص خوریز گان چہ حکم دارد؟

جواب: فاتحہ و طعام کہ بے شبہ از مستحسنات است و تخصیص کہ فعل مخصص است باختیار اوست کہ باعث منع نمی تواند شد ایں تخصیصات از قسم عرف و عادات اند کہ مصالح خاصہ و مناسبتے خفیہ ابتداء بہ ظہور آمدہ، رفتہ رفتہ شیوع یافتہ در حق کھچڑہ۔ صاحب درمختار و صاحب قنیہ و دیگر فقہا تصریح نمودہ اند۔

و تخصیص آں حضرت ﷺ ذبح جانور و تقسیم گوشت آں را بصدائق خدیجہ رضی اللہ عنہا کہ بطریق صحیح ثابت است، واللہ اعلم بالصواب۔

[غیر اللہ کی قسم کھانا]:

قال النجدی:

عن ابن عمر قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول من حلف بغیر اللّٰہ فقد اشرک☆☆ انظروا کیف صرح النبی بشرک من حلف بغیر اللّٰہ فکیف نقول بایمان من یقول بابی وامی وابیہ وبالنبی والولی فالحالف لھم مشرک کالحالف باللات والعزی.

ترجمہ: کہا نجدی نے: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا: مَیں نے سنا رسول اللہ ﷺ کہتے تھے جو قسم کھائے غیر اللہ کی سو مشرک ہوگیا۔

☆ رسالہ نذور ومزارات اولیا: ص ۷

☆☆ سنن ابی داؤد: کتاب الایمان والنذور/ باب کراھیۃ الحلف بالآباء / حدیث نمبر ۳۲۵۱

نجدی نے کہا دیکھو کیسے کھل کر کہہ دیا نبی نے کہ قسم کھانے والا غیر اللہ کے مشرک ہے، پھر ہم کیوں کر کہیں مومن اُس کو کہ قسم کھاتا ہے اپنے ماں باپ کی یا دوسرے کے باپ کی اور نبی ولی کی، سو اُن کی قسم کھانے والا مشرک ہے، جیسے قسم کھانے والا لات وعزی کی۔

قالوا:

ایھا الملعون! کیف لا تقول وقد قال النبی ﷺ افلح وابیه و معنی الحدیث من حلف لغیر اللّٰه علی اعتقاده الغیر الھا وفی المسئلة تفصیل ان حلف لغیر علی الاعتقاد یکفر و علی الود لیس بکفر ولکن لا یخلو عن المعصیة وعلی العادة لا کفر ولا معصیة وقد خرج من بعض الصحابة بحضرته ﷺ ولم ینکر علیه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے ملعون! تو کیوں کر باپ کی قسم کھانے والے کو مومن نہ کہے گا؟ آں حضرت ﷺ کے کلام میں باپ کی قسم موجود ہے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قسم کھائے غیر اللہ کی اُس غیر کو الٰہ اعتقاد کر کر اور مسئلہ میں تفصیل ہے۔ اگر قسم کھائے غیر کو اللہ اعتقاد کر کر وہ کفر ہے اور دوستی کی راہ سے غیر کی قسم کھائے سو کفر نہیں، لیکن گناہ سے خالی نہیں ہے اور بطریق عادت کے نہ کفر ہے نہ گناہ ہے اور بعضے یاروں کی زبان سے آں حضرت ﷺ کے روبرو قسم غیر کی نکلی اور آں حضرت ﷺ نے انکار نہیں کیا۔

[توسل، استعانت اور شفاعت]:

قال النجدی:

عن جبیر بن مطعم اتی رسول اللّٰه اعرابی فقال جھدت الانفس وضاعت العیال ونھکت الاموال فاستسق اللّٰه لنا فانا نستشفع بک علی اللّٰه ونستشفع باللّٰه علیک فقال النبی سبحان اللّٰه سبحان اللّٰه حتی عرف ذلک فی وجوہ اصحابه فقال ویحک

انہ لا یستشفع باللّٰہ علی احد شان اللّٰہ اعظم من ذلک ویحک اتدری ما اللّٰہ ان عرشہ علی سماواتہ ھکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیاط اطیطۃ الرحل بالراکب (اخرجہ ابوداؤد)☆

انظروا! کیف تغیر حال النبی باستماع قول الاعرابی انا نستشفع باللّٰہ علیک ولا یبالی مشرکوا زماننا من شرکیاتھم وکفریاتھم ویقولون یا محمد! اغثنی للّٰہ ،یا علی! ادرکنی للّٰہ، یا عبدالقادر اعطنی للّٰہ.

ترجمہ: کہا نجدی نے: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی پیغمبر خدا ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ سختی میں پڑ گئیں جانیں اور بھوکے ہیں لڑکے بالے اور ہلاک ہوئے مال، سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لیے، کیوں کہ ہم تم کو شفیع لاتے ہیں اللہ کے آگے اور اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے- پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اللہ پاک ہے، اللہ پاک ہے، یہاں تک کہ اثر اُس کا آں حضرت ﷺ کے یاروں کے چہروں میں معلوم ہوا- پھر فرمایا کہ کیا بے وقوف ہے تو، اللہ کو کسی کے آگے شفیع نہیں لاتے ،اللہ کی شان بہت بڑی ہے، تو اللہ کو جانتا ہے کہ کیا ہے، تحقیق اللہ کا عرش آسمانوں پر ہے- اس طرح بتلایا اپنی اُنگلیوں سے کہ گنبد کی طرح ہے اور چڑ چڑ بولتا ہے جیسے اونٹ کا پالان سواری سے-(روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے)

دیکھو کہ کیسے متغیر ہو گیا حال پیغمبر کا اعرابی کی بات سے کہ اُس نے کہا ہم اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے اور ہمارے زمانے کے مشرک اپنے شرکیات وکفریات سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں اے محمد! اللہ کے واسطے میری فریاد رسی کرو، اے علی! اللہ کے واسطے میری خبر لے لو! اے عبدالقادر اللہ کے واسطے کچھ مجھے دو-

قالوا:

الم تسمع قولہ ﷺ من احب للّٰہ وابغض للّٰہ واعطی للّٰہ ومنع

☆ سنن ابوداؤد: کتاب السنۃ /باب فی الجھمیۃ/ حدیث نمبر ۴۷۲۶

للّٰه فقد استکمل الایمان☆

وقولہ ﷺ من استعاذ باللّٰه فاعیذوہ ومن سأل باللّٰه فاعطوہ☆☆

الا تری الفرق بین نستشفع باللّٰه علیک وبین اعطی للّٰه.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ ﷺ کا فرمانا کہ جو دوستی کرے اللہ کے واسطے اور بغض کرے اللہ کے واسطے اور عطا کرے اللہ کے واسطے اور منع کرے اللہ کے واسطے، اُس نے پورا کیا ایمان اور ارشاد آں حضرت ﷺ کا کہ جو پناہ مانگے اللہ کی اُسے پناہ دو اور جو سوال کرے اللہ کے واسطے اُسے دو۔ اے نجدی! کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس کہنے میں کہ ہم اللہ کو شفیع لائے تیرے آگے اور اس کہنے میں کہ کچھ دے ہم کو اللہ کے واسطے۔ حال یہ کہ فرق بہت کھلا ہے پہلی بات پر خفا ہونے اور دوسری بات خود آں حضرت ﷺ نے فرمائی۔ پس نجدی بے دین، بے عقل نے دوسرے کو پہلے میں ملا دیا۔

[متعینہ مقامات پر نذر و نیاز کرنا]:

قال النجدی:

عن ثابت بن الضحاک قال نذر رجل علی عهد رسول اللّٰه ان ینحر ابلا ببوانة فاتی رسول اللّٰه ﷺ فاخبره فقال رسول اللّٰه: هل کان فیه وثن من اوثان الجاهلیة تعبد؟ قالوا لا، قال فهل کان فیها عید من اعیادهم؟ قالوا لا، فقال رسول اللّٰه ﷺ اوف بنذرک فانه لا وفاء لنذر فی معصیة اللّٰه. (اخرجہ ابوداؤد)☆☆☆

فثبت بهذا الحدیث ان النذر الصحیح الذی هو للّٰه یصیر بتعیین المکان معصیة وشرکاً.

ترجمہ: کہا نجدی نے: ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نذر کی رسول اللہ ﷺ کے وقت میں کہ ذبح کرے اونٹ ایک جگہ میں کہ اُس کا نام

☆سنن ابی داؤد: کتاب السنة/باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه/حدیث نمبر ۴۶۸۱
☆☆سنن ابی داؤد: کتاب الزکوة/ باب عطیة من سأل بالله عزو جل/حدیث نمبر ۱۶۷۲
☆☆☆سنن ابی داؤد: کتاب الایمان/ باب ما یؤمر به من وفاء النذر/حدیث نمبر ۳۳۱۳

بوانہ تھا پھر آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ کو خبر دی، فرمایا کہ کیا تھا اُس میں کوئی بت کفر کے وقت کا کہ پوجا جاتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، فرمایا کہ وہاں کوئی میلہ کافروں کا تھا؟ لوگوں نے کہا نہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تو اپنی نذر پوری کر، کیوں کہ وہ نذر پوری کرنا نہ چاہیے کہ اللہ کی معصیت میں ہو۔ (روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحیح نذر جو اللہ کے واسطے ہو مکان کے مقرر کرنے سے معصیت و شرک ہو جاتی ہے۔

قالوا:

ایھا الاعمی! کیف تقول وتذکر قولہ ﷺ اوف بنذرک وقد جاء بطریق آخر ان امرأۃ قالت یا رسول اللّٰہ انی نذرت ان اضرب علی راسک الدف قال اوفی بنذرک قالت نذرت ان اذبح بمکان کذا وکذا یذبح فیہ اھل الجاھلیۃ قال ھل کان بذلک وثن من اوثان الجاھلیۃ تعبد قالت لا قال ھل کان فیہ عید من اعیادھم قالت لا قال اوفی بنذرک.☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے اندھے! تو کیوں کر کہتا ہے کہ نذر صحیح مکان کے تقرر کرنے سے گناہ و شرک ہو جاتی ہے، باوجودیکہ خود ہی ذکر کرتا جاتا ہے فرمانا رسول اللہ ﷺ کا کہ اپنی نذر پوری کر اور تحقیق دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ! مَیں نے نذر کی ہے کہ آپ کے سر پر دف بجاؤں، آں حضرت ﷺ نے فرمایا اپنی نذر پوری کر، اُس نے کہا کہ مَیں

☆**مکمل روایت یوں ہے:** **الف:** عن عمرو ابن شعیب عن ابیه عن جده ان امرأة أتت النبی ﷺ فقالت یا رسول الله انی نذرت ان اضرب علی رأسك بالدف قال اوفی بنذرك۔ قالت انی نذرت ان اذبح بمكان كذا كذا مكان كان یذبح فیه اهل الجاهلیة قال لصنم؟ قالت لا قال: لوثن؟ قالت لا قال اوفی بنذرك

ب: عن ثابت بن الضحاك قال نذر رجل علی عهد النبی ﷺ ان ینحر ابلا ببوانة فأتی النبی ﷺ فقال انی نذرت ان انحر ابلا ببوانة۔ فقال النبی ﷺ هل كان فیها وثن من اوثان الجاهلیة یعبد؟ قالوا لا قال هل كان فیها عید من اعیادهم ؟ قالوا لا قال النبی ﷺ اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر فی معصیة الله ولا فیما لا یملك ابن آدم۔ **سنن ابوداؤد**: كتاب الأیمان/باب ما یؤمر به من وفاء النذور/**حدیث نمبر ۳۳۱۲-۳۳۱۳**

نے نذر کی ہے کہ فلانے مکان میں جہاں اگلے کافر ذبح کیا کرتے تھے وہاں جانور ذبح کروں، آپ نے پوچھا کہ وہاں کوئی بت ہے کافروں کا کہ پوجا کیا جاتا ہے؟ عورت نے کہا نہیں، فرمایا کہ وہاں کوئی کافروں کا میلہ ہے؟ عورت نے کہا نہیں، آں حضرت ﷺ نے فرمایا تو اپنی نذر پوری کر۔

[حیاتِ انبیا]:

قال النجدی:

عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرة فرایتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت یا رسول اللّٰه انت احق ان یسجد له فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له؟ فقلت له لا فقال لا تفعلوا (اخرجہ ابوداؤد)☆

انظروا! اعتذر النبی ﷺ یمنع السجود بکونه رمة فی قبره.

ترجمہ: کہا نجدی نے: قیس بن سعد نے کہا کہ مَیں شہر حیرہ میں گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے تھے، مَیں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ بہت لائق اس کے ہیں کہ سجدہ کیا جائے آپ کو۔ فرمایا مجھ کو کیا دیکھتا ہے تو اگر میری قبر پر گزرے کیا سجدہ کرے اُس کو؟ مَیں نے کہا نہیں، فرمایا مت کرو۔ روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے دیکھو عذر کیا پیغمبر ﷺ نے سجدے کے منع سے اپنی مٹی ہو جانے کر قبر میں۔

فائدہ:

صاحب تقویۃ الایمان نے اس مطلب کو اس طرح ادا کیا:

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ ☆☆

قالوا:

ایها الملعون! کیف عبرت عن لفظ قبری بکونه رمة فی قبره و افتریت علی رسول اللّٰه ﷺ و کیفا جرأت علیه الم تسمع ما

☆ سنن ابوداؤد: کتاب النکاح /باب فی حق زوج علی المرأة/ حدیث نمبر ۲۱۴۰

☆☆ تقویت الایمان: ۵۰

قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء. ونبی اللّٰہ حی یرزق☆

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے **ملعون!** کیوں کر تو نے میری قبر کے معنی کہے کہ مَیں مٹی ہو جانے والا ہوں اور پیغمبر خدا ﷺ پر افترا کیا اور کیوں کر جرأت کی اُس پر- کیا تو نے نہیں سنا کہ فرمایا رسول اللّٰہ ﷺ نے بے شک اللہ نے حرام کیا زمین پر یہ کہ کھائے پیغمبروں کے بدنوں کو اور پیغمبر اللہ کے زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں-

[کسی کو اپنا بندہ یا مولا کہنا]:

قال النجدی:

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عباد اللّٰہ وکل نساء کم امۃ اللّٰہ ولا یقل العبد لسیدہ مولائی فان مولاکم اللّٰہ☆☆

انظروا! کیف نھی النبی من ان یقول احد لمملوک احد انہ عبدہ فکیف حال المشرکین الکاذبین الذین یسمون ابناء ھم عبدالرسول وعبدالنبی.

ترجمہ: کہا نجدی نے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ ﷺ نے ہرگز نہ کہے کوئی تم میں سے میرا عبد! میرے بندے! تم سب اللہ کے بندے ہو اور عورتیں تمہاری اللہ کی بندی ہیں اور غلام اپنے مالک کو نہ کہے میرا مولا کہ مولا سب کا اللہ ہے-

نجدی نے کہا: دیکھو کیسے منع کیا پیغمبر نے اس بات سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اُس کا عبد ہے، سو پھر کیا حال ہے جھوٹے مشرکوں کا کہ اپنے بیٹوں کا عبدالرسول عبدالنبی نام رکھتے ہیں-

---

☆سنن ابن ماجۃ: ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ و دفنہ ﷺ/ حدیث نمبر ۱۶۳۶

☆☆سنن ابی داؤد: کتاب الادب / باب لا یقول المملوک ربی وربتی / حدیث ۴۹۷۵

قالوا:

کیف تفتری علی رسول اللّٰہ ﷺ وتقول نهی من یقول احد لمملوک احد انه عبده اما تعرف الفرق بین ما قلت وبین ما قال النبی ﷺ لا یقولن احدکم عبدی فانه من باب تعلیم التهذیب لا من التحریم والتشریک. الا تعلم ان اطلاق العبد والامة شائع فی الکتاب والسنة؟

ایها الملعون! لا تعلم معانی الالفاظ ولا المحاورات ولا الحقیقة والمجاز وتقول ما تقول. اسمع قد سمی رسول اللّٰہ ﷺ محب الدرهم و الدینار عبد الدرهم وعبد الدینار ☆

ویقال لمن احسن علیه احد انه عبده. الم تسمع الانسان عبد الاحسان ویقال لمحکوم انه عبد عصاه.

ایها الشقی! کیف سمیت فی خطبة صحیفتک هذه اباک بالمولٰی وکیف خرجت من الشرک.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے نجدی! کیسا افترا کرتا ہے تو پیغمبر خدا ﷺ پر اور کہتا ہے کہ منع کیا پیغمبر نے اس سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اُس کا بندہ ہے- کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس میں جو تو نے پیغمبر پر افترا کیا اور اُس میں جو پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عبدی نہ کہے، یعنی میرا بندہ، یہ اُس میں کہاں ہے کہ کوئی کسی کے مملوک کو نہ کہے کہ اُس کا بندہ ہے؟ پیغمبر خدا ﷺ نے تہذیب اخلاق کی بات تعلیم فرمائی کہ مالک اپنے غلام کو یوں نہ کہا کرے، میرا غلام، میرا غلام، میری باندی، میری باندی کہ یہ بدخلقی ہے نہ یہ کہ حرام وشرک ہے- کیا تو نہیں جانتا کہ عبد وامۃ کا استعمال کتاب وسنت میں بھرا ہوا ہے؟-

اے ملعون! نہ تو لفظوں کے معنی جانتا ہے نہ محاورے، نہ حقیقت ومجاز اور جو چاہتا

☆ ***جامع ترمذی***:ابواب الزهد/ باب ما جاء فی عبدالدینار و عبدالدرهم/ **حدیث نمبر۲۳۷۵**

حدیث کے *الفاظ یہ ہیں*:عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ۔لعن عبدالدینار، لعن عبد الدرهم

ہے بکتا ہے- کیا تو نے نہیں سنا کہ پیغمبر خداﷺ نے درہم و دینار کے دوست کو
عبدالدرہم، عبدالدینار نام رکھا اور جس پر کوئی احسان کرتا ہے اس کو محاورے
میں کہتے ہیں اُس کا بندہ ہے- کیا تو نے نہیں سنا مثل مشہور کہ آدمی بندہ احسان کا
ہے اور محکوم کہتے ہیں کہ اُس کے عصا کا بندہ ہے- اے شقی! اسی رسالے کے
خطبے میں اپنے باپ کو کس طرح تو نے مولیٰ کہا اور تو شرک سے کس طرح بچا-

قال النجدی:

عن مطرف بن عبداللّٰہ قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللّٰہ ﷺ فقلنا انت سیدنا فقال السید ھو اللّٰہ فقلنا افضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولکم او بعض قولکم ولا یسخر منکم الشیطان.☆

ترجمہ: کہا نجدی نے: مطرف نے نقل کیا کہ مَیں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ
پیغمبر کے پاس آیا، ہم نے کہا کہ تم سردار ہو ہمارے، فرمایا کہ سردار اللہ ہے، پھر
کہا ہم نے کہ بڑے ہو ہمارے بزرگی میں اور بڑے ہو مرتبے میں، فرمایا کہ یہ
کہو یا اس کا تھوڑا اور شیطان تم سے تمسخر یہ نہ کرے-

فائدہ:

مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں اس حدیث کے بعد ظاہراً اس ضرورت سے کہ اُن کے پیر
بنائے ہوئے سید احمد صاحب مشہور تھے لکھا ہے کہ:

سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں- ایک تو یہ کہ خود مالک و مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو
اس معنی کر اللہ کے سوا کوئی سردار نہیں ہے- دوسرے یہ کہ اوروں سے امتیاز رکھتا
ہو اس معنی کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے، ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا، ہر
بزرگ اپنے مریدوں کا، ہر عالم اپنے شاگردوں کا- ☆☆

یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کا، اگر چہ سید احمد کا سید صاحب ہونا بن گیا مگر سارے اور جھوٹے
دعوے اس توجیہ سے بگڑ گئے- کیا عبد کے دو معنی نہیں ہے؟ اگر سچے ہیں تو کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ایک

☆سنن ابی داؤد: کتاب الادب/ باب فی کراھیۃ التمادح / حدیث نمبر ۴۸۰۶
☆☆تقویت الایمان: ص ۶

معنی کر درست ایک معنی کرنا درست-

شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین میں شیخ احمد قشاشی کے حال میں لکھا ہے:

شیخ احمد قشاشی وے پسر محمد بن یونس القشاشی الملقب بہ عبدالنبی ابن الشیخ احمد الدجانی ازآں جاست، بسیار بزرگ بود شیخ عبدالوہاب درطبقہ ترجمہ وے نوشتہ و شیخ یونس راعبدالنبی ازاں گویند کہ مردمان رابمز دگرفتی تا درمسجد نشیند و بر نبی ﷺ صلوات فرستند-☆

قالوا:

هـذا راجـع الـى الـخـصـوص فان اطلاق السيد على غير اللّٰه فى القرآن والحديث كثير.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ رجوع کرتا ہے طرف خصوص کے یعنی ایک معنی خاص کر منع فرمایا یا اس قوم خاص کو منع فرمایا، کیوں کہ سوا اللہ کو سید بولنا قرآن و حدیث میں بہت ہے-

[ملائکہ کس جگہ نہیں آتے؟]:

قال النجدى:

عـن عائشة قالت قال رسول اللّٰه ﷺ ان البيت الذى فيه الصور لاتدخله الملائكة (اخرجہ البخاری)☆☆

ترجمہ: کہا نجدی نے: عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ جس گھر میں صورتیں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں جاتے-

قالوا:

مـن جهة الـحرمة لا من جهة الشرك فان الملك لا يدخل بيتاً فيه كلب!☆☆☆

☆انفاس العارفین: ص۱۷۹

☆☆صحیح بخاری: کتاب البیوع ☆/ باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء / حدیث نمبر۲۱۰۵

☆☆☆صحیح بخاری: کتاب اللباس/ باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة / حدیث نمبر۵۹۶۰

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: یہ حرام ہونے کی جہت سے ہے نہ شرک کی راہ سے، کیوں کہ فرشتہ اُس گھر میں بھی نہیں جاتا کہ جس میں کتا ہوتا ہے۔

[شانِ شاہ رسلاں]:

قال النجدی:

عن عمر قال قال رسول اللّٰہ لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم فانما انا عبدہ ورسولہ (اخرجہ البخاری ومسلم)☆
وعن انس قال رسول اللّٰہ انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی التی انزلنیہا اللّٰہ تعالیٰ انا محمد بن عبداللّٰہ عبدہ و رسولہ ثبت بھذا الحدیث منع مدح محمد بغیر لفظ عبد اللّٰہ ورسولہ فکیف مشرکوا زماننا یبالغون فی مدحہ نظما ونثرا بل ادون من محمد ولا یبالون الشرک.

ترجمہ: کہا نجدی نے: عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ حد سے مت بڑھاؤ مجھ کو جیسا بڑھایا نصاریٰ نے عیسی بن مریم کو، نہیں ہوں مَیں مگر اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول۔ (بخاری ومسلم نے اس حدیث کو روایت کیا) اور انس سے ہے کہ کہا پیغمبر نے مَیں نہیں چاہتا کہ بلند کرو تم مجھ کو میرے اُس مرتبے سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دیا ہے، مَیں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول۔
نجدی نے کہا کہ ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ محمد ﷺ کی مدح سوائے لفظ عبداللہ اور رسول اللہ کے منع ہے، پھر کیا حال ہے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا کہ محمد کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں نظم ونثر میں، بلکہ محمد سے کم لوگوں کی اور شرک سے نہیں ڈرتے۔

قالوا:

ایھا الغوی! ھل رأیت احدا قال لمحمد ﷺ من مادحہ انہ ابن اللّٰہ حتی سمیتھم مشرکین والنھی انما ھو عن الرفع فوق منزلتہ

☆ صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیاء/ باب قول اللّٰہ تعالی واذکر فی الکتاب مریم/ حدیث نمبر ۳۴۴۵

وکل ما قیل فی مدحه ﷺ لا یؤدی من منزلته شیئاً فکیف الرفع؟ لکن لا تعرف ایها الملعون منزلته ﷺ ولا معنی اللفظین اللذین حکمت بالقصر علیها اعنی عبده و رسوله ولو عرفت لما جعلت مدحه شرکا شئ من معنی عبده ما قال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰن" اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ [الحجر:۴۲] وقال اللّٰہ تعالیٰ: فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ [الفجر:۳۰-۲۹] ومرتبة الرسالة تشتمل سائر کمالات الانسان حتی خلافة الرحمٰن.

ترجمہ: کہا علمائے اسلام نے: اے گم راہ! دیکھا کہ کسی نے مدح میں آں حضرت ﷺ کو ابن اللہ کہا کہ تو نے مداحوں کو مشرک کہا؟! اور آں حضرت ﷺ نے اپنے مرتبے سے اوپر بڑھانے کو منع فرمایا ہے اور جو کچھ کہ آں حضرت ﷺ کی مدح میں کہا گیا ہے آپ کے مرتبے کا بیان کچھ ادا نہیں ہوا، مرتبے سے بڑھانے کا تو کیا مذکور ہے- اے ملعون! تو آں حضرت ﷺ کا مرتبہ نہیں جانتا اور اُن دونوں لفظوں کے کہ جن پر تو نے حکم قصر کرنے کا کیا یعنی عبدہ ورسولہ، اُن کے معنی بھی نہیں جانتا، اگر جانتا تو مدح کو شرک نہ کہتا- عبدہ کے معنی سے تھوڑا اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شیطان سے کہ تجھ کو میرے بندوں پر غلبہ نہیں ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے نفس مطمئنہ سے کہ داخل ہو میرے بندوں میں- حاصل یہ کہ خصوصیت اللہ کے بندے ہونے کی بہت بڑا مرتبہ ہے، عام بندہ ہونے سے جدا، سب ادنیٰ کافر مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور وہ جو خاص اللہ کا بندہ ہوتا ہے وہ اور کچھ ہے کہ عوام میں نہیں ہے اور مرتبہ رسالت کا سارے کمالات انسان کو شامل ہے، یہاں تک کہ اللہ کی خلافت کو-

[بحث کا اختتام]:

قال النجدی:

هذا اٰخر ما اوردنا فی باب الشرک ههنا وفیه کفایة ومن شاء زیادة تفصیل فلیراجع الی کتابنا الکبیر والفصول ورسائل مفردة فی مسئلة لاهل ملتنا من الموحدین وکل ماذکرنا من

افراد الاقسام الاربعة شرک اکبر یجب النهی عنه والقتال علیه حلا و حرما کما قاتل محمد اهل مکة فان مشرکی زمانه کانوا اخف شرکا من مومنی هذا الزمان لان اولئک کانوا یخلصون اللّٰه فی الشدائد وهؤلاء یدعون نبیهم ومشائخهم فی الشدائد ولا یغتر بشیوع اقام الشرک فی الحجاز فان اصل الشرک کان فی آبائهم فرجعوا الی دین آبائهم کما نص علیه النبی ﷺ فی حدیث مسلم عن عائشة واما سائر المعاصی فیجب فیها اجراء الحدود والتعذیرات کما ورد فی الشرع خلا البدعات فانها تبع للشرک الاکبر ویتلو هذا الباب باب البدعة.

ترجمہ: کہا نجدی نے: یہ آخر اُس کا ہے کہ ہم لائے باب شرک میں اس جگہ اور اس میں کفایت ہے اور جو چاہے زیادہ تفصیل سو دیکھے بڑی کتاب التوحید کو اور کتاب فصول التوحید کو اور ایک ایک مسئلہ میں جو جدا جدا رسالے ہیں ہماری ملت کے موحدین کے اور جو ہم نے ذکر کیا چاروں قسم شرک کے فردوں کا سب شرک اکبر ہے۔منع کرنا اُس سے واجب ہے اور قتال کرنا اس پر حل وحرم میں جیسے قتال کیا محمد ﷺ نے اہل مکہ سے، کیوں کہ محمد ﷺ کے زمانے کے مشرک شرک میں ہلکے تھے اس زمانے کے مومنوں سے کہ وہ سختیوں میں اللہ سے اخلاص کرتے تھے اور یہ لوگ سختیوں میں اپنے پیغمبر و پیروں کو پکارتے ہیں اور حجاز میں جو شرک کے اقسام پھیل رہے ہیں اس سے دھوکا نہ کھایا چاہیے، کیوں کہ اصل شرک اُن کے باپوں میں تھا،سو اُنھوں نے اپنے باپوں کے دین کی طرف رجوع کیا جیسا کہ پیغمبر نے صاف کہہ دیا ہے مسلم کی حدیث میں عائشہ سے اور باقی گناہوں میں حد اور تعزیر جاری کرنا واجب ہے جیسا شرع میں آیا ہے،سوائے بدعتوں کے کہ وہ شرک کے تابع ہیں اور اس باب کے نیچے آتی ہے باب بدعت کی۔

قالوا:

تم النظر الى الباب الاول وحان العصر وقامت الصلوٰة فقاموا والنقش لاحمد الباعلوى واللفظ اكثره للشيخ عمر عبدالرسول وعقيل بن يحيى العلوى والبعض للشيخ عبدالملک وحسين المغربى ولما فرغوا من الصلوٰة رجعوا وارجعوا فى النظر الى الباب الثانى فاذا طائفة من مظلومى الطائف دخلوا المسجد الحرام وانتشر ما جرى عليهم من ايدى الكفرة واشتهرانهم لاحقون اهل الحرم وقتلهم عامدون فاضطرب الناس كانها قامت الصاخة فاجتمع العلماء حول المنبر و صعد الخطيب ابو حامد عليه وقرء عليهم الصحيفة الملعونة النجدية ومانقشت من الفاظ العلماء فى ردها و قال: ايها العلماء والقضاة والمفاتى سمعتم مقالهم وعلمتم عقائدهم فما تقولون فيهم فاجمع كافة العلماء والقضاة والمفاتى على المذاهب الاربعة من اهل مكة المشرفة و سائر بلاد الاسلام الذين جاء وا للحج وكانوا جالسين و منتظرين لدخول البيت عاشر المحرم وحكموا بكفرهم وبانه يجب على امير مكة الخروج لديهم من الحرم ويجب على المسلمين معاونته ومشاركته فمن تخلف بلا عذر يكون آثما ومن قاتلهم يصير مجاهدا ومن قتل من ايديهم يكون شهيدا فانعقد الاجماع بلا خلاف على كلمة واحدة وكتب الفتوى وختم بخواتيم كلهم فصلوا المغرب وذهبوا بها بعد الصلوة الى الشريف امير مكة المعظمة واتفق كل من بمكة على قتالهم واتباع امير مكة فى الجهاد عليهم والخروج بكرة من حد الحرم الى جهتهم واشتغل كل فى استعداده اللّٰهم انصرنا على القوم الكافرين. و اٰخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين.

ترجمہ:[کہاعلمائے اسلام نے] تمام ہوئی نظر پہلے باب میں اورعصر کا وقت آ گیا

اور نماز قائم ہوئی، سب کھڑے ہو گئے اور خط احمد باعلوی کا ہے اور عبارت اکثر شیخ عبدالرسول اور عقیل بن یحیٰ علوی کی ہے اور کچھ شیخ عبدالملک اور حسین مغربی کی- جب نماز سے فارغ ہوئے، پھرے اور دوسری بات کی طرف متوجہ ہوئے کہ ایک گروہ طائف کے ظلم رسیدہ مسجد الحرام میں آ گئی اور جو ان پر کافروں کے ہاتھ سے گزرا ظاہر ہو گیا اور مشہور ہوا کہ وہ اب آتے ہیں اور اہل حرم کی لوٹ وقتل کا ارادہ رکھتے ہیں، سب آدمی مضطرب ہو گئے گویا کہ قیامت آ گئی، سب عالم اکٹھے ہوئے منبر کے گرد اور خطیب ابوحامد منبر پر چڑھے اور نجدیہ کا رسالہ سب کو سنایا اور جو میں نے علمائے مکہ کی عبارت اس کے رد میں لکھی تھی پڑھی اور کہا اے عالموں اور قاضیوں اور مفتیوں! تم نے سنیں اُن کی باتیں اور اُن کے عقائد معلوم کیے اُن کے حق میں، کیا کہتے ہو؟ سب عالموں اور قاضیوں اور مفتیوں نے چاروں مذہب کے اہل مکہ سے اور سب اسلام کے شہروں سے جو حج کو آئے تھے اور داخلے کے انتظار میں مکہ میں تھے اجماع کیا اور حکم کیا اُن کے کفر کا اور یہ کہ امیر مکہ پر واجب ہے ان کا دور کرنا حرم سے اور مسلمانوں پر واجب ہے امیر کی مدد اور شرکت جو بے عذر رہ جائے گا گنہگار رہو گا اور جو اُن سے لڑے گا غازی ہو گا اور جو اُن کے ہاتھ سے مارا جائے گا شہید ہو گا- پس اجماع منعقد ہوا بلا خلاف اس ایک بات پر اور فتویٰ لکھا گیا اور سب کی مہریں ہو گئیں نماز مغرب کی پڑھ کر اس فتوے کو شریف کے پاس لے گئے اور جو مسلمان مکہ میں تھے سب اُن سے لڑنے پر متفق ہوئے اور اتفاق کیا کہ اُن پر جہاد میں امیر مکہ کے تابع ہیں اور صبح کو حد حرم سے نکل گئے اُن کی طرف کو اور ہر ایک سامان تیار کرنے میں مشغول ہوا- اے اللہ نصرت دے ہم کو قوم کافر پر اور آخر دعوی ہمارا یہ ہے کہ سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں کہ پالنے والا سب عالم کا ہے-

❑❑❑

خاتمہ: نجدیہ کے مکاید میں

جزئی مکائدنجدیہ کے بے شمار ہیں۔مگر اصل کلی سب مکائد کی کہ وہی بناہے اس مذہب کی ،مغالطہ دہی اور فریب وتحریف لفظی ومعنوی ہیں آیات وحدیث و روایات میں۔ مولوی اسمٰعیل نے آیات و احادیث نقل کرکرتحریف معنوی کو ایسا نجدی کے موافق برتا کہ کسی نے سارے بد مذہبوں میں سے ایسا نہیں کیا تھا کہ اول سے آخر تک ایک آیت کو اُس کے معنی صحیح پر موافق تفسیر صحیح ماثور کے آں حضرت ﷺ و صحابہ وتابعین وجمہور مفسرین سے نہ چھوڑا الا ماشااللہ اور ہر جگہ ایسے فائدے واستنباط لکھے کہ اُس آیت و حدیث سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے ، بلکہ بعض جگہ جو خود ترجمہ کیا وہی ترجمہ اُس کے فائدہ کو بے فائدہ ٹھہراتا ہے کہ یہ بات دوسری بات سے خوب ظاہر ہوگئی کہ وہ پیرو ہوئے اُس کتاب کے کہ چاروں مذہبوں کے عالموں نے عرب میں اجماع کیا اُس کے رد پر۔

اور بھی اسی باب سے ظاہر ہے کہ مولوی اسمٰعیل مخالف ہیں اپنے استاذوں کے یعنی مولوی عبدالعزیز ومولوی رفیع الدین وغیرہ کہ مولوی اسمٰعیل کے طریقے پر یعنی تقویۃ الایمان کی رو سے وہ سب تا صحابہ کافر مشرک ہوئے جاتے ہیں اور عمدہ لوگوں نے شاہ صاحب کے خاندان سے جیسے مولوی موسیٰ صاحب مرحوم اور مولوی مخصوص اللہ صاحب (مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے) اور مولوی رشیدالدین خان صاحب (شاگرد رشید) اور مولوی فضل حق صاحب وغیرہ کافہ معتمدین ومستندین نے مولوی اسمٰعیل کے روبرو تکفیر وتضلیل کی اور متعدد تحریریں کیں اور اُن سے کچھ جواب بن نہ آیا۔

[شاہ اسحاق دہلوی کی تحریفات]:

جب مولوی اسحٰق اس طریق کے امام بنے ،طریقہ اسمعیلیہ سے بہت تنزل کیا، یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل نے مطلقاً شرک وکفر لکھا مولوی اسحٰق نے اُن میں سے کسی کو مکروہ، کسی کو حرام، کسی کو مختلف فیہ لکھا، کسی میں تفصیل کی واسطے تالیف والتیام کے اور بھی اس سبب سے کہ بسبب جانشینی شاہ صاحب

کے پہلا طریقہ صریح اس کے خلاف تھا، ایک مرتبہ مخالفت کا ظاہر کرنا خلاف مصلحت ہے کہ سبب ہے وحشت عام خلقت کا ایسی مصلحتوں سے آہستہ آہستہ تنزل کیا اور قوت علم وفہم بھی چنداں نہ رکھتے تھے، مگر ایک بات میں مولوی اسمٰعیل سے بھی بڑھ گئے- مولوی اسمٰعیل صرف تحریف معنوی کے امیر المحر فین تھے، مولوی اسحاق تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونوں کے بادشاہ ہو گئے اور تحریف لفظی کی جتنی قسمیں ہیں ایک نہ چھوڑی کہ اس کے اقسام یہی ہیں کہیں عبارت میں سے کچھ دور کرنا، کہیں بڑھا دینا، کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت کرنا یعنی کسی کتاب میں ایک بات نقل کر کر رد کی ہے سو حوالہ دینا اُسی بات مردود کا کہ فلانی کتاب میں یوں لکھا ہے، کہیں نام لے دینا کتاب کا کہ اُس میں یوں ہے، حالاں کہ ایسا نہیں ہے- سو یہ سب قسمیں اُن کے کلام میں موجود اور بھی ایک کتاب میں کچھ لکھا دوسری میں کچھ، کل بساط دو کتابیں تصنیف کیں مائۃ المسائل اور اربعین مسائل اور اُن دونوں میں اختلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ کچھ دوسری جگہ کچھ- اور کیوں نہ ہو؟ نہ دیانت ہے کہ ایسے بد کاموں سے روکے، نہ علم ہے کہ تحقیق ہو سکے اور جاہلوں کا بہکانا مقدم، اب ہر ہر قسم تحریف وتصرف کی ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے-

پہلی مثال تحریف معنوی کی:

پہلے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

شرک در شرع شریک گردانیدن غیر خدا بخدا در الوہیت یا در استحقاق عبادت است فی شرح عقائد للنسفی: **الاشراک هو اثبات الشریک فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام** ☆

دیکھو کہ آپ ہی اپنے دعوے پر سند لائے حالاں کہ وہ اُس کے صاف مخالف ہے، سند میں استحقاق عبادت معنی الوہیت کے ہیں اور دعوے میں قسیم و مقابل الوہیت کے- یہ کمال جرأت ہے یا منتہائے جہالت-

دوسری مثال عبارت بیچ سے کم کرنے کی:

تیسویں سوال کے جواب میں نقل کی عبارت مرقاۃ کی:

انما حرم اتخاذ المساجد علیها لان فی الصلوٰة فیها استنان بسنة

☆ ماۃ مسائل: ص ۶-۵

الیھود و یدل علیہ قولہ ﷺ لعن اللّٰہ الیھود والنصاری الذین اتخذوا قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد. انتھٰی☆

اور اصل عبارت مرقات☆☆ میں یوں ہے:

قال ابن الملک انما حرم اتخاذ المساجد علیھا لان فی الصلوٰۃ فیھا استنانا بسنۃ الیھود انتھی وقید "علیھا" یفید ان اتخاذ المساجد بجنبھا لا باس بہ و یدل علیہ قولہ ﷺ لعن اللّٰہ الیھود والنصاری الذی اتخذوا قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد.☆☆☆

دیکھو کہ فقرہ جو مضر تھا اپنے دعوے کو اور اصل جواب تھا سوال کا اس کو بیچ میں سے اُڑا دیا اور انتہی لکھ دیا۔

تیسری مثال عبارت بیچ میں بڑھا دینے کی:

بائیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے:

فمن شاء فلینظر الی ترجمۃ الشیخ:

وعبارتہ ھکذا:

واما استمداد باہل قبور در غیر نبی یا غیر انبیا صلوات اللہ علیہم منکر شدہ اند آں را بسیاری از فقہا گویند نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا واستغفار و قائل گشتہ اند بآں بعضے از ایشان و ظاہر است کہ از فقہا آں کہ قائل بسمع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آناں کہ منکر اند آں را ایں را نیز انکار کنند و نیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل بروحانیت بندۂ مقرب درگاہ والا وگوید: خداوندا بہ برکت ایں بندہ کہ تو رحمت و اکرام کر دے اور ابر آوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آں بندۂ مقرب و مکرم را کہ ای بندہ خداوای ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدائی تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار است تعالیٰ شانہ انتہی ۔☆☆☆☆

☆ ماۃ مسائل: ص ۵۷-۵۶]

☆☆ صاحب مرقاۃ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: ص264

☆☆☆ مرقاۃ المفاتیح: کتاب الصلوۃ/ باب المساجد و مواضع الصلوۃ/ ج۲/ص۴۱۴

☆☆☆☆ اشعۃ اللمعات: ج۱/ص۳۶۱/ مأۃ مسائل: ص۳۷-۳۶

حال یہ کہ شیخ نے ترجمے میں اس بحث کو اول باب زیارت القبور میں لکھ کر وعدہ کیا تفصیل کا کتاب الجہاد پر اور کتاب الجہاد میں خوب مفصل لکھا - صاحب مأۃ المسائل نے کچھ عبارت اول کی کچھ آخر کی لے کر بیچ میں ایک فقرہ اپنی طرف سے بڑھا دیا وہ فقرہ یہ ہے:

وظاہر آں ست کہ از فقہا آناں کہ قائل بسمع وادراک میت اند قائل بجواز اند و آناں کہ منکر اند آں رااین را نیز انکار کنند

یہ فقرہ دونوں مقاموں میں نہیں ہے اور مردود ہونا قول اسحاق کا کلام شیخ سے بخوبی ظاہر ہے-

چوتھی مثال قول مردود پر اکتفا کرنے کی:

سترھویں سوال کے جواب میں لکھا ہے:

وفی شرح مشکوۃ لملا علی قاری: ذهب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع فی الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصالحين انتہی -☆

حال یہ ہے کہ مرقاۃ میں یہ عبارت احیا سے منقول ہے اور اس کے آگے بلافصل مذکور ہے:

وما تبين لی ان الامر ليس كذلك بل الزيارة مامور بها بخبر كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها والحديث انما ورد نهياً عن الشد بغير الثلثة من المساجد لتماثلها بل لا بلاد الا وفيها مساجد فلا حاجة للرحلة الی مسجد آخر واما المشاهد فلا تتساوی بل بركة زيارتها علی قدر درجاتهم عند الله ثم ليت شعری هل يمنع هذا القائل من شد الرحل لقبور الانبياء والاولياء وفی معناهم فلا يبعد ان يكون ذلك عن اغراض الراحلة كما ان زيارة العلماء فی الحيوة من المقاصد، انتهی. ☆☆

☆ماۃ مسائل: ص۲۳

☆☆مرقاۃ المفاتیح: کتاب الصلوۃ/ باب المساجد و مواضع الصلوۃ/ ج۲/ص۳۷۱

پانچویں مثال نہ ہونا نقل کا اصل میں:

اربعین کے پانچویں سوال کے جواب میں لکھا:

دفن کردن آں موہا در زمین مستحب است **کذا فی الطیبی شرح المشکوۃ**[۱]

حال یہ کہ کہتے ہیں طیبی میں یہ مذکور نہیں ہے۔

چھٹی مثال دونوں کتابوں میں اختلاف کی:

مأۃ المسائل میں بائیسویں سوال کے جواب میں استمداد کو مختلف فیہ لکھا غیر انبیا میں۔[۲]

اربعین کے چالیسویں سوال کے جواب میں لکھا:

حق آں ست کہ انکار فقہا عام است از آں کہ استمداد از قبور انبیا کنند یا از قبور غیر ایشان ہمہ جائز نیست۔[۳]

ساتویں مثال ایک کتاب میں اختلاف کی:

مائۃ المسائل میں تیسویں سوال کے جواب میں گورستان میں مسجد بنانے کے حرام ہونے کی دلیل لائے **والمتخذین علیها المساجد** [۴] اور آپ ہی انتالیسویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

در ترجمۂ شیخ عبدالحق تحت ایں حدیث مرقوم است ولعنت کردہ است رسول خدا ﷺ کسانی را کہ می گیرند قبور را مسجد یعنی سجدہ برند گان بجانب قبور بقصد تعظیم چناں کہ گذشت۔[۵]

یہ چند باتیں بطور نمونہ لکھ دیں یہی اُن کا شعار ہے کہ اور جگہ بتفصیل بیان ہو چکا ہے، فقط۔

❑❑❑

---

[۱] اربعین مسائل: ص ۶

[۲] ماۃ مسائل: عبارت یوں ہے: پس ایں مسئلہ مختلف فیہ است/ص ۳۶

[۳] اربعین مسائل: ص ۴۸

[۴] ماۃ مسائل: ص ۵۶

[۵] مرجع سابق: ص ۶۹

[حواشی از مصنف]

[۱]

صدر الشریعہ نے تنقیح میں لکھا ہے:

الفقہ معرفة النفس ما لها وما عليها [ص ۳۰] یعنی علم فقہ جاننا نفس کا ہے اُس چیز کو کہ اُس کے واسطے ہے اور جو اس پر ہے اور شرح میں (کہ توضیح نام ہے) لکھا ہے کہ یہ تعریف منقول ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور آخر قول میں لکھا کہ وہ شامل ہے اعتقادیات ووجدانیات وعملیات کو۔

فمعرفة ما لها وما عليها من الاعتقادات هی علم الكلام ومعرفة ما لها وما عليها من الوجدانيات هی علم الاخلاق والتصوف كالزهد والفقر والصبر والرضا وحضور القلب فی الصلوة ونحوذلک. ومعرفة ما لها وماعليها فی العمليات هی الفقه المصطلح فان اردت بالفقه هذا المصطلح زدت عملا علی قوله "مالها وما عليها" وان أردت مايشتمل الاقسام الثلث لم تزد. وابوحنيفه رحمه الله انما لم يزد لانه اراد الشمول [توضیح تلویح: ص ۳۳]

یعنی جاننا نفس کا اُس چیز کو کہ اُس کے واسطے ہے اور اُس پر ہے اعتقادیات سے، علم کلام ہے اور وجدانیات سے، علم اخلاق وتصوف ہے۔ جیسے زہد، صبر، رضا، حضور قلب وغیرہ اور عملیات سے، فقہ مصطلح ہے، اگر فقہ سے یہی ارادہ کرے تو عمل کی قید بڑھا دے اور اگر تینوں کو شامل کرے تو نہ بڑھاؤ اور ابو حنیفہ نے قید عمل کی نہ بڑھائی، اس سبب سے کہ ارادہ کیا شامل ہونا فقہ کا تینوں قسموں کو۔

[۲]

عبارت تفسیر عزیزی کی یہ ہے:

وچوں بندہ را تعلیم فرمودند کہ ہدایت براہ راست طلب نماید لازم آمد ذکر کسانی کہ بواسطہ آنہا راہ راست بہ بندگان رسیدہ است وبدیدن بہ اعمال وشنیدن اقوال آنہا راہ راست از غیر راہ راست متمیز شدہ والا ہر کسی از اہل مذاہب مختلفہ دعوی می کند کہ من بر راہ راستم۔ پس جماعت را

تعین باید کرد در ذہن خود کہ بیان کنندہ راہ راست باشند، ولہٰذا بیان راہ راست بایں طریق تعلیم فرمودند صراط الذین انعمت علیھم یعنی راہ کسانی کہ انعام کردۂ بر ایشاں وایں لفظ را در جای دیگر از قرآن مجید تفسیر فرمودہ اند بہ چہار فرقہ کہ انبیا وصدیقان وشہیدان وصالحان باشند- پس معلوم شد کہ راہ راست، راہِ ایں چہار فرقہ است ودر وقت مناجات با پروردگار بندہ را می باید کہ این چہار فرقہ ملحوظ نظر اجمالی سازد وراہ آنہا طلب کند چناں کہ در قرآن مجید در سورہ نساء می فرماید ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی ہر کہ اطاعت خدا و رسول خدا بجا آرد وبگفتہ آں ہر دو عمل کند پس او در راہ ہم راہ کساں می رود کہ انعام کردہ است اللہ تعالیٰ بر آنہا وآنہا چہار فرقہ اند: انبیا وصدیقان وشہیدان وصالحان- وایں گروہ نیک رفیق اند پس در اِھْدِ نا الصراط المستقیم جستن راہ حق است واز صراط الذین انعمت علیھم طلب رفیق است کہ الرفیق ثم الطریق ودر ایں جا باید دانست کہ عوام مؤمنین را رفاقت صالحان طلب باید، صالحان را رفاقت شہیدان، وشہیدان را رفاقت صدیقان، وصدیقان را رفاقت انبیا، اگر کسی از عوام مؤمنین خواہد کہ رفاقت انبیا نماید او را از رفاقت ایں سہ گروہ درجہ بدرجہ ناچاریست- چناں چہ اگر کسی رفاقت پادشاہ خواہد بدون رفاقت جماعت داری کہ او در رفاقت رسالہ داری واو در رفاقت امیری از امرائی کبار باشد ممکن نیست ولہٰذا دخول در طریق اہل اللہ و توسل بہ آنہا جستن محمود اہل اسلام شدہ ونیز باید دانست کہ چوں اصل راہ از عالم غیب بہ حضرت انبیا تعلیم فرمودہ اند واز ایشان بصدیقان واز صدیقان بشہدا واز شہدا بصالحین رسیدہ لازم آمد کہ اول معرفت انبیا حاصل شود وبعد ازاں معرفت ایں سہ گروہ دیگر تا طلب رفاقت آنہا میسر گردد-[تفسیر عزیزی: ص ۷-۶]

[۳]

شہید آں ست کہ قلب او بہ مشاہدہ متحقق باشد وآں چہ انبیا علیہم السلام باو رسانیدہ اند بہ نہجے قلب او آں را قبول کند کہ گویا می بیند ولہٰذا دادن جاں در امر دین نزد او سہل کاری باشد گو بحسب ظاہر مقتول نشدہ باشد-[تفسیر عزیزی: ص ۷]

[۴]

ونام ولی ہر چند شامل ایں ہر سہ گروہ است لیکن بیشتر ایں لفظ بر صالحان اطلاق کردہ می شود و چیزے کہ شامل ایں چہار فرقہ است یعنی انبیا وصدیقان وشہدا وصالحین از علامات آں ست کہ حضرت حق ایشاں را دوست می دارد وتکفیل رزق ایشان می فرماید بہ نہجے کہ ممتاز از سائر ناس باشد واز اعدائے خود ایشاں را محفوظ می دارد وانیس ایشاں می باشد در غربت ودر نفوس ایشاں

عزتی می دہد کہ بہ سبب آں عزت بخدمت ملوک و امرا راضی نمی شوند و ہمت ایشاں را بلندی فرماید پس راضی نمی شوند بآں کہ بقاذورات دنیا آلودہ گردند و دلہای ایشاں را منور می سازد، پس ایشاں راچیز ہا معلوم می گردد کہ غیر ایشاں از ارباب نظر و فکر بآں ترسند مگر بجہد شدید در عمر طویل وسینہ ہای ایشاں را کشادہ می سازد پس بہ محنتہای دنیا و مصیبت ہای بردن اقارب و دیگر تکلیفات وشدائد تنگ دل نمی شوند و نیز برای ایشاں ہیبتے می دہد کہ در قلوب سرکشاں و جباراں تاثیری کند و برکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشاں در ہم صحبتان ایشاں و در اولاد و نسل ایشاں و در زیارت کنندگان ایشاں پئی در پئی ظاہر می گرداند و نزد خود ایشاں را جاہی و مرتبہ می بخشند کہ دعائے ایشاں مستجاب می شود بلکہ در ہر حاجتی کہ بایشاں توسل نماید حاجت اور وا می گردد و خصوصیات و علاماتی کہ ایشاں را در عالم برزخ و مواقف قیامت و در عالم ملکوت می دہند از اں قبیل نیست کہ عوام مومنین بآں استدلال توانند کرد الا بعد از متشابہ از عوالم ۔[تفسیر عزیزی:ص۸-۷]

[۵]

ودریں جا شبہ وارد می شود کہ صراط مستقیم راہ واحد است و ایں چہار گروہ مختلف الطریق پس راہ واحد راہ ایں چہار گروہ چہ قسم می تواند شد و نیز ہر نبی وضعی و شریعتی دیگر داشت و ہر ولی اشغال و اذکار جداگانہ در طریقت معمول دارد پس باوجود کثرت طریق کہ در قول مشہور **الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق** مذکور ست وحدت راہ چہ قسم راست آید؟ جواب ایں شبہ بہ تمثیلی خاطر نشان تواں کرد و آں ،آں ست کہ طب یونانیان مثلاً راہ مستقیم علاج است و از وقت بقراط و جالینوس تا عہد علوی خان محفوظ و مسلوک باوجود آں کہ معالجات بقراط و جالینوس در زمان خود بوضعی دیگر بود و معالجات علوی خان و حکیم علی گیلانی در وقت خود بوضعی دیگر آنہا مفردات را استعمال می کردند و از تنقیہ بفصد و اسہال کمال احتراز داشتند اینہا مرکبات را از معاجین و اشربہ بکار می برند و در ہر مرض اقدام بر تنقیہ فصد و اسہال می نمایند پس معلوم شد کہ ایں قسم اختلافات و کثرتہا منافی وحدت طریق نیست و نیز بعضی از اطبائے یونانی واضع قواعد گزشتہ و بعضی مقلد آں قواعد پس ایں اختلاف نیز موجب اختلاف راہ نمی شود و در رنگ وحدت آں کہ یک قافلہ از شہرے بشہرے در یک راہ روانہ می شود بعضی از آں قافلہ تجار می باشند و بعضی حمالان و کرایہ کش و بعضی بدرقہ و پاس دار حال آں کہ ہمہ بیک راہ می روند لیکن کارہائے مختلفہ حسب خدمات و مناصب خود بعمل می آرند ہم چنیں انبیا علیہم السلام در ہمیں راہ راہبر و بدرقہ اند و صدیقان و شہیدان و صالحین مرتبہ بمرتبہ رفیق و دست کش و باربردار و پاس دار ایں ہمہ مراتب وحدت طریق از منافی و مخالفت نیست [تفسیر عزیزی:ص۲۹]

[۶]
ظاہر یہ ایک فرقہ ہے خارج اہل سنت سے۔ رجوم الشیاطین میں (جو رد ہے تحفہ اثنا عشریہ کے جواب تصنیف مرزا محمد کشمیری کا) لکھا ہے:

قولہ آں کہ بعضی از اہل سنت مانند داود ومتابعانش الخ طرفہ تماشا کہ ایں معترض راتمام عالم اہل سنت نظری آید داؤد ظاہری متابعانش راا ز اہل سنت شمر در چہ مرتبہ از سفاہت است اہل سنت اورا متروک ساختہ اند و بہ اختلال عقل وفساد عقیدہ نسبت کردہ اند چہ او منکر قیاس است وقائل بحدوث قرآن ولہٰذا امام احمد بن حنبل اورا بیش خود آمدن نداده اند وایں مشہور و معروف است کہ مذہب اہل سنت را مقابل مذہب ظاہر وظاہری گویند چناں چہ مقابل معتزلہ وجہمیہ و باطنہ وکرامیہ ونجاریہ ومنشأ غلط ایں رافضی معترض است چناں چہ سابق مکرر گزشت کہ تسنن را قیاس بر تشیع می کند خیال کہ مدار تشیع بر قول بامامت حضرت مرتضٰی ست بلا فصل باہر عقیدہ کہ باشد ہم چناں مدار تسنن بر قول خلاف خلفائی ثلثہ است باہر کہ عقیدہ کہ باشد حال آں کہ چنیں نیست بلکہ تسنن مقابل مذاہب باطلہ وعقائد فاسدہ است شروط لوازم تسنن بسیار است یکی از اں جملہ بخلافت خلفاو ثلثہ ہم است۔

[۷]

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو ایں جااست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند
[دیوان حافظ: ص۱۶۸]

حالا اقوال علمائے اہل سنت در حق داؤد ظاہری باید شنید۔
در لسان المیزان شیخ ابن حجر مرقوم است:

و قد كان داؤد اراد الدخول على الامام احمد فمنعه و قال كتب الى محمد بن يحيىٰ الذيلى فى امره وانه زعم ان القران محدث فلا يقربنى قال محمد بن حسين بن صبيح سمعت داود يقول القران محدث قال ابن ابى حاتم تفقه على الشافعى ثم ترك ذلك و نفى القياس والف فى الفقه على ذلك كتبا اشتد فيها على السلف وابتدع طريقه بخبره واهل العلم عليها و نقل و راق داود عن ابى حاتم انه قال فى داؤد ضال مضل لا يلتفت الى وساوسه و خطراته ، انتهى[لسان المیزان: ج۳/ص۷-۴۰۶]

وہر گاہ حال داؤد ومتابعانش نزد اہل سنت معلوم شد پس استشہاد ایں معترض سفید با حوال او از قبیل استشہاد تغلب مذہب خود است محتاج جواب نیست نزد عقلا وعلمائے اہل سنت ہرگز در کتب

فقہ قول اور انقل نمی کند واگر در شروح حدیث جائے نقل کردہ اند محض برائے عبرت نقل کردہ اند تا دیگراں دریں معنی احادیث خود برظاہر نمودہ ایں نسیم بادہ گوئی نکردہ باشد (رجوم الشیاطین)

شاہ ولی اللہ حجت بالغہ میں لکھتے ہیں:

والظاہری من لایقول بالقیاس ولا باثار الصحابة والتابعین کذا دود ابن جزم. [حجت اللہ البالغہ:ص ۱۶۷]

[۸]

شاہ ولی اللہ صاحب حجت بالغہ میں لکھتے ہیں:

ومنها انهم کانوا یتخذون احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون اللّٰه تعالٰی بمعنی انهم کانوا یعتقدون ان مااحله هؤلا حلال ولا بأس به فی نفس الامر وان ما حرمه هؤلاء حرام یواخذون به فی نفس الامر ولما نزل قوله تعالٰی اتخذوا احبارهم و رهبانهم الآیة. سأل عدی بن حاتم رسول اللّٰه ﷺ عن ذلک فقال کانوا یحلون لهم اشیاء فیستحلونها و یحرمون علیهم اشیاء فیحرمونها وسرذلک ان التحلیل والتحریم عبارة عن تکوین نافذ فی الملکوت ان الشیئ الفلانی یواخذ به اولا یواخذ به فیکون هذا التکوین سببا للمؤاخذة وترکها و هذا من صفات اللّٰه تعالٰی واما نسبة التحلیل والتحریم الی النبی ﷺ بمعنی ان قوله امارة قطعیة لتحلیل اللّٰه وتحریمه امانسبتهاالی المجتهدین من امته بمعنی روایتهم ذلک عن الشرع من نص الشارع او استنباط معنی من کلامه الی آخر ما قال - الاعتقاد وقوع التحریم الاول تحریما لا یحتمل النسخ لاجل انه تبارک وتعالٰی خلع علی عبد خلعة الالوهیة اوصارفانیافی اللّٰه باقیا فصارنهیه عن فعل او کراهیته ولومستوجبا لحرم فی ماله واهله فذلک مشرک باللّٰه تعالٰی مثبة لغیره غضباً وسخطاً مقدسین و تحلیلا وتحریما مقدسین. [حجۃ اللہ البالغہ:ص:۶۲]

[۹]

تقویۃ الایمان کے اول میں لکھا ہے:

اور اس زمانے میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے ہیں اور کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انھوں نے اپنی ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل

کو کچھ دخل نہ دے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اُس کے موافق ہو سو قبول کیجیے اور جو موافق نہ ہو اُس کی سند نہ پکڑے اور جو رسم اُس کے موافق نہ ہو اُس کو چھوڑ دیجیے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے، اُس کو بڑا علم چاہیے، ہم کو وہ طاقت کہاں کہ اُن کا کلام سمجھیں اور اُس راہ پر چلنا بڑے بڑے بزرگوں کا کام ہے، سو ہماری کیا طاقت کہ اُس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں، سو یہ بات بہت غلط ہے؛ اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ اُن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں، چناں چہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے: **ولقد انزلنا الیک ایات بینات و ما یکفر بها الا الفاسقون** اور بیشک اُتاریں ہم نے تیری طرف باتیں کھلی اور منکر اُس سے وہی لوگ ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں- یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں، بلکہ اُن پر چلنا نفس پر مشکل ہے؛ اس واسطے کہ نفس کو حکم برداری کرنے کے بری لگتی ہو، سو اس لیے جو لوگ بے حکم ہیں وہ اُن سے انکار رکھتے ہیں اور اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم چاہیے کہ پیغمبر تو نادانوں کو راہ بتانے کو آئے تھے- چناں چہ اللہ تعالیٰ سورۂ جمعہ میں فرماتا ہے:

هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول اُن میں سے کہ پڑھتا ہے اوپر آیتیں اُس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بے شک تھے وہ پہلے سے گم راہی صریح میں-

یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اُس نے ایسا رسول بھیجا کہ ان نے بے خبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقل مند اور راہ بہکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر، جو کوئی یہ آیت سن کر پھر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا اور اُن کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی نہیں چل سکتا، سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی، بلکہ یوں کہا چاہیے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہو جاتے ہیں اور گم راہ لوگ اُن کی راہ پر چل کر بزرگ بن جاتے ہیں- اس بات کی مثال یہ کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار، پھر کوئی اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اس کا علاج کرا اور وہ بیمار یہ جواب دے کہ اس کے پاس جانا اور اس کا علاج کروانا بڑے تندرستوں کا کام ہے، یہ مجھ سے کیوں کر ہو سکے کہ مَیں سخت بیمار ہوں، سو وہ بیمار بڑا احمق ہے اور اُس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے- اس واسطے کہ حکیم تو بیماروں کے علاج کے واسطے ہی جو تندرستوں ہی کا علاج کرے

اور اُن ہی کو اُس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کا ہے کا؟! عرض کہ جو کوئی بہت جاہل ہے اُس کو اللہ و رسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہیے اور جو بہت گنہگار ہو اُس کو اللہ و رسول کی راہ پر چلنے میں زیادہ کوشش چاہیے، جو ہر خاص و عام کو چاہیے کہ اللہ و رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اس کو سمجھیں اور اُسی پر چلیں اور اُسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں۔[تقویت الایمان:ص۲-۱]

[۱۰]

اصحاب جو ہیں ستاروں کے مانند ہیں جن کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

[۱۱]

ملا علی قاری نے مرقاۃ میں لکھا ہے:

قال القاضی وذلک ان النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملأ الاعلی ولم یبق لها حجاب فتریٰ الکل کالمشاهد بنفسها اوباخبار الملک لها وفیه سر یطلع علیه من تیسر له

[مرقاۃ المفاتیح: کتاب الصلوۃ/ باب الصلوۃ علی النبی و فضلها:ص۱۱/ ج۳]

یعنی قاضی نے کہا یہ اس طرح ہے کہ نفس پاک جب بدنی علاقے سے خالی ہوتے ہیں عروج کرتے ہیں اور ملاء اعلیٰ میں مل جاتے ہیں اور اُن کو کچھ حجاب باقی نہیں رہتا، سو کل کو دیکھتے ہیں مانند مشاہد کے آپ یا فرشتے کے خبر دینے سے اور اس میں سر ہے جس کو حاصل ہو وہ جانتا ہے۔

[۱۲]

ابن حجر نے منح مکیہ شرح منظومہ بیت لک ذات العلوم من عالم الغیب میں لکھا ہے:

من فیض (عالم الغیب) مصدر وصف به للمبالغة بمعنی اسم الفاعل ای الغائب وهو مالم یشاهدلکن بالنسبة الینا واما بالنسبة الیه فالکل من عالم الشهادة لا المقعول ای المغیب خلافاً لمن زعمه لان غاب لازم و خص بالذکر علی حد قوله تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الآیة. لان العلم به افخم واظهر ولان اکثر علوم نبینا تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والآخرین فی الحدیث المشهور ولانه تعالیٰ اختص به لکن من حیث الاحاطة والشمول لعلمه بالکلیات والجزئیات فلا ینافی ذلک اطلاع اللّٰه تعالیٰ لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیهن خمس لایعلمهن الا اللّٰه لانها جزئیات معدودات لاغیر

فانکار المعتزلة لذلک مکابرة فقد وقع للانبیاء والاولیاء من ذلک مالا یمکن عده لاسیما ما وقع لنبینا[المنح المکیۃ:ص۹۶]

ترجمہ: فیض عالم غیب سے غیب مصدر ہے وصف کیا گیا واسطے مبالغہ کے یا بمعنی اسم فاعل کے یعنی غائب، لیکن بہ نسبت ہمارے، لیکن اللہ کی نسبت بس سب حاضر ہے، نہ بمعنی اسم مفعول کے اے مغیب کے بخلاف اس شخص کے کہ زعم کرتا ہے، کیوں کہ غالب لازم ہے اور خاص کیا غیب کو ساتھ ذکر کے موافق قول اللہ برتر کے **ماکان** الخ یعنی نہیں غالب کرتا ہے اللہ اپنے غیب پر، مگر جس کو کہ برگزیدہ کرتا ہے رسول سے، کیوں کہ جاننا غیب کا بڑا ہے تعظیم میں اور ظاہر تر اور اس لیے کہ اکثر علما ہمارے پیغمبر کے متعلق تھے غیب کے ساتھ بدلیل حدیث مشہور **علمت علم** الخ کے یعنی سکھایا گیا علم اگلوں اور پچھلوں کا اور اس لیے کہ غیب خاص ہے اللہ تعالیٰ کر بروجہ احاطہ وشمول کے واسطے جاننے اللہ کے کلیات وجزئیات کے، پس یہ منافی نہیں ہے اس کے کہ اطلاع کردے اللہ اپنے بعض خواص کو اکثر مغیبات پر یہاں تک کہ اُن پانچ میں سے کہ فرمایا اُن کے حق میں پیغمبر نے پانچ ہیں کہ نہیں جانتا ہے اُن کو کوئی سوا اللہ کے، کیوں کہ وہ جزئیات ہیں۔ پس انکار معتزلہ کا اس کا دعوی بلا دلیل ہے، کیوں کہ واقع ہوا انبیا اور اولیا کو یہ اس قدر کہ نہیں ہے ممکن شمار اُس کا خاص کر ہمارے پیغمبر کو۔

اور شرح **وسع العالمین علما** الخ میں ہے:

''**علماً**''**تمییز ای وسمع علمه علوم العالمین الانس والملائکة والجن لان اللّٰه اطلعه علی العالم فعلم علوم الاولین والاخرین ماکان وما یکون** [المنح المکیۃ:ص ۳۰۵]

ترجمہ: ''علما'' تمیز ہے یعنی گھیر لیا نبی کے علم نے سب عالم کو، آدمی، فرشتے، جن اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبردار کر دیا عالم کو پس بتلا دیا علم اگلوں اور پچھلوں کا جو ہو چکا اور جو ہوگا، جیسے گزرا۔

[۱۳]

شفا قاضی عیاض میں آیہ کریمہ **لیغفرلک اللّٰه ما تقدم من ذنبک وماتاخر** کے بیان میں لکھا ہے:

قال المکی مخاطبة النبی ﷺ ههنا هی مخاطبة لامته وقیل ان النبی ﷺ لما امر ان یقول وما ادری ما یفعل بی ولا بکم بذلک الکفار فانزل اللّٰه تعالٰی لیغفرلک اللّٰه ماتقدم من ذنبک وما تاخر الایة و بمآل المومنین فی الآیة الاخری بعدها قاله ابن عباس.[الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: الفصل الثالث عشر فی الرد علی من اجاز علیهم الصغائر / ج۲/ص۳۸۳]

[۱۴]

شرح الصدور میں لکھا ہے:

حدثنا ابو اسامة عن صالح بن حيان حدثنا عبداللّٰه بن بريدة قال لقد قبض النبی ﷺ وما يعلم الروح وقالت طائفة بل علمها واطلعه عليها ولم يامره ان يطلع عليها امته وهو نظير الخلاف فی علم الساعة [شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: خاتمة في فوائد تتعلق بالروح /ص۳۱۹]

ترجمہ: کہا عبداللہ بن بریدہ نے کہ وفات پائی رسول اللہ ﷺ نے اور وہ...... جانتے تھے روح کو اور کہا ایک جماعت نے کہ سلا دیا یا اللہ نے اور خبر دار کر دیا اس پر مگر حکم نہ کیا امت کو بتلانے کا اور یہ مانند خلاف کے ہے بیچ قیامت کے یعنی بعض کہتے ہیں کہ علم قیامت کا کہ علم قیامت کا حضرت کو معلوم نہ تھا اور بعض ثابت کرتے ہیں علم قیامت کا۔

شاہ ولی اللہ نے حجۃ بالغہ میں لکھا ہے:

قال اللّٰه تعالیٰ:

ويسالونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتيتم من العلم الا قليلا وقرء الاعمش عن رواية ابن مسعود رضی اللّٰه عنه وما اوتوا من العلم الا قليلا ويعلم من هنالک ان الخطاب لليهود السائلين عن الروح وليست الاية نصا فی انه لا يعلم احد من الامة المرحومة حقيقة الروح كما يظن وليس كل ما سكت عنه الشرع لا يمكن معرفته البتة بل كثيراً ما يسكت عنه لاجل انه معرفة دقيقة لا يصلح لتعاطيها جمهور الامة وان امكن لبعضهم. [حجۃ اللہ البالغہ :ص۱۷]

[۱۵]

ابن حجر نے منح مکیہ شرح منظومہ ''سدتم الناس الخ'' میں لکھا ہے:

و دليل الاول اعنی السيّادة من حيث النسب الذی هو اشرف الانساب آية المباهلة قال بعض محققی المفسرين فيها لا دليل اقوی من هذا علی فضل علی و فاطمة وابنيهما ای لانها لما نزلت دعاهم فاحتضن الحسين واخذ بيد الحسن ومشت فاطمة خلفه وعلی خلفهما فعلم انهم المراد من الاية وان اولاد فاطمة وذريتهم يسمون ابنائه وينسبون اليه نسبة حقيقية نافعة فی الدنيا والاخرة ويدل علی ذلک ما صح انه ﷺ خطب فقال ما بال اقوام يقولون ان رحم رسول اللّٰه ﷺ لا تنفع قومه يوم القيامة بلی واللّٰه ان

رحمی موصولة فی الدنیا والاخرة (الحدیث)[المنح المکیۃ:ص۵۳۹]
ترجمہ: اور دلیل پہلی کی یعنی سیادت من حیث نسب کی کہ وہ اشرف انساب ہے، آیۃ مباہلہ ہے- کہا بعض محققین مفسرین نے اس آیت میں کہ نہیں ہے کوئی دلیل قوی تر اس سے اوپر بڑائی فاطمہ اور علی اور اُن کے دونوں بیٹوں کی- یعنی جب اُتری یہ آیت بلایا حضرت ﷺ نے ان کو، پس بغل میں لیا حسن کو اور ہاتھ پکڑا حسین کا اور چلیں فاطمہ پیچھے حضرت ﷺ کے اور علی پیچھے فاطمہ- پس معلوم ہوا کہ یہی لوگ ہیں مراد آیت کی اور یہ کہ اولاد فاطمہ کی اور اُن کی اولاد نام رکھی جاتی ہیں نبی کی اولاد اور نسبت کی جاتی ہیں طرف اصل کے نسبت حقیقی نافع دنیا اور آخرت میں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ جو صحیح ہوا کہ نبی ﷺ نے خطبہ پڑھا، پس فرمایا کیا حال ہے اُن قوموں کا کہ کہتے ہیں یہ کہ رحم رسول اللہ ﷺ نفع نہ دے گا اُن کی قوم کو دن قیامت کے- ہاں قسم اللہ کی! بہ تحقیق رحم میرا ملا ہوا ہے دنیا اور آخرت میں-

اور بعد چند سطر کے لکھا:

ودلیل الثانی اعنی النظر الی السیادة بالتقوی ما صح انه لما نزل قوله تعالی وانذر عشیرتک الا قربین دعا ﷺ جمیع بطون قریش فعم وخص وقال لکل لا اغنی عنکم من الله شیئاً غیر ان لکم رحما سابلهابلالهاای سأصلها بصلتها ومعنی ذلک انه لایملک لاحد نفعا ولا ضرا لکن الله یملکه نفع اقاربه بل وامته بشفاعته الخاصة والعامة. [مرجع سابق:ص۵۴۰]
ترجمہ: اور دلیل دوسری یعنی سیادت من حیث التقوی کی وہ روایت صحیح ہے کہ جب اتری آیت وانذر الخ یعنی ڈراؤ اپنے قبیلوں............اپنے کو بلایا حضرت نے سب قبائل قریش کو، پس عام کیا پھر خاص کیا اور فرمایا سب سے نہیں بے پروا کرتا ہوں تم سے اللہ سے کچھ سوا اِس کے واسطے تمہاری رحم ہے اسے پہنچائے گا اس کو بسبب قرآن کے اور معنی یہ ہیں کہ نہ مالک ہوتا خود پیغمبر کسی کے نفع کا یا نقصان کا مگر اللہ مالک کر دیتا ہے نفع اقربا بلکہ ساری امت کا ساتھ شفاعت خاصہ اور عامہ کے-

❑❑❑

حواشی از مرتب

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

سراج الہند حجۃ اللہ حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ولادت ۱۱۵۹ء کو ہندوستان کے ایک مشہور ترین گھرانے خاندان ولی اللہی میں ہوئی، جس کے آپ سچے وارث و جانشین تھے- تاریخی نام ''غلام حلیم'' ہے- آپ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے ہیں- والد ماجد کے بعد اپنے خاندان میں آپ کو نمایاں اور مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس کی بنیاد پر آپ کو بجا طور پر فخر خاندان ولی اللہی کہا جاسکتا ہے- نسباً آپ کا شجرہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے- مذہباً حنفی تھے جب کہ آپ کے مشرب کے بارے میں کمالات عزیزی میں مرقوم ہے کہ آپ کو عالم رؤیا میں براہ راست حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شرف بیعت حاصل تھا، تاہم آپ علی حسب المراتب لوگوں کو سلسلہ قادریہ، چشتیہ اور نقش بندیہ تینوں میں بیعت فرماتے تھے- مولانا نوراللہ کی صاحب زادی سے آپ کا نکاح ہوا، جن سے تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور تینوں شاہ صاحب کی حیات میں ہی وفات پا گئیں- شاہ صاحب نے جملہ علوم وفنون والد ماجد سے حاصل کیے، جب کہ والد ماجد کی وفات کے بعد بعض کتب حدیث کی سند شاہ محمد عاشق پھلتی سے حاصل کی اور دیگر علوم اپنے خسر مولانا نوراللہ بڑھانوی اور مولانا محمد امین کشمیری سے اخذ کیے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خلفا میں شامل تھے- فقہ حنفی کی نشریات میں آپ کے گھرانے کو امتیازی مقام حاصل ہے- اپنے زمانے کے بڑے مفسر، محدث، مناظر اور صاحب کشف بزرگ تھے- آپ کے تلامذہ کی فہرست دیکھی جائے تو بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ درس وتدریس میں آپ خداداد صلاحیت کے حامل تھے-

علامہ فضل حق خیرآبادی، مفتی صدرالدین آزردہ، خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول مارہروی، مفتی الٰہی بخش کاندھلوی، مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی، مولانا عبدالحئی بڈھانوی، مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کے علاوہ کثیر نامورانِ ہند آپ کی درس گاہ کے فیض یافتہ ہیں-

کمالات عزیزی میں مرقوم ہے:

> اپنی تمام عمر کو آپ نے دینی کاموں میں صرف کیا ہے- ہمیشہ درس وتدریس وافتا اور فصل خصومات اور وعظ و پند اور تربیت وتکمیل شاگرداں میں مصروف رہتے تھے- ہندوستان میں علم وعمل کی

ریاست کا سکہ آپ کے بھائیوں پر ہی ختم ہے- خاص ہندوستان اور دوسروں ملکوں میں بھی ایسا کوئی نظر نہیں آتا جسے مسند تلمذ یا استفادۂ ظاہری و باطنی اس خاندان سے نہ ہو یا اسے باعث افتخار نہ جانتا ہو-(ص ۸)

علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپ کی مہارت و دسترس کا اندازہ آپ کی تصنیفات سے بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے-تفسیر و حدیث،فقہ وافتا،عقائد وفرق اور تصوف وارشاد غرض کہ ہر فن میں آپ کی تصنیف موجود ہے-

چند کتب کے نام اس طرح ہیں:

تفسیر فتح العزیز معروف بہ ''تفسیر عزیزی'' (سورۂ بقرہ اور آخر کے دو پاروں کی تفسیر)،سر الشہادتین،بستان المحدثین،تحفہ اثناعشریہ،عجالہ نافعہ،السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل،عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس،ملفوظات شاہ عبدالعزیز،وسیلہ نجات،فتاوی عزیزیہ،نظام العقائد،میزان الکلام،میزان البلاغۃ،تحقیق الرویاء،مایجب حفظہ للناظر،سیر الجلیل،حاشیہ میر زاہد،حاشیہ میر زاہد ملا جلال،حاشیہ میر زاہد شرح مواقف،حاشیہ شرح ہدایت الحکمت،حاشیہ صدرا وغیرہ-

شاہ صاحب کی تصنیفات کے کئی قلمی نسخے کتب خانہ قادریہ،بدایوں کے شعبہ مخطوطات کی زینت ہے-

شاہ صاحب کا وصال ۱۲۵۹ھ کو دہلی میں ہوا اور وہیں پر اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے-

تفصیل کے لیے دیکھیں:

تذکرہ علمائے ہند،حدائق الحنفیہ،مقدمہ فتاوی عزیزیہ،کمالات عزیزی،نزہۃ الخواطر،شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان

....

مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی

شاہ عبدالقادر دہلوی خاندان ولی اللہی کے چشم و چراغ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحب زادے ہیں- ۱۱۶۷ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے- انتہائی نیک اور شریف النفس بزرگ تھے-علم شریعت اپنے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ محمد عاشق پھلتی سے حاصل کیا جب کہ اخذ طریقت شیخ عبدالعدل دہلوی سے کیا اور ان ہی سے شرف بیعت حاصل کیا-حکیم محمود احمد برکاتی نے مقالات طریقت کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ''۳۰ر سال اکبرآبادی مسجد کے ایک حجرے میں رہے، ہفتے میں ایک روز (چہارشنبے) کو شاہ عبدالعزیز اور دوسرے اعزہ سے ملنے مسجد سے مکان آیا کرتے تھے-(ص۱۱۲)

صاحب نزہۃ الخواطر نے آپ کے خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ پر نزول قرآن ہو رہا ہے،اس واقعے کا ذکر انھوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کیا-آپ نے فرمایا کہ خواب تو سچا ہے،مگر وحی کا زمانہ منقطع ہو گیا- پھر تاویل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تمہیں خدمت قرآن کی توفیق عطا فرمائے گا- چناں چہ آپ نے اردو زبان میں سب سے پہلے قرآن کا ترجمہ ''موضح القرآن'' کے نام سے کیا-۶۳ر سال کی عمر میں ۱۲۳۰ھ کو وصال ہوا-ایک صاحبزادی یادگار چھوڑی-

تفصیل کے لیے دیکھیں:
شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان، تذکرہ علمائے ہند، ابجد العلوم، حدائق الحنفیہ، نزہۃ الخواطر،

....

امام نووی

محی الدین یحییٰ بن شرف نووی شافعی فقہ وحدیث سے مشہور ومعروف ہیں- آپ کی ولادت سیر یا کے نوا نامی علاقے میں ۶۳۱ھ کو ہوئی- دمشق میں تعلیمی مراحل طے فرمائے اور وہیں پر عمر کا زیادہ تر حصہ تصنیف وتالیف میں بسر فرمایا- امت کے لیے اپنی قلمی خدمات کا ایک قیمتی ذخیرہ یادگار چھوڑا- آپ کی کتابیں عوام وخواص میں کافی مقبولیت کی حامل ہیں- متعدد موضوعات پر آپ کی اربعینات موجود ہیں، جب کہ منہاج (شرح صحیح مسلم) آپ کی سب سے مشہور کتاب ہے- ۶۷۶ھ کو نوا میں ہی آپ کا وصال ہوا-
الاعلام: ج ۸/ص ۱۵۰-۱۴۹

....

محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی

محقق علی الاطلاق راس المحد ثین حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شخصیت محتاج تعارف و بیان نہیں- حضرت شیخ کی ولادت باسعادت محرم ۹۵۸ھ میں ہوئی- ''شیخ اولیاء'' تاریخ ولادت قرار پائی- والد کا نام سیف الدین ہے- حضرت شیخ کے جدِ اعلیٰ آغا محمد ترک، سلطان علاء الدین خلجی کے دور میں بخارا ترک کر کے دہلی سکونت پذیر ہوئے تھے- والد ماجد سے قرآن شریف پڑھنے کے بعد تمام درسیات وعلوم متداولہ کی تکمیل مولانا محمد مقیم اور دیگر علمائے ہند سے فرمائی- غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بے لوث محبت وعقیدت رکھتے تھے اور فنا فی الغوث کے مقام پر فائز تھے- چناں چہ سلسلہ قادریہ میں اپنے والد ماجد سے شرفِ بیعت حاصل کیا، نیز والد ماجد کے ایما پر حضرت سید موسیٰ قادری پاک شہید (ملتان) سے بھی اخذ فیض فرمایا، اس کے علاوہ حضرت غوث اعظم کے باطنی اشارے پر حضرت خواجہ باقی باللہ سے بھی دولت بیعت حاصل کی-

شعر وسخن کا اعلیٰ ذوق خاندانی ورثے میں پایا تھا، اس لیے شعر بھی خوب کہا کرتے تھے، لیکن اب تک آپ کے کسی بھی دیوان تک رسائی نہیں ہوسکی، اب تک نایاب ہے-

بچپن سے ہی یادِ الٰہی میں مستغرق ومحو رہا کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جب آپ ۲۲/ برس کے ہوئے تو تمام اقارب واعزا سے قطع تعلق کر کے حرمین شریفین کے لیے روانہ ہوئے- دوران سفر ہی کئی بزرگوں سے اکتساب فیض بھی فرمایا، جن میں حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتی کا نام قابل ذکر ہے- حج وزیارت سے فراغت کے بعد ایک لمبے عرصے تک مکہ ومدینہ میں مقیم رہ کر حضرت شیخ عبدالوہاب متقی، قاضی علی بن جار اللہ، شیخ احمد بن محمد مدنی اور شیخ حمید الدین مہاجر سندھی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور علم حدیث میں یگانۂ عصر ہوئے- ۹۹۹ھ میں عام اجازت وخلافت حاصل کر کے اپنے استاذ شیخ عبدالوہاب متقی کے حکم پر ہندوستان مراجعت فرمائی-

حضرت شیخ کے سلسلے میں تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ ہندوستان میں با قاعدہ علم حدیث کی بنیاد آپ نے ہی ڈالی- چناں چہ آپ نے علم حدیث پر درجنوں کتابیں اور شروحات قلم بند فرمائی اور مختلف علوم وفنون میں سیکڑوں ضخیم و نایاب کتابوں کا ذخیرہ امت کے لیے یادگار چھوڑا- تفسیر و حدیث، فقہ وتصوف، ارشاد وسلوک، عقائد ومعاملات، تاریخ و سیر، منطق وفلسفہ، بیان ومعانی اور آداب واخلاق ہرفن میں آپ کی معرکۃ الآرا کتب صدیاں گزرنے کے بعد بھی دعوت مطالعہ دے رہی ہیں- آپ کی ساری تصانیف کا ذکر جناب خلیق نظامی نے اپنی کتاب میں کیا ہے، جب کہ حضرت شیخ نے بھی اپنی کتاب ''قلب الالیف بذکر فہرس التوالیف'' میں ساری تصانیف ورسائل کے نام شمار کرائے ہیں-

اخبار الاخیار میں حضرت شیخ نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میں نے ساری زندگی اکتساب علم اور خدمت دین میں گزار دی اور متعدد کتب و رسائل بھی تصنیف کیے، مگر ان سب کے باجود مجھے اس بات کا وثوق نہیں کہ رب تعالی میری بخشش فرمائے گا، تاہم مجھے اپنی عمر عزیز میں ایک عمل ایسا نظر آتا ہے جس سے مجھے امید قوی ہے وہ رب کی بارگاہ میں مقبول ہوگا- وہ عمل یہ ہے کہ میں ہر سال بارھویں کے موقع کے انتہائی اخلاص ومحبت کے ساتھ محفل میلاد منعقد کرتا ہوں- (تلخیص) اس واقعے سے اس بات کی طرف واضح طور پر نشان دہی ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ معمولات اہل سنت پر نہ صرف مضبوطی سے قائم تھے، بلکہ اس کی ترویج واشاعت میں بھی سرگرم تھے- ساتھ ہی اس بات سے آپ کے اخلاص فی الدین اور للّٰہیت وخشیت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے-

۹۲ رسال کی طویل عمر میں ۱۰۵۲ھ کو دہلی میں علم وفضل کا یہ آفتاب غروب ہوا اور دہلی میں ہی آپ کی آرام گاہ بنی- آج آپ کی درگاہ مہرولی میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے آستانے سے کچھ دوری پر زیارت گاہ عام وخاص ہے-

تفصیل کے لیے دیکھیں:

مزارات اولیائے دہلی، تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، اخبار الاخیار، حیات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی،

....

ابن عبدالوہاب نجدی

محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان تمیمی نجدی کی ولادت ۱۱۱۵ھ میں عیینہ میں ہوئی جو نجد کہلاتا ہے- کچھ عرصہ نجد میں رہنے کے بعد حجاز روانہ ہوا اور مدینہ شریف میں ایک زمانے تک قیام کر کے وہیں پر تعلیم حاصل کی- پھر شام وبصرہ کا سفر کر کے دوبارہ نجد لوٹا اور پھر یہیں سے ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی، جس کا خلاصہ کتاب ہذا میں بیان کیا گیا ہے- (اعاذنا اللہ من ذلک) بدنام زمانہ کتاب ''کتاب التوحید'' کے علاوہ بھی متعدد کتب و رسائل تصنیف کیے- ۱۲۰۶ھ کو اس جہاں سے رخصت ہوا-

دیکھیے: الاعلام: ج ۶/ص ۲۵۷

....

شاہ اسماعیل دہلوی

شاہ اسماعیل دہلوی تیرھویں صدی ہجری کی ایک انتہائی متنازع اور مختلف فیہ شخصیت کا نام ہے- شاہ صاحب، مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سب سے چھوٹے صاحب زادے شاہ عبدالغنی دہلوی کے بیٹے ہیں- ولادت ۱۱۹۳ھ کو پھلت میں ہوئی- بچپن میں والد کے وصال ہو جانے کے بعد اپنے چچا شاہ عبدالقادر دہلوی کی تربیت میں رہے اور ان ہی سے درسیات بھی پڑھتے رہے، ساتھ ہی شاہ رفیع الدین دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بھی اکتساب علم کیا- ۱۶/ سال کی عمر میں تمام درسیات سے فارغ ہو جانے کے ایک عرصے بعد سید احمد رائے بریلوی سے بیعت حاصل کی اور ۱۸۲۲ء میں فریضہ حج ادا کیا-

سید صاحب کی نام نہاد تحریک جہاد میں شاہ صاحب رکن رکین کی حیثیت رکھتے تھے، بلکہ سید صاحب کا نائب اور خلیفہ کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا- چناں چہ تحریک بالاکوٹ میں سید احمد رائے بریلوی کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب بھی مئی ۱۸۳۱ء کو قتل کر دیے گئے-

سید احمد رائے بریلوی کی تحریک میں اہم رول ادا کرنے کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اپنے خاندانی عقائد و نظریات سے بغاوت کر کے ہندوستان میں ایک نئے فتنے کی بنیاد ڈالی اور کتاب التوحید کے باطل و مفسد افکار و نظریات کی نشریات میں قائدانہ کردار ادا کیا- اس سلسلے میں شاہ صاحب کی مصنفہ کتاب ''تقویت الایمان'' اساسی حیثیت رکھتی ہے- اس کتاب کی اشاعت کے بعد ہندوستان میں ایک بڑا فتنہ راہ پا گیا جس کے مضر اثرات اب تک باقی ہیں-

شاہ صاحب کی کتاب تقویت الایمان کی تردید میں سب سے پہلے لکھی جانے والی تین کتابوں میں سے ایک کتاب ''ہدایۃ الاسلام'' ہے، جو بانی خانقاہ قادریہ مجیدیہ شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی نے تصنیف کر کے تحفظ ناموس رسالت اور صیانت عقائد اہل سنت کا اولین فریضہ ادا کیا- اگر چہ یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ نہ ہونے کی بنا پر اب تک پردۂ خفا میں ہے، لیکن ان شاء اللہ تاج الفحول اکیڈمی مستقبل میں اس کی اشاعت کا عزم مصمم رکھتی ہے- اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ قادریہ بدایوں میں موجود ہے-

پھر اس کے بعد علامہ فضل حق خیر آبادی نے تقریر اعتراضات بر تقویت الایمان تحریر فرمائی اور یہیں سے مسئلہ امتناع نظیر، امکان کذب باری اور مسئلہ شفاعت جیسی بحثوں کا آغاز ہوا اور علامہ نے بحث کا اختتام اپنی معرکۃ الآرا کتاب تحقیق الفتوی پر فرمایا اور شاہ صاحب کی تکفیر کی- علامہ کی تحقیق الفتوی پر اس زمانے کے نامور علما کے ساتھ ساتھ خود شاہ صاحب کے سگے رشتہ داران مولانا مخصوص اللہ دہلوی اور مولانا شاہ موسی دہلوی کے بھی تائیدی دست خط موجود ہیں-

کل ملا کر شاہ صاحب کی زندگی کا کل اثاثہ سید احمد رائے بریلوی کی تحریک جہاد میں شرکت اور ہندوستان میں مختلف فتنوں کی بنیاد ہے- تاہم شاہ صاحب نے مذکورہ کتاب کے علاوہ کچھ اور کتابیں بھی تصنیف کیں، مگر ان کا حال بھی گزشتہ کتاب سے کچھ کم نہیں- چند کتب کے نام یہ ہیں:

صراط مستقیم، ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح، منصب امامت، امکان نظیر و امتناع نظیر، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، رسالہ یک روزی، مثنوی سلک نور، رسالہ بے نمازاں وغیرہ۔

تفصیل کے لیے دیکھیں:

تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، تقویت الایمان، خیر آبادیات، تحریک جہاد اور برٹش گورنمنٹ۔

....

مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شیخ الاسلام، فخر المحدثین، مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہندوستان کی علمی وادبی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جہاں سے تمام اصاغر واکابر ہند نے فیض پا کر دنیا بھر کے کونے کونے میں دین وسنیت کی آبیاری کی۔ شاہ صاحب کی ولادت ۴؍شوال ۱۱۱۴ھ کو دہلی میں ہوئی۔ انفاس العارفین میں روایت ہے کہ آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم دہلوی کو خواب میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ نے بشارت دی کہ تمہیں ایک بیٹا ہوگا، اس کا نام میرے نام کے مطابق قطب الدین رکھنا، چناں چہ آپ کے نام کے ساتھ "قطب الدین" کا الحاق بھی کیا جاتا ہے۔[مفہوم از انفاس العارفین: ص ۴۴]

صغر سنی سے ہی انتہائی ذہین وفطین تھے۔ شاہ عبدالعزیز اپنے ملفوظات میں کہتے ہیں کہ "مثل والد ماجد صاحب حافظہ ندیدہ ام مگر شنیدہ"۔ تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی۔ تقریباً چودہ سال کی عمر میں درسیات سے فراغت حاصل کر کے درس وتدریس کی اجازت حاصل کر لی اور ازدواجی زندگی کا آغاز بھی فرمادیا۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد مسند تدریس کو زینت بخشی۔ دیگر تمام فنون متداولہ کے علاوہ حدیث میں خاصہ درک وکمال رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب ۱۱۴۳ھ میں آپ اپنے ماموں شیخ عبیداللہ بارہوی اور شاہ محمد عاشق پھلتی کی معیت میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو قریب چودہ ماہ وہاں قیام کر کے علمائے حرمین سے حدیث میں تلمذ حاصل کیا اور لوٹتے وقت اپنے استاذ سے کہنے لگے کہ "میں نے فن حدیث کے علاوہ جو کچھ بھی سیکھا تھا ان سب کو بھول گیا ہوں"۔[ملفوظات عزیزی]

شاہ صاحب نے اپنی عمر عزیز کے ۱۲؍سال درس وتدریس میں گزارے، بقیہ ساری عمر تصنیف وتالیف میں بسر کی اور امت کے لیے عظیم وضخیم علمی سرمایہ یادگار چھوڑا۔ تقریباً تمام علوم وفنون میں آپ کی شاہ کار تصانیف موجود ہیں جو آپ کے رسوخ فی العلم کا پتہ دیتی ہیں۔ مزید یہ کہ یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ اپنے اپنے فن کا ماہر شاہ صاحب کی کتابیں پڑھنے کے بعد آپ کی امامت تسلیم کرنے میں تامل نہیں کرتا۔ شاہ صاحب کی شخصیت کا یہ پہلو ان کو تمام متقدمین ومتاخرین اور معاصرین واقران میں امتیازی مقام عطا کر دیتا ہے۔

شاہ صاحب کی تصانیف کی تعداد کا اب تک صحیح پتہ نہیں چل سکا، بہت سی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کا ذکر مختلف سیر کی کتب میں ملتا ہے، جن کی تعداد ۶۰؍ سے متجاوز ہے۔ تاہم مشہور ترین کتب کچھ اس طرح ہیں: تفسیر فتح الرحمٰن، حجۃ اللہ

البالغہ، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، انفاس العارفین، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، فیوض الحرمین، عقد الجید، الفتح الخبیر، الدر الثمین، تراجم ابواب البخاری، ازالۃ الخفا، سرور المحزون، القول الجلی (ملفوظات) وغیرہ-

یوں تو آپ کے والد ماجد نے اپنے مرض الموت میں سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ میں آپ کو بیعت کر کے 'یدہ کیدی'' کہہ کر خلافت سے بھی سرفراز کیا تھا، مگر آپ کے باطنی کشف ومراقبات پڑھنے کے بعد یہ کہنا آسان ہے کہ آپ کو تمام سلاسل کے بزرگوں سے براہ راست اکتساب فیض کا موقع نصیب ہوا- چناں چہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اور انفاس العارفین کے علاوہ آپ کے ملفوظات ''القول الجلی فی مناقب الولی'' اس پر بین دلیل ہے- ۲۹ر محرم ۱۱۷۶ھ کو شاہ صاحب کا وصال ہوا ''او بود امام اعظم دیں'' اور ''ہائے دل روزگار رفت'' سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے-

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ شاہ صاحب ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، اس لیے جب ہم شاہ صاحب کے حوالے سے سوانحیات کا خاکہ تیار کرتے ہیں تو آپ کی سیرت وتذکرے پر لکھی گئیں کثیر کتب ہمارے سامنے آتی ہیں-
حکیم محمود احمد برکاتی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان'' میں ایسی کتابوں کی ایک لمبی فہرست رقم کی ہے، مزید آگاہی کے لیے ان کتابوں سے سے استفادہ کیا جا سکتا ہے-
تفصیل کے لیے دیکھیں:
انفاس العارفین (الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف)، تذکرہ علمائے ہند، ابجد العلوم، ملفوظات عزیزی، کمالات عزیزی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، نزہۃ الخواطر، القول الجلی فی مناقب الولی، حدائق الحنفیہ، آثار الصنادید-

....

سید احمد رائے بریلوی

سید احمد رائے بریلوی تیرھویں صدی ہجری کا ایک تاریخی نام ہے، جس کے سلسلے میں اکثر تاریخ وسوانح نگار اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ سید صاحب ایک عظیم داعی ومصلح اور شیخ طریقت ومرشد شریعت تھے، اگر چہ یہ بات معاصر مآخذ اور مستند مراجع کی طرف رجوع نہ کرنے اور ان تک دست رس نہ ہونے کی بنیاد پر وجود میں آئی- سید صاحب تکیہ رائے بریلی میں صفر ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے- والد کا اسم گرامی سید محمد عرفان ہے- رسم تسمیہ خوانی کے بعد ابتدائی تعلیم وتربیت کے معاملات انتہائی پریشان کن اور نازک رہے- سید صاحب ہزار کوشش کے باوجود بھی کچھ یاد نہیں کر پاتے تھے جس کی وجہ سے ان کا کند ذہن ہونا لوگوں میں مشہور ہو گیا تھا- (حیات طیبہ) ان کی اس غباوت کی بنیاد پر اساتذہ سمیت والد اور بڑے بھائی سید اسحاق رائے بریلوی بھی کافی رنجیدہ خاطر ہوتے- (نزہۃ الخواطر) بعد میں تعلیم وتعلم سے کنارہ کشی کر کے سید صاحب کھیل کود میں مشغول ہو گئے- (سیرت سید احمد شہید)

جب عمر ۱۸ر سال کی ہوئی تو ذریعہ معاش تلاش کرنے کے لیے لکھنؤ نکل پڑے، مگر اس میں بھی حسب سابق ناکامی ونامرادی ہاتھ آئی تو وہاں سے سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز کی خدمت میں دہلی پہنچ گئے- وہاں پر بھی اپنی غباوت کی بنیاد پر تحصیل علم سے قاصر رہے تو شاہ صاحب نے انھیں پڑھائی چھوڑنے کا مشورہ دیا (امیر الروایات) اور شاہ عبد القادر

کے حوالے کر دیا، چناں چہ شاہ عبدالقادر اکبری مسجد میں ان کو درس دینے لگے- دہلی میں ہی قیام کے دوران سید صاحب نے شاہ عبدالعزیز سے بیعت حاصل کر لی- (نزہۃ الخواطر) حتی کہ دہلی میں تقریباً چار سال گزار کر وطن کو مراجعت کی اور رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے-

پھر ذریعہ معاش کے حصول کی خاطر ایک لالچی اور جنگ جو حکمراں امیر خان کی فوج میں شامل ہو گئے- (وقائع احمدی) کچھ نامناسب حالات کی بنیاد پر امیر خان کی فوج منتشر ہو گئی تو سید صاحب دہلی آ کر مسجد اکبری میں مقیم ہوئے اور پیری مریدی کا سلسلہ دراز کیا، اسی اثنا میں عبدالحئی بڑھانوی اور شاہ اسماعیل دہلوی خصوصیت کے ساتھ سید صاحب کے مریدین کی فہرست میں شامل ہوئے، جب کہ صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ صاحب کے خاندان کے مزید افراد کے مرید ہونے کا بھی ذکر کیا ہے-

پھر سید صاحب نے اپنے معاونین وانصار کی معیت میں پھلت، لوہاری، سہارن پور، گڈھ مکتیسر، رام پور، بریلی، شاہ جہاں پور شاہ باد کے علاوہ مختلف مقامات پر دورۂ تبلیغ وارشاد کیا- دورے سے لوٹنے کے بعد اپنے وطن لوٹ کر ایک عرصہ قیام کرنے کے بعد لکھنؤ گئے اور نہر گومتی پر اپنے اصحاب کے ساتھ قیام کر کے اپنے سلسلہ ارادت کو مزید وسعت بخشی- پھر وطن لوٹنے کے بعد تقریباً ساڑھے سات سو مریدین کے ہمراہ ۱۲۳۷ھ میں سفر حجاز کیا اور فریضہ حج ادا کر کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد پھر واپس وطن مالوف لوٹ آئے- (نزہۃ الخواطر)

سوانح احمدی میں مذکور ہے رامپور کے دورۂ تبلیغ کے دوران وہاں کچھ افغانی عورتوں نے سید صاحب کے سامنے سکھوں کے ظلم وتشدد اور بربریت کے دردانگیز واقعات سنائے تو سید صاحب کے دل ودماغ پر اس کا کافی گہرا اثر ہوا اور انھوں نے سکھوں کے خلاف جہاد کرنے کا عزم مصمم کر لیا- چناں چہ سفر حج سے واپسی کے بعد سکھوں کے خلاف باقاعدہ جہاد کرنے کی عام دعوت دی اور ۵۰۰/اعوان وانصار کے ہم راہ سرحد کی جانب ہجرت کر لی- وہاں پہنچ کر سکھوں کے خلاف پہلا حملہ مقام اکوڑہ میں کیا اور اس کے بعد لگاتار سکھ شکست کھانے لگے- (ملخصا از سوانح احمدی) اسی دوران سید صاحب کو مسلمانوں کی امامت کا منصب بھی ہاتھ آیا اور جمعہ کے خطبے میں ان کا نام بھی پڑھا جانے لگا، اس طرح سے وہ خود ساختہ امیر المؤمنین بھی بن گئے- (وقائع احمدی) بس یہیں سے اس تحریک جہاد میں خلل واقع ہو گیا اور سید صاحب کے دباؤ اور سخت اقدامات کی بنیاد پر سرحد کے مسلمان ان سے متنفر ہونے لگے اور رفتہ رفتہ حالات ایسے خراب ہوئے کہ مقامی مسلمانوں نے سید صاحب کے رفقا ومعاونین سے ۹/جنگیں کی- آخر کار اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرحدی مسلمانوں نے سکھوں کی معاونت ومشارکت سے سید صاحب کے خلاف بالاکوٹ میں مئی ۱۸۳۱ھ کو جنگ کی اور سید صاحب سمیت ان کے رفقا ومعاونین کو قتل کر ڈالا اور اس طرح سید صاحب کے ساتھ ساتھ ان کی تحریک کا بھی خاتمہ ہوا-

سید صاحب اور ان کی تحریک جہاد کے حوالے سے ہمارے معاصر محقق ڈاکٹر خوشتر نورانی کی کتاب ''تحریک جہاد اور برٹش گورنمنٹ'' لائق مطالعہ اور قابل تحسین ہے، جو سید صاحب کی زندگی کے صحیح رخ کو تاریخی حقائق وشواہد کی روشنی میں واضح کرتی ہے- یقیناً ڈاکٹر نورانی کی یہ کتاب سید صاحب کی سوانحیات کے باب میں ایک انتہائی قیمتی اور گراں قدر اضافہ

ہے۔

مزید حالات کی تفصیل جاننے کے لیے ملاحظہ کریں:

سیرت سید احمد شہید، تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، وقائع احمدی، سوانح احمدی، امیر الروایات۔

....

مولانا عبدالحئی بڈھانوی

مولانا عبدالحئی بن ہبۃ اللہ مقام بڈھانہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرنشو ونما پانے کے بعد دہلی حاضر ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے تحصیل علم کیا، جب کہ خصوصیت کے ساتھ شاہ عبدالقادر دہلوی سے شرف تلمذ حاصل کیا، نیز قاضی محمد بن علی شوکانی سے روایت و اجازت بھی حاصل کی۔ شاہ اسماعیل دہلوی کے ساتھ مل کر سید احمد رائے بریلوی کے تحریک جہاد میں سرگرم کردار ادا کیا اور تادم آخر اس تحریک کا حصہ بنے رہے۔ جہاں ایک طرف سید صاحب کی تحریک کے رکن رکین شاہ اسماعیل دہلوی تھے تو وہیں دوسری طرف مولانا عبدالحئی بڈھانوی بھی اس تحریک کا جز ولا ینفک تھے، چناں چہ اس تحریک جہاد میں وہ واقعات و حوادث جو شاہ صاحب کے ساتھ پیش آئے ان میں مولانا بھی شاہ صاحب کے مصاحب تھے۔

چوں کہ ان کے دادا مولانا نور اللہ، شاہ عبدالعزیز کے استاذ تھے، اس لیے شاہ صاحب کی ان پر خاص نگاہ التفات تھی جس کے نتیجے میں شاہ صاحب نے اپنی ایک صاحب زادی کا مولانا سے نکاح کرا دیا، جس کی وجہ سے یہ بھی خاندان ولی اللہی کے ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کیے جانے لگے۔ مزید یہ کہ جب سید احمد رائے بریلوی نے ''نکاح بیوگان'' کی ایک مہم چلائی تو شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی بیوہ بہن کا نکاح بھی مولانا سے ہی کرایا، اگرچہ کہ شاہ صاحب کی بہن عمر میں مولانا عبدالحئی سے کافی بڑی اور دمے کی بیماری میں مبتلا بھی تھیں۔ (ارواح ثلاثہ)

مولوی رحمٰن علی نے تذکرہ علمائے ہند میں ذکر کیا کہ یہ فقہ حنفی میں کامل دست گاہ رکھتے تھے، تاہم زیر نظر کتاب میں جامع مسجد دہلی کے مناظرے اور مباحثے کی تفصیلی روداد کے مطالعے کے بعد یہ بات پورے رسوخ کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ مولانا بھی اپنے پیر و مرشد اور شاہ اسماعیل دہلوی کی صحبت سے متاثر ہو کر عقیدۂ اہل سنت سے منحرف ہو چکے تھے۔

شاہ اسماعیل دہلوی اور مولانا عبدالحئی نے مل کر اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات کو فارسی زبان میں جمع کیا، جسے ''صراط مستقیم'' کہا جاتا ہے۔ پھر مولانا نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کر کے علمائے حرمین کو بھی بھیجا۔ جب کہ اس کے علاوہ کوئی قابل ذکر تصانیف کا ذکر نہیں ملتا۔ صاحب نزہۃ الخواطر نے ایک رسالے کا ذکر کیا جو ان کے اور مولانا رشید الدین کشمیری کے درمیان ہوئے مناظرے کی روداد ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

سیرت سید احمد شہید، ارواح ثلاثہ، تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، سیف الجبار۔

....

قاضی عیاض مالکی

ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ سبتی مقام سبتہ کے رہنے والے تھے اور وہیں ٦٧٤ھ کو آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی - اپنے وقت میں امام المحدثین اور امام اہل سنت کی حیثیت سے متعارف تھے - علاوہ ازیں مغربی ہونے کے باوجود بھی آپ عربی زبان و بیان کے ساتھ اہل عرب کے عادات و اطوار اور ان کی تاریخ وارتقا پر خاصہ درک رکھتے تھے - کہا جاتا ہے کہ کسی یہودی نے آپ کو زہر دے دیا تھا جس کی بنا پر ۵۴۴ھ کو آپ کا وصال ہو گیا - مختلف علوم وفنون میں آپ کی کتابیں دستیاب ہیں، جن میں شرح صحیح مسلم اور شفا شریف زیادہ مقبول ومتداول ہیں -

الاعلام: ج۵/ص۹۹

....

مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی

شاہ رفیع الدین دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ کے دوسرے صاحبزادے تھے - ١١٦٣ھ کو ولادت ہوئی، ابھی ١٢/سال کے ہی ہوئے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا - تعلیم وتربیت کے سارے مراحل اپنے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے پاس طے کیے، نیز اپنے ماموں شاہ محمد عاشق پھلتی کے ہاتھوں بیعت کی ساتھ ہی اکتساب علم بھی فرمایا - حدیث کی سند اپنے والد ماجد سے حاصل کی - علوم نقلیہ کے ساتھ علوم عقلیہ میں خاص تبحر اور ملکہ حاصل تھا جس کے باعث اکثر آپ کے رسائل معقولات سے متعلق ہیں - چناں چہ شاہ عبدالعزیز نے اپنے ملفوظات میں متعدد مقامات پر آپ کی جامعیت وعلمیت کا ذکر فرمایا -

آپ کی ریاضی دانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''مولوی رفیع الدین بر ریاضیات چنداں ترقی کردہ کہ شاید موجد آں'' (ص۴۰) یعنی مولوی رفیع الدین نے ریاضی میں اتنی ترقی کر لی کہ گویا اس کے موجد ہیں -

ایک جگہ فرماتے ہیں: ''درفن ریاضی مثل رفیع الدین در ہند و ولایت نخواہد بود واہل قصبات را ازیں فنون مناسبت نمی باشد'' (ص٦٢) یعنی فن ریاضی میں مولوی رفیع الدین کا ہند وبرطانیہ میں کوئی ہمسر نہیں -

آپ کے اسی وسعت علمی اور دقت نظری کا نتیجہ ہے کہ جب شاہ صاحب درازیٔ عمر اور علالت کے باعث درس و تدریس پر کم توجہ دینے لگے تو شاہ رفیع الدین صاحب آپ کی نیابت فرماتے تھے -

درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا کافی شغف تھا - اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں رسائل و کتب تحریر فرمائے - حکیم محمود احمد برکاتی نے شاہ رفیع الدین کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے ٣/اردو کی تصانیف کے بارے میں تحریر کیا جن میں سے ایک ترجمہ قرآن کے علاوہ ایک تفسیر (سورۂ بقرہ) بھی ہے - علاوہ ازیں ١٤/فارسی رسائل اور ١٥/عربی رسائل بھی شمار کرائے ہیں - شاہ رفیع الدین دہلوی کی ایک معرکۃ الآرا کتاب دمغ الباطل کا ایک نایاب قلمی نسخہ کتب خانہ قادریہ، بدایوں کے شعبۂ مخطوطات کی زینت ہے -

١٢٣٣ھ میں دہلی میں ہیضے کی بیماری پھیل گئی، جس سے کافی لوگ متاثر ہو گئے، شاہ صاحب بھی اسی حادثے کا شکار

ہوگئے اور اپنے والد ماجد کے پائتیں مدفون ہوئے- صاحب حدائق الحنفیہ نے آپ کی تاریخ وفات ''چشمۂ فیض'' لکھی ہے-شاہ صاحب کے چھ صاحب زادے اور ایک صاحب زادی تھی-

تفصیل کے لیے دیکھیں:

شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تذکرہ علمائے ہند، ابجد العلوم، حدائق الحنفیہ، نزہۃ الخواطر، ملفوظات عزیزی

....

مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی

مولانا مخصوص اللہ دہلوی خاندان ولی اللہی کے سلسلۂ علم و فضل کی ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں-شاہ صاحب مولانا شاہ رفیع الدین کے صاحب زادے اور مولانا شاہ موسی دہلوی کے بھائی ہیں-ابتدا تا انتہا تمام تعلیمی و تربیتی مراحل اپنے تایا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور والد ماجد کی خدمت میں طے کیے-انتہائی نیک اور شریف النفس بزرگ تھے-اپنے چچا شاہ اسحاق دہلوی کے بعد اپنے آبائی مدرسے کی مسند تدریس کو زینت بخشی، نیز اپنے بھائی شاہ موسی دہلوی کے ساتھ مل کر مدرسے کی ساری باگ ڈور بھی سنبھالی-سلسلہ قادریہ میں شاہ عبدالعزیز سے بیعت رکھتے تھے-

سوانح نگاروں نے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جب حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی درس قرآن دیا کرتے تھے تو اس محفل و مجلس میں مولانا ہی قاری ہوا کرتے تھے- صاحب نزہۃ الخواطر نے الیانع الجنی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جب ان کے زمانے میں وہابیہ و اہل سنت کے درمیان مخالفت کا سلسلہ شروع ہوا اور لوگ دو فریقوں میں بٹ گئے تو مولانا مخصوص اللہ نے کسی ایک فریق کو نہیں اپنایا (مفہوم از نزہۃ الخواطر ج ۷/ص ۱۱۰۸)- یہ بات تاریخی اور دستاویزی شواہد کے بالکل مخالف بلکہ حقائق سے متصادم ہے-مولانا نے ساری زندگی معمولات اہل سنت کے موافق اور علمائے اہل سنت کی پرزور حمایت میں گزاری ہے- جیسا کہ خود زیر نظر کتاب میں جامع مسجد دہلی میں ہوئے مناظرے کی روداد سے پتہ چلتا ہے-مزید یہ کہ جب علامہ فضل حق خیرآبادی نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب تحقیق الفتوی تصنیف فرمائی تو اس پر مولانا نے بھی تائیدی دست خط فرما کر عقیدۂ وہابیہ کی مخالفت کا ثبوت بھی پیش کر دیا اور سب سے اہم بات یہ کہ خود مولانا نے شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں معید الایمان بھی تصنیف فرمائی- (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان) ۱۳/ ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ کو وفات ہوئی اور آبائی قبرستان مہندیان میں دفن کیے گئے-

مزید حالات کے لیے دیکھیں:

تذکرہ علمائے ہند، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، نزہۃ الخواطر، سیف الجبار-

....

مولانا شاہ موسیٰ دہلوی

مولانا شاہ موسی دہلوی کی سن ولادت کا علم نہیں ہوسکا، مگر قرین قیاس یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۱۱۸۹ر کے قریب ہوئی ہوگی- شاہ صاحب مولانا رفیع الدین دہلوی کے صاحب زادے، مخصوص اللہ دہلوی کے بھائی اور خاندان ولی اللہی کی

آخری علمی کڑی ہیں- خاندان ولی اللہی کے ان چند افراد میں سے ایک ہیں جنھوں نے شاہ اسماعیل دہلوی اور فتنۂ وہابیہ کی تردید میں اپنا فعال کردار نبھایا اور جامع مسجد دہلی کے مناظرے میں سرگرم شرکت کے علاوہ دو رسالے بھی وہابیہ کی تردید میں قلم بند کیے- زیر نظر کتاب میں مولانا کی ایک کتاب ''حجۃ العمل فی ابطال الجہل'' کی ایک عبارت حوالے کے طور پر بھی مذکور ہے- تعلیم و تربیت والد ماجد اور شاہ عبدالعزیز کے علاوہ اپنے چچا شاہ عبدالقادر دہلوی سے بھی حاصل کی اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس اور تنظیم و تنسیق کا فریضہ انجام دیتے رہے- ایک صاحب زادے میاں عبدالسلام اور ایک صاحب زادی یادگار چھوڑیں- ۱۲۵۹ھ میں اس دار فانی سے دار بقا کی جانب سفر کیا-
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: سیف الجبار، تذکرہ علمائے ہند، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان

....

استاذ مطلق علامہ فضل حق خیرآبادی

علامہ فضل حق خیرآبادی مولانا فضل امام خیرآبادی کے صاحب زادے اور ان کے علمی وارث و جانشین تھے، آپ کی ذات سے برصغیر میں معقولات کو ایسا فروغ ہوا کہ لفظ ''خیرآباد'' علم و حکمت کا استعارہ بن گیا- ۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۷ء میں ولادت ہوئی- تعلیمی مراحل اپنے والد مولانا فضل امام کی درس گاہ میں طے کیے، علم حدیث کی تحصیل شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی درس گاہ میں کی، بعض حضرات کے مطابق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بھی استفادہ کیا، تصوف میں حافظ محمد علی خیرآبادی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا- صرف ۱۳/ سال کی عمر میں درسیات سے فراغت پائی اور دہلی میں مسند درس آراستہ کی- ابتدا میں کچھ سال انگریزوں کی ملازمت میں رہے، اس کے بعد مختلف اوقات میں ریاست جھجھر، الور، سہارن پور، رام پور، لکھنؤ اور ٹونک وغیرہ میں ملازمت کی، درس و تدریس کا سلسلہ کہیں بھی منقطع نہیں ہوا- ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف نمایاں کردار ادا کیا، جس کی پاداش میں مقدمہ چلا اور ''حبس دوام بعبور دریائے شور'' کی سزا ملی، قید کر کے انڈمان بھیج دیے گئے، جہاں ایک سال دس ماہ تیرہ دن اسیری میں رہ کر ۱۲/ صفر ۱۲۷۸ھ/ ۲۰/ اگست ۱۸۶۱ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے- تصانیف کا ایک ذخیرہ یادگار چھوڑا، جن میں زیادہ تر کتب منطق، طبعیات، امور عامہ، الٰہیات اور علم کلام و عقائد سے متعلق ہیں- تصانیف میں نقل و تقلید نہیں بلکہ اجتہاد و تحقیق کی شان نظر آتی ہے- بعض تصانیف کے اسما درج ذیل ہیں- حاشیہ افق مبین، حاشیہ تلخیص الشفا، حاشیہ قاضی مبارک، الہدیۃ السعیدیہ، الجنس العالی، شرح تہذیب الکلام، الروض المجود، الثورۃ الہندیہ وغیرہ- عربی کے بلند پایہ شاعر تھے، مولانا عبداللہ بلگرامی کے مطابق آپ کے عربی اشعار کی تعداد ۴/ ہزار سے متجاوز ہے، جن میں بیشتر نعت رسالت مآب ﷺ میں ہیں- ایک جہان نے آپ سے استفادہ کیا، آپ کے تلامذہ خود اپنے اپنے فن میں ائمہ تسلیم کیے گئے- (نقل از خیرآبادیات: ص ۲۴-۲۳)
شمس العلما مولانا عبدالحق خیرآبادی، تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدیوانی، استاذ الاساتذہ مولانا ہدایت اللہ رام پوری اور مولانا فیض الحسن سہارن پوری آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں-

....

مولانا رشیدالدین دہلوی

مولانا رشیدالدین دہلوی دہلی کے نامور علمائے اہل سنت میں سے ہیں- سن ولادت کا علم نہیں اور سن وصال میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے- چناں چہ صاحب نزہۃ الخواطر نے ۱۲۴۳ھ اور مولوی رحمٰن علی نے ۱۲۴۹ھ کا ذکر کیا ہے- مفتی صدر الدین آزردہ کے رشتہ داروں میں سے تھے- ذہن وقار اور طبع نقادر کھتے تھے اور علم کلام میں بڑا کمال رکھتے تھے (تذکرہ علمائے ہند) - ارواح ثلاثہ میں مولانا کی ایک حکایت منقول ہے جس میں مولانا کے بارے میں کہا گیا ہے ان کو اپنی فہم و ذکا اور استعداد ولیاقت کی بنیاد پر ''رشید المتکلمین'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا- (ارواح ثلاثہ) مولانا نے بعض درسی کتب کی تعلیم مفتی علی کبیر بنارسی سے لی، جب کہ ایک زمانے تک مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی سے اکتساب علم فرماتے رہے- نیز سراج الہند اور شاہ عبدالقادر دہلوی سے بھی مستفیض ہوئے- شیعہ و روافض کے خلاف آپ کی خدمات قابل قدر ہیں، جب کہ برہمن کے رد میں بھی ''اعانۃ الموحدین واہانۃ الملحدین'' نامی ایک رسالہ تصنیف کیا- شوکت عمریہ، صولت غضنفریہ، ایضاح لطافۃ المقال، تفضیل الاصحاب وغیرہ بھی آپ کی تصانیف سے ہیں-

دیکھیں:

ارواح ثلاثہ، تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، ابجد العلوم-

....

مولانا شیر محمد دہلوی

آخون شیر محمد افغانی ثم دہلوی اپنے زمانے کے مشہور حنفی علما میں شمار کیے جاتے ہیں- ابتدائی تعلیم مختلف مقامات پر حاصل کی، مگر جب دہلی آئے تو یہاں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی کی صحبت میں رہ کر اکتساب علم فرمایا اور مولانا سید غلام علی سے علم طریقت اخذ کیا- تحصیل علم کے بعد مسند تدریس کو رونق بخشی اور ایک زمانے کو علم سے سیراب کیا- ۱۲۵۷ھ میں جب سفر حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے- انتہائی ذہین و سریع الفہم اور عبادت گزار شخصیت کے مالک تھے- (نزہۃ الخواطر)

....

شاہ اسحاق دہلوی

مولوی شاہ اسحاق دہلوی کی ولادت ۱۷۸۲ء کو ہوئی- والد کا نام شیخ محمد افضل فاروقی ہے- سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے ہیں۔ تعلیم و تربیت اپنے نانا اور شاہ عبدالقادر دہلوی کی سرپرستی میں ہوئی- شاہ عبدالعزیز دہلوی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت بھی رکھتے تھے- تحصیل علم کے بعد آبائی مدرسہ رحیمیہ میں کچھ دن تدریسی خدمت انجام دی۔ مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا شاہ ابوسعید مجددی، میاں نذیر حسین دہلوی وغیرہ ان کے تلامذہ میں شمار کیے جاتے ہیں- ۱۲۴۰ھ میں حج کیا اور وہیں پر شیخ عمر بن عبدالکریم مکی سے سند حدیث حاصل کی- دو سال مکہ معظّمہ میں گزارنے کے بعد ہندوستان واپس آئے- تقریباً ۱۶ سال کے بعد نامناسب حالات کی بنیاد پر اپنے اہل وعیال کے ساتھ مکہ معظّمہ ہجرت کی

اور وہیں پر سکونت پذیر رہ کر دوسرا حج بھی ادا کیا۔
مکہ میں وبائے عام کی وجہ سے ۱۸۴۵ء میں انتقال ہوا۔ فقیر محمد جہلمی نے ''اسحاق شیخ آفاق'' تاریخ وفات تحریر کی ہے۔

بعض سوانح نگاروں نے ''ماۃ مسائل'' کو شاہ صاحب کی تصانیف میں شمار نہیں کیا ہے حالاں کہ معتبر و معاصر شہادات اس سے انکار کرتی ہیں۔ مصنف کتاب حضور سیف اللہ المسلول نے شاہ اسحاق دہلوی کی ماۃ مسائل کے رد میں ایک مستقل ضخیم فارسی کتاب ''تصحیح المسائل'' تصنیف کی اور اس میں موجود خلاف اہل سنت عقائد و معمولات کی پر زور مذمت کی ہے، جو ایک اہم سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت کی کتاب وسیع و جامع اور لائق مطالعہ ہے، بالخصوص معاصر فتنہ سلفیہ و وہابیہ کے باطل افکار و نظریات کے سد باب کے لیے انتہائی معاون ہے۔ ضخامت کے باعث اب تک اس کا اردو ترجمہ التوا کا شکار ہے، ان شاء اللہ مستقبل میں تاج الفحول اکیڈمی اس کو شایان شان طریقے سے شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ زیر نظر کتاب میں بھی ایک مستقل باب شاہ اسحاق دہلوی کی ماۃ مسائل اور اربعین مسائل کی تردید پر مشتمل ہے، جس میں ان دونوں کتابوں کو شاہ صاحب کی طرف منسوب کر کے ان کی تحریفات اور بے جا تاویلات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، تصحیح المسائل (فارسی)، سیف الجبار، امیر الروایات۔

....

مولانا شاہ عبدالرحیم دہلوی

مولانا شاہ عبدالرحیم ہندوستان میں سلسلہ نقش بندیہ کے نامور مشائخ و صوفیا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ تعلیم و تربیت اپنے بڑے بھائی مولانا شاہ ابوالرضا اور میر محمد زاہد ہروی سے حاصل کی، جب کہ علم باطنی حضرت خواجہ خرد ابن حضرت خواجہ باقی باللہ سے اخذ کیا۔ بہت سے اکابر مشائخ سے براہ راست یا مراقبے یا کشف کے ذریعے مستفیض ہوئے، تاہم سلسلہ نقش بندیہ میں بیعت و ارادت حاصل کر کے اسی میں مرید کرتے تھے۔
انتہائی صوفی منش، نیک طینت، صاحب کشف و کرامات اور رمز شناس بزرگ تھے۔ آپ کے واقعات اسرار و رموز اور تصرفات و کرامات سے ''انفاس العارفین مملو ہے، جو آپ کے صاحب زادہ والا تبار شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فارسی زبان میں قلم بند کی ہے۔
مذہباً حنفی تھے جیسا کہ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: مخفی نماند کہ حضرت ایشاں در اکثر امور موافق مذہب حنفی عمل می کردند الا بعض چیز ہا کہ بحسب حدیث یا وجدان بمذہب دیگر ترجیح می یافتند (انفاس العارفین: ص ۶۹) شاہ صاحب نے اپنے ہی مکان ''مہندیان'' میں ایک درس گاہ کا آغاز کیا جسے بعد میں آپ کی طرف منسوب کر کے ''مدرسہ رحیمیہ'' کہا جانے لگا، اگرچہ آپ کی حیات میں اس نام کا ذکر نہیں ملتا۔ (حیات ولی) حکیم محمود برکاتی لکھتے ہیں: یہ مدرسہ صرف ایک درس گاہ نہیں تھا، بلکہ برصغیر کی ایک انقلابی تحریک کا مرکزی ادارہ تھا'' (۸۰،۸۱)
شاہ صاحب نے اگرچہ اعلی تحصیل علم فرمایا اور درس و تدریس بھی خوب کی، مگر آپ پر زہد و ارشاد غالب رہا، جس کی وجہ سے تصنیف و تالیف کی طرف خاص التفات نہیں فرمایا۔ صاحب نزہۃ الخواطر نے فن سلوک میں آپ کے ایک

رسالے کا ذکر کیا ہے، مگر وہ ہماری نگاہ سے نہیں گزرا، ممکن ہے کہ اس کا کوئی قلمی نسخہ کسی قدیم کتب خانے میں موجود ہو۔ ہمارے سامنے شاہ صاحب کے مکتوبات کا ایک مجموعہ 'موسوم بہ ''انفاس رحیمیہ'' موجود ہے، جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جمع کیے ہیں۔ ۴۳ رصفحات پر مشتمل یہ مجموعہ مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوا ہے، جس پر سنہ طباعت مکتوب نہیں۔ اسی مجموعے کے آخر میں چند صفحات پر شاہ عبدالرحیم کے معمولات، انفاس العارفین سے نقل کر کے بھی لکھے گئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ نے آپ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب آخر عمر میں شاہ صاحب بہت کمزور ہو چکے تھے اسی اثنا رمضان کا مبارک مہینہ آ گیا، مگر انھوں نے دستور کے مطابق روزے رکھنا شروع کر دیے۔ ہر چند شاہ ولی اللہ سمیت دیگر اہل خانہ آپ کو منع کرتے کہ شیخ فانی جو روزے رکھنے پر قدرت نہ رکھے اس کو شریعت نے رخصت دے رکھی ہے تو اس قدر پریشانی کیوں اٹھائی جائے؟ مگر شاہ صاحب یہ جواب دیتے کہ ''زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ میں اس حالت میں روزہ رکھنے کی بنیاد پر بے ہوش ہو جاؤں گا اور بے ہوشی کی تو مجھے عادت سی ہو چکی ہے!!'' چناں چہ آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا اور آپ ہیضے کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور اسی بیماری میں'' **استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم** '' کا ورد کرتے ہوئے ۱۲ رصفر ۱۱۳۱ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ (مفہوم وتلخیص از انفاس العارفین)

تاریخ وفات اس طرح ہے:

ہادی راہ طریقت شیخ دین عبدالرحیم
کرد از دنیاء دون در جنت الماوی سفر

تفصیل کے لیے دیکھیں:

حیات ولی، انفاس العارفین، انفاس رحیمیہ، نزہۃ الخواطر، تذکرہ علمائے ہند، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، مزارات اولیائے دہلی۔

....

ملا علی قاری

علی بن سلطان محمد نور الدین ہروی کی ولادت مقام ہراۃ میں ہوئی۔ سن ولادت کا علم نہیں ہو سکا۔ فقہ حنفی کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ تا عمر مکہ میں سکونت پذیر رہے اور وہیں پر ۱۰۱۴ھ میں آپ کا وصال بھی ہوا۔ ہر سال آپ قرآن کریم کی عمدہ طرز میں کتابت فرماتے اور پھر ایک سال تک اس کو فروخت کر کے اپنا ذریعہ معاش چلایا کرتے تھے۔ تفسیر وحدیث اور فقہ ولغت میں یکساں عبور رکھتے تھے، جس پر آپ کی تصانیف شاہد ہیں۔ تفسیر قرآن، مرقاۃ المفاتیح، شرح مشکلات مؤطا، شرح شفاء قاضی عیاض، حاشیہ جلالین، شرح مختصر المنار وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف سے ہیں۔

دیکھیے: الاعلام: ج ۵/ص ۱۳-۱۲

....

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۲۵......

بخاری شریف میں مکمل حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے: عمر ابن الخطاب فقال: اذهب فاتنى بهذين فجئته بهما، فقال: من انتما؟ اومن اين انتما؟ قالا: من اهل الطائف، قال: لو كنتما من اهل البلد لاوجعتكما ترفعان اصواتكم فى مسجد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم۔ (كتاب الصلوة باب رفع الصوت فى المسجد **حدیث نمبر** ۴۷۰)

....

❑❑❑

مصادرِ تخریج وتحقیق

- آثارالصنادید(اردو):سرسیداحمد خان(م:۱۸۹۸ء)/قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،دہلی/۲۰۰۳ء
- الابانۃ الکبریٰ(عربی):ابوعبداللہ عبیداللہ معروف بہ ابن بطہ(م:۳۸۷ھ)/دارالرایۃ للنشر والتوزیع، ریاض
- ابجدالعلوم(عربی):صدیق حسن قنوجی(م:۱۳۰۷ھ)/وزارۃ الثقافۃ والارشادالقومی،دمشق/۱۹۷۸ء
- ارواح ثلاثۃ(اردو):اشرف علی تھانوی(م:۱۳۶۲ھ)/مکتبہ عمر فاروق،کراچی/طبع اول ۲۰۰۹ء
- اسرارالحبۃ(عربی):شاہ رفیع الدین دہلوی(م:۱۲۳۳ھ)/ادارۂ نشرواشاعت،مدرسہ نصرت العلوم،گجرانولہ پاکستان/طبع دوم شعبان ۱۴۳۴ھ
- اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ(فارسی):شیخ عبدالحق محدث دہلوی(م:۱۰۵۲ھ)/کارخانہ محمدی عکس مخطوطہ/ذی قعدہ ۱۲۷۷ھ
- اکمل التاریخ(اردو):مولانا محمد یعقوب حسین ضیاالقادری بدایونی(م:۱۳۹۰ھ):تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، کتاب جدید ۱۴۳۴ھ
- اقرب الطریق الی اللہ(عربی):شیخ نجم الدین کبریٰ(م:۶۱۸ھ)/عکس مخطوطہ/سنہ ندارد
- الانتباہ فی سلاسل اولیاءاللہ(فارسی):شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(م:۱۱۷۶ھ)/مطبع احمدی،دہلی/سنہ ندارد
- انفاس رحیمیہ(فارسی):شاہ عبدالرحیم دہلوی(م:۱۱۳۱ھ)/مطبع احمدی،دہلی/سنہ ندارد
- انفاس العارفین(فارسی):شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(م:۱۱۷۶ھ)/مطبع احمدی،دہلی/۱۳۱۵ھ
- البحرالرائق شرح کنزالدقائق(عربی):زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم المصری المتوفی ۹۷۰ھ/دارالکتب العلمیہ، بیروت/طبع اول ۱۴۱۸ھ
- البحر الزخار فی زوائد مسند البزار(مسند بزار،عربی): علامہ ابوبکر احمد بن عمرو(م:۲۹۲ھ)/مکتبۃ العلوم والحکم،مدینہ منورہ
- تحریک جہاد اور برٹش گورنمنٹ(اردو):ڈاکٹر خوشتر نورانی/ادارۂ فکر اسلامی،دہلی/جون ۲۰۱۴ء
- تحفہ اثناعشریہ(فارسی):شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی(م:۱۲۵۹ھ)/مطبع ثمر ہند لکھنؤ/۱۲۹۵ھ
- تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی(فارسی):علامہ فضل حق خیرآبادی(م:۱۲۷۸ھ)/شاہ عبدالحق محدث اکیڈمی/سرگودھا،پاکستان

● تحقیق النصرة بتلخیص معالم دار الهجرة عک (عربی): زین الدین ابوبکر بن حسین مراغی (م:۸۱۶ھ)
عکس مخطوطہ/کتابت جمادی الآخر ۱۱۸۵ھ
● تذکرہ علمائے ہند (مترجم اردو): مولوی رحمٰن علی (م:۱۳۲۵ھ)/مطبع شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی/
طبع ثانی ۲۰۰۸ء
● تفسیر مفاتیح الغیب (عربی): علامہ امام فخر الدین رازی (م:۶۰۶ھ) دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع/مطبوعہ
۱۹۸۱ء
● تقویۃ الایمان (اردو): شاہ اسماعیل دہلوی (م:۱۲۴۶ھ)/کتب خانہ رحیمیہ دیوبند/سنہ ندارد
● تنویر العینین (عربی): شاہ اسماعیل دہلوی (م:۱۲۴۶ھ)/مطبع ارمغان، دہلی/سنہ ندارد
● التوضیح فی حل غوامض التنقیح (عربی): صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود (م:۷۴۷ھ)/مجلس برکات،
جامعہ اشرفیہ، مبارک پور/
● جامع البیان عن تاویل آی القرآن (تفسیر طبری): علامہ محمد بن جریر طبری (م:۳۱۰ھ)/مؤسسۃ الرسالۃ
● جامع ترمذی (عربی): امام محمد بن عیسیٰ الترمذی: (م ۲۷۹ھ)، مکتبۃ دار السلام الریاض ۱۴۲۹ھ
● الجامع لاحکام القران (عربی): ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (م:۶۷۱ھ)/دار الکتب المصریہ، قاہرہ/
طبع ثانی ۱۳۸۴ھ
● حجت اللہ البالغہ (عربی): شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م:۱۱۷۶ھ)/مطبع صدیقی، بریلی/مطبوعہ ۱۲۸۶ھ
● حدائق الحنفیہ (اردو): مولانا فقیر محمد جہلمی (۱۹۱۶ء)/المیزان اردو بازار، لاہور/۲۰۰۵ء
● خیرآبادیات (اردو): علامہ شیخ اسید الحق قادری محدث بدایونی (م:۲۰۱۴ء)/تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں/
● الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (عربی): امام جلال الدین سیوطی (م:۹۱۱ھ)/دار الفکر، بیروت
● دیوان حافظ (فارسی): حافظ شیرازی (م:۷۹۲ھ)/مطبع نول کشور، لکھنؤ/۱۳۰۱ھ
● سنن ابن ماجہ (عربی) امام محمد ابن ماجہ (م:۲۷۳ھ)/مکتبۃ دار السلام الریاض ۱۴۲۹ھ
● سنن ابوداؤد (عربی) امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث (م:۲۷۵ھ)/مکتبۃ دار السلام الریاض ۱۴۲۹ھ
● سنن دارقطنی (عربی): علی بن عمر دارقطنی (م:۳۸۵ھ)/دار المعرفۃ، بیروت/مطبوعہ ۲۰۰۱ء
● سنن نسائی (عربی): امام احمد بن شعیب (م:۳۰۳ھ)/مکتبۃ دار السلام الریاض ۱۴۲۹ھ
● سیرت سید احمد شہید (اردو): سید ابوالحسن علی ندوی (م:۱۴۲۰ھ)/مجلس تحقیقات ونشر اسلام لکھنؤ/۲۰۱۱ء
● شرح عقائد جلالی (عربی): امام جلال الدین دوانی (م:۹۱۸ھ)/مطبع امیریہ، مصر/۱۹۲۶ء
● شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان (اردو): حکیم محمود احمد برکاتی (م:۲۰۱۴ء)/مجلس اشاعت اسلام/۱۹۷۶ء
● شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور (عربی): امام جلال الدین سیوطی (م:۹۱۱ھ)/مطبعۃ المدنی
للطباعۃ والنشر والتوزیع، قاہرہ/سنہ ندارد

● شعب الایمان (عربی): احمد بن حسین معروف بہ امام بیہقی (م:۴۵۸ھ) مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض/ مطبوعہ ۱۴۲۳ھ
● الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ (عربی): ابوالفضل عیاض بن موسیٰ (م:۵۴۴ھ)/ مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ/۲۰۰۴ء
● صحیح بخاری (عربی): امام محمد بن اسماعیل البخاری (م:۲۵۶ھ)/ مکتبۃ دارالسلام الریاض ۱۴۲۹ھ
● صحیح مسلم (عربی): امام مسلم بن الحجاج نیشاپوری (م:۲۶۱ھ)/ مکتبۃ دارالسلام الریاض ۱۴۲۹ھ
● صراط مستقیم (فارسی): مرتب شاہ اسماعیل دہلوی (م:۱۲۴۶ھ)/ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور/ سنہ ندارد
● عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان (عربی): حافظ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی (م:۹۴۲ھ)/ جامعۃ الملک عبدالعزیز/ ۱۳۹۸ھ
● فتح العزیز (تفسیر عزیزی، فارسی): شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م:۱۲۵۹ھ)/ مطبع محمدیہ/ صفر المظفر ۱۲۶۴ھ
● فتح العزیز (تفسیر عزیزی، فارسی): شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م:۱۲۵۹ھ)/ مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی/ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ
● الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (فارسی): شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م:۱۱۷۶ھ)/ مطبع علیمی، دہلی/ سنہ ندارد
● القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مترجم اردو): مولانا محمد عاشق پھلتی (م:۱۱۸۷ھ)/ مسلم کتابوی، لاہور/ طبع اول ۱۴۲۰ھ
● کمالات عزیزی (اردو): شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م:۱۲۵۹ھ)/ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی/ ۱۴۱۳ھ
● لسان المیزان (عربی): حافظ ابن حجر عسقلانی (م:۸۵۲ھ)/ مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ/ طبع اول ۲۰۰۲ء
● مأۃ مسائل (فارسی): شاہ اسحاق دہلوی (م:۱۸۴۵ء)/ مطبع مصطفائی/ ۱۲۸۳
● مجموعہ رسائل (عربی، فارسی): شاہ رفیع الدین دہلوی (م:۱۲۳۳ھ)/ ادارۂ نشر و اشاعت، مدرسہ نصرت العلوم گجرانولہ، پاکستان/ دسمبر ۱۹۹۳ء
● مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح (عربی): علی بن سلطان محمد القاری (م:۱۰۱۴ھ)/ دارالکتب العلمیۃ، بیروت/ طبع اول ۲۰۰۱ء
● مزارات اولیائے دہلی (اردو): مولوی محمد عالم شاہ فریدی/ جان جہاں پریس، دہلی/ طبع اول ۱۳۳۰ھ
● مسائل اربعین فی بیان سنۃ سید المرسلین (فارسی): شاہ اسحاق دہلوی (م:۱۸۴۵ء)/ مطبع دہلی اردو اخبار/ سنہ ندارد
● المستدرک علی الصحیحین (عربی): حافظ ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری (م:۴۰۵ھ)/ دارالحرمین للطباعۃ والنشر، قاہرہ/ طبع اول ۱۹۹۷ء

- مسند احمد بن حنبل (عربی): امام احمد بن حنبل (م:۲۴۱ھ)/مؤسسۃ الرسالہ، بیروت/طبع اول ۱۴۱۸ھ
- المعجم الاوسط: (عربی): حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (م:۳۶۰ھ)/ دارالحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع/طبع ۱۴۱۵ھ
- المعجم الکبیر (عربی): حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (م:۳۶۰ھ)/ مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ
- ملفوظات عزیزی (فارسی): شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م:۱۲۵۹ھ)/مطبع مجتبائی میرٹھ/۱۳۱۴ھ
- المنح المکیہ بشرح الھمزیۃ (عربی): شہاب الدین امام احمد بن محمد ہیثمی (م:۹۷۴ھ)/ دارالمنہاج للنشر والتوزیع، بیروت/طبع ثانی ۱۴۲۶ھ
- المواھب اللدنیۃ (عربی): شیخ احمد بن محمد قسطلانی (م:۹۲۳ھ)/ دارالکتب العلمیہ، بیروت/طبع اول ۱۴۱۶ھ
- المنہاج شرح صحیح مسلم (عربی): امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی (م:۶۷۶ھ)/ المطبعۃ المصریۃ، ازہر شریف، قاہرہ/طبع اول ۱۹۲۹ء
- موسوعۃ کشف الاصطلاحات والفنون (عربی) محمد علی التھانوی (م:۱۱۵۸ھ)/مکتبۃ لبنان/مطبوعہ ۱۹۹۶ء
- موضح القرآن (اردو ترجمہ قرآن): شاہ عبدالقادر دہلوی (م:۱۲۳۰ھ)/قدرت اللہ کمپنی، اردو بازار، لاہور
- نزھۃ الخواطرو بھجۃ المسامع والنواظر (عربی): مولانا سید عبدالحئی حسینی (م:۱۳۴۱ھ)/ دارابن حزم، بیروت/طبع اول ۱۴۲۰ھ
- وقائع احمدی (اردو): نواب محمد وزیر خان/سید احمد شہید اکیڈمی، لاہور/ ۲۰۰۷ء

❑❑❑